سیرت

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص

www.KitaboSunnat.com

طالب الہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سیرت

حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ

طالب الہاشمی

www.KitaboSunnat.com

طٰہٰ پبلی کیشنز

۲۲ اے۔ ملک جلال الدین (وقف) بلڈنگ، چوک اردو بازار لاہور

Ph: 7231391 Mob: 0333-4470509

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس کتاب کا کوئی بھی حصہ طٰہٰ پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا' اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتِ حال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔ (ادارہ)

248،86
ط ال ـ مس

طٰہٰ

جملہ حقوق بحقِ مؤلف محفوظ

مؤلف : طالب الہاشمی
ناشر : محمد عفیف طٰہٰ
طبعِ جدید (اوّل) : جنوری 2006ء
مارکیٹنگ منیجر : صغیر احمد مغل
کمپوزنگ : محمد لبیب جمیل
قیمت : 130 روپے
بیرون ملک : 5 امریکی ڈالر

ISBN 969 - 8810 - 09 - 9

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر.....1.70.35.....

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ	9
نام ونسب	14
نام اور کنیت	14
نسب اور خاندان	14
رسولِ اکرم ﷺ سے نسبی تعلق	15
حضرت سعدؓ کی والدہ	18
ولادت	19
قبولِ اسلام	20
سبقت فی الاسلام	20
عزم واستقلال	21
تری راہ میں ہم ستائے گئے	23
غیرتِ دینی	23
ابتلائے عظیم میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت	24
بنو ہاشم کی مظلومی	25
محصوری کے مصائب	25
محصوری کا خاتمہ	26
ہجرت	30
فضائلِ ہجرت	30
ہجرت کا آغاز	31
حضرت سعدؓ کی ہجرت	32
مدینہ کی ابتدائی زندگی	34
پُرخطر ایّام	34
مردِ صالح	35
مختلف سرایا میں شرکت	37
رسولِ اکرمؐ کی دائمی رفاقت	40
اصحابِؓ بدر میں سے ایک	42
غزوۂ بدر اور اصحابِؓ بدر	42
محاذِ بدر کی طرف اقدام	42
معرکۂ حق وباطل	44

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مبین	48
اُحُد کے میدان میں	50
قریش کا جوشِ انتقام	50
رسولِ اکرم ﷺ کی مدینہ سے روانگی	50
اُحُد کے دامن میں	51
بہتر دُعا	51
حضرت حمزہؓ کی شہادت	52
زیدؓ بن خطّاب کا شوق شہادت	54
ابو دجانہؓ کی شجاعت	54
دو مجاہد بچے	55
مقدّس آنکھ	56
عملِ قلیل واجرِ کثیر	58
غسیل الملائکہ	60
عمرو بن جموحؓ کا جوشِ ایمان	61
بہشت کی خوشبو	62
ایک ضعیف العمر عاشقِ رسول ﷺ	63
عظیم آزمائش	64
میری جان آپ ﷺ کی جان پر قربان	68
رسول اللہ کی سپر	69
ثابتؓ بن دحداح کی للکار	70
ایں سعادت بزورِ بازو نیست	70
شمعِ رسالتؐ کے پروانے	71
غزوۂ احزاب تا عہدِ صدّیقی	75
غزوۂ احزاب	75
بیعتِ رضوان	76
فتح مکّہ	79
غزوۂ حنین	80
غزوۂ تبوک اور حج الاسلام	82
حَجّۃُ الوَداع	83
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صِدّیق اکبرؓ کی وفات تک	88
فرمانروائے ایران کو دعوتِ اسلام	91
قیصر و کسریٰ	91
سلطنتِ ایران	91
عظیم پیشین گوئیاں	92
شاہِ ایران کو دعوتِ اسلام	95
عرب اور ایران میں جنگ کا آغاز	104
بنو شیبان کی ترکتازیاں	104
جنگوں کا طویل سلسلہ	106
۱- جنگِ کاظمہ یا ذات السلاسل	107
۲- جنگِ مذار یا قارن	108
۳- جنگِ ولجہ	108
۴- جنگِ الیس	109
۵- فتح حیرہ	109

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦-جنگِ انبار یا ذات العیون 109

٧-فتح عین التمر 110

٨-فتح دومۃ الجندل 111

٩-جنگِ فراض 111

ایران سے جنگ کا دوسرا دور 113

صدیق اکبرؓ کی وصیت 113

حضرت ابو عبیدؓ کے مجاہدانہ کارنامے 115

جنگِ بویب 118

ایرانیوں میں بیداری کی لہر 121

عساکرِ اسلامی کی قیادت 123

مسلمانوں کا جوشِ جہاد 123

مہمِ عراق کی قیادت کے لیے حضرت سعدؓ کا انتخاب 125

فاروقِ اعظمؓ کی ہدایات 126

مدینہ منورہ سے قادسیہ تک 128

حضرت سعدؓ کی مدینہ سے روانگی 128

مدینہ سے شراف تک 129

قادسیہ میں قیام 132

ایرانیوں کی جنگی تیاریاں 134

دربارِ ایران میں اسلامی سفارت 136

اسلام کے چودہ سفیر 136

کسریٰ کے دربار میں 137

اتمامِ حجت 139

ایرانی لشکر کی نقل و حرکت 139

رستم اور حضرت سعدؓ میں گفتگوئے مصالحت 142

دوسری اسلامی سفارت 144

تیسری اسلامی سفارت 145

جنگِ قادسیہ 148

ایرانیوں اور مسلمانوں کی صف آرائی 148

جنگ کا آغاز 150

یوم الارماث 155

یوم الاغواث 158

یوم العماس اور لیلۃ الہریر 162

دربارِ خلافت سے خط و کتابت 165

فتح بابل و کوثیٰ 167

فتح بابل 167

فتح کوثیٰ 170

فتح مدائن 172

فتح بہرہ شیر (یا بہرشیر) 172

بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے 173

ایوانِ کسریٰ پر پرچمِ اسلام 177

بیش بہا مالِ غنیمت 178

خزائنِ کسریٰ مدینہ منورہ میں 181

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصبِ امارت 187

حُسنِ انتظام 187

کوفہ کی تعمیر 188

رفاہِ عام کے کام اور دوسرے انتظامات 192

بعض ناخوشگوار حالات اور معزولی 195

فاروقِ اعظمؓ کی وصیت 202

فاروقِ اعظمؓ کی وصیت 202

عبیداللہ بن عمرؓ کا جوشِ انتقام 204

خلیفۂ سوم کا انتخاب 205

حضرت سعدؓ دوبارہ منصبِ امارت پر 206

گوشہ نشینی 208

عقیق کا گوشۂ تنہائی 208

مسلمانوں کی باہمی آویزش سے کنارہ کشی 209

سفرِ آخرت 213

وصیت اور وفات 213

جنازہ اور تدفین 214

حُلیہ 217

خانگی زندگی 219

ازواج 219

اولاد 219

ذریعۂ معاش اور جائداد 220

مناقب وفضائل 223

اَخلاق وعادات 229

خَشیتِ الٰہی اور عبادت 229

حُبِّ رسول ﷺ 230

اِتّباعِ سُنّت 231

غیرتِ دینی 232

تحمّل شدائد 233

زہد وتقویٰ 233

تواضع وانکسار 236

عیادت 237

رِقّتِ قلب 238

ایثار 238

فیاضی 239

رفاہِ عام کے کام 239

استعدادِ علمی 241

تحقیق وجستجو 241

شغفِ قرآن 243

تَفَقُّہ فِي الدِّین 244

روایتِ حدیث 245

حضرت سعدؓ سے مروی چند احادیث 247

کتابیات (مآخذ) 253

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم حواشی

1-	بنونجّار	17
2-	حضرت رافع بن خَدِیج رضی اللہ عنہ	56
3-	حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ	56
4-	حضرت مُصعَبؓ بن عمیر کی شہادت	64
5-	حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ	68
6-	اُمُّ المؤمنین حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا	80
7-	حارث بن کلدہ طبیب عرب	86
8-	حضرت عبداللہ بن حُذافہ سہمی رضی اللہ عنہ	96
9-	خسرو پرویز	98
10-	منذر بن ساوی	98
11-	یزدگرد	103
12-	حضرت مُثنّٰی بن حارثہ رضی اللہ عنہ	105
13-	درفشِ کاویانی	116
14-	حضرت جَرِیر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ	119
15-	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	125
16-	قادِسیّہ	132
17-	یوم الاباقر	133
18-	حضرت عُکّاشہ بن مِحصَن رضی اللہ عنہ	140
19-	حضرت مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ	145

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-20	حضرت خنساء رضی اللہ عنہا	151
-21	حضرت ابو مُحجن ثقفی رضی اللہ عنہ	159
-22	بابِل	167
-23	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	175
-24	شاہانِ حیرہ	188
-25	حضرت محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہ	195
-26	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	206
-27	چین کا ایک مزار	216
-28	ابنِ وہابؒ	216
-29	حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ	234
-30	رکعاتِ وتر	244
-31	ترکِ کلام کی مدّت	249

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

(مولانا نصراللہ خان عزیزؒ)

www.KitaboSunnat.com

میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا نام سب سے پہلے حضرت ابو مُحجن ثقفی رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں سنا جو زمانۂ جاہلیت ہی سے عرب کے نامور بہادروں میں شمار ہوتے تھے۔ شجاعت و بسالت اور تیغ زنی میں ان کا جواب نہیں تھا۔ اُس دَور کی اصطلاح میں وہ ایک ہزار سواروں پر بھاری تھے۔ ۹ ہجری میں اسلام لائے مگر شراب نوشی کی عادت پر قابو نہ پا سکے چنانچہ عہدِ فاروقی میں ان پر کئی مرتبہ حد جاری ہوئی۔ بالآخر انہیں ایک جزیرے میں نظر بند کر دیا گیا جہاں سے وہ کسی طرح نکل کر قادِسیّہ جا پہنچے۔ ان کا شوقِ جہاد انہیں کشاں کشاں وہاں لے گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو سپہ سالارِ اسلام کے نام فرمان جاری کیا کہ ابو مُحجنؓ کو قید کر دو۔ چنانچہ حضرت سعدؓ کی اقامت گاہ کے قریب انہیں زنجیروں میں جکڑ کر ایک کوٹھڑی میں نظر بند کر دیا گیا۔

اسی دوران میں قادسیہ کی عظیم الشّان جنگ شروع ہوگئی۔ حضرت ابو مُحجنؓ ثقفی مجاہدینِ اسلام کے نعرے سنتے اور قید میں پیچ و تاب کھا کر رہ جاتے اور حسرت و افسوس سے شعر پڑھتے جن میں سے ایک کا مفہوم یہ تھا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے اور اب اس کو نہیں توڑوں گا' اگر مے خانوں کے دروازے بھی مجھ پر کھول دیے جائیں گے تو ان کا رُخ نہیں کروں گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ اس جنگ کے سپہ سالار تھے مگر رانوں میں پھوڑے نکل آنے کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے اور اپنے مکان کی ایک بلند جگہ میں بیٹھ کر جنگ کا نظارہ کر رہے تھے اور ہدایات دے رہے تھے۔ ان کی بیگم سلمٰی حضرت ابو محجن کی بے تابیٔ جہاد سے بے حد متاثر ہوئیں اور انہیں اس شرط پر رہا کر دیا کہ اگر شہید ہو گئے تو قیدِ حیات و بندِ غم دونوں سے نجات پا جائیں گے اور اگر زندہ و سلامت لوٹے تو آ کر بیڑیاں اپنے پاؤں میں ڈال لیں گے۔

حضرت ابُو محجنؓ رہا ہو کر خود حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور منہ اور سر کو لپیٹ کر عقاب کی طرح ایرانیوں کے لشکر پر جا پڑے۔ وہ جس طرف گھوڑے کی باگیں موڑتے، پرّے کے پرّے صاف ہو جاتے۔

مسلمانوں کا لشکر اس نصرت غیبی پر حیران تھا اور خود حضرت سعدؓ سخت حیرت زدہ تھے کہ یہ فنِ جنگ اور اندازِ وغا تو ابُو محجنؓ کا ہے اور گھوڑا ابھی میرا ہے حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے کوٹھڑی میں محبوس ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس روز کی جنگ میں مسلمانوں کو زبردست غلبہ عطا فرمایا۔ ابُو محجنؓ نے حسبِ قرارداد آ کر اپنے پاؤں میں بیڑیاں پہن لیں۔ رات کے وقت حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص نے اپنی بیگم سلمٰی سے جنگ کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کی جنگ بڑے معرکے کی جنگ تھی۔ دشمن برابر کی جنگ لڑ رہا تھا کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے کسی جنگجو کو بھیج دیا جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا اس نے آتے ہی دشمنوں کا منہ پھیر دیا۔ اس کا سارا انداز ابُو محجنؓ کا تھا۔ اگر وہ قید نہ ہوتے تو میں گمان کرتا وہی دادِ جہاد دے رہے ہیں۔

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے اس پر اصل قصہ سنایا جس کو سن کر حضرت سعدؓ بے حد متاثّر ہوئے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! میں ایسے مجاہد فی سبیل اللہ کو قید میں نہیں رکھ سکتا اور اپنے ہاتھ سے ان کی بیڑیاں کھول دیں۔ حضرتِ ابُو محجنؓ نے رہا ہو کر کہا کہ سزا کا خوف بھی مجھے شراب نوشی سے باز نہ رکھ سکا مگر آج میں خدا کے خوف سے عہد کرتا ہوں کہ ساغرِ شراب کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی ہاتھ بھی نہ لگاؤں گا۔

میں نے یہ واقعہ پڑھا تو میرے نوجوان دماغ نے جو خود اس وقت تمنّائے جہاد سے لبریز تھا' اس سے بے حد اثر قبول کیا۔ حضرت ابو محجن ؓ کا شوقِ جہاد' حضرت سعدؓ کا اس شوقِ جہاد کی قدر اور میرے دل میں جہاں حضرت ابو محجن ؓ کے لیے محبت پیدا ہوئی وہاں حضرت سعدؓ کی حکمت و دانش کا بھی گہرا اعتراف جاگزیں ہوا۔

لیکن اس وقت اس سے آگے بڑھ کر حضرت سعدؓ کی سیرت کے مطالعے کا شوق پیدا نہ ہوا۔ بعد میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات پڑھنے کا اتفاق ہوا تو اندازہ ہوا کہ ان کا مقام بعض اعتبارات سے بہت ہی بلند ہے۔ وہ عشرہ مبشّرہ ہی میں شامل نہیں جن کو خود لسان رسالتؐ نے ان کی زندگی ہی میں مغفرت و جنّت کی بشارت دے دی بلکہ اپنی خدماتِ اسلامی میں بھی وہ اپنی نظیر نہیں رکھتے اور یہ تاریخ کی ستم ظریفی ہے کہ اس نے اتنے عظیم الشّان' جامع کمالات اور مجموعۂ صفات صحابیؓ کے شایانِ شان سیرت نگاری کا حق ادا نہیں کیا اور ان کی لائف پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی گئی۔ دوسری زبانوں کا تو مجھے علم نہیں مگر اردو کا دامن تو اس دولت نایاب سے بالکل تہی ہے۔ میرے عزیز دوست طالب الہاشمی نے جب اپنا مسوّدۂ کتاب مجھے دکھایا تو میں نے اسے اپنی خوش بختی سمجھا کہ ان کی فرمائش پر اس کا مقدمہ لکھ دوں۔

بیانِ قامتِ آں یارِ دل نواز کنیم
بایں بہانہ مگر عمرِ خود دراز کنیم

حضرت سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کوتاہی ہوئی ہے' میرے نزدیک اس کے کچھ سیاسی اسباب ہیں ورنہ ان کا مقام صحابہؓ میں بے حد بلند ہے۔ ان کی سیرت اپنے اندر بے شمار پہلوئے اِتّباع رکھتی ہے۔ اسلامی زندگی کا شاید ہی کوئی گوشہ ہوگا جس کے متعلق ان کا اسوۂ حسنہ کوئی اعلیٰ نمونہ پیش نہ کرتا ہو۔ وہ ۱۹ برس کی عمر میں اسلام لائے۔ رشتے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں زاد بھائی ہوتے تھے (ان کے والد حضورؐ کی والدہ کے چچازاد بھائی تھے)۔ ان کا گھرانا اسلام کا سخت مخالف تھا۔ اسلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانے والوں میں ان کا تیسرا یا چوتھا نمبر تھا۔ مکّی زندگی میں اسلام اور پیروانِ اسلام پر امتحان وابتلاء کے جو کوہِ گراں ٹوٹے ان سب کو برداشت کرنے میں وہ شریک رہے۔ ان کی والدہ نے بھوک ہڑتال کرنے کی دھمکی دی۔ وہ ذرا نہ ڈگمگائے۔ شعبِ ابی طالب میں انہوں نے رضا کارانہ طور پر پیروانِ اسلام کا ساتھ دیا حالانکہ وہ بنی ہاشم میں سے نہیں تھے اور اس المناک مقاطعے کے مخاطب نہیں تھے۔

ہجرت میں وہ پیش پیش تھے اور اپنے کم سِن بھائی کو لے کر مرکزِ اسلام میں پہنچ گئے تھے۔ جنگِ بدر میں وہ کُفّار کے سامنے سینہ سپر اور صفِ اوّل میں جنگ آزما تھے۔ اپنے کم سن بھائی کے شوق شہادت کی تائید میں وہ پیش پیش تھے۔ غزوۂ اُحُد میں وہ ان پیکرانِ استقامت میں تھے جو ابتدائی شکست سے بھی بددل نہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے سینہ سپر تھے۔ خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو اپنے ترکش سے تیر نکال نکال کر دے رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ ''میرے ماں باپ تم پر قربان تیر چلاتے جاؤ'' یہ اتنا بڑا شرف ہے جو شاید ہی کسی دوسرے صحابی کو حاصل ہوا ہو۔ وہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ یہ بھی ایسا شرف ہے جس میں بہت کم صحابہؓ ان کے شریک وسہیم ہیں۔ خلافتِ راشدہ کے دَور میں بھی وہ اسلامی خدمات ادا کرنے میں پیش پیش رہے۔ انتظامِ سلطنت ہو یا قیادتِ جہاد' وہ کسی امر میں کوتاہ دست نہ رہے۔ اسلام کو جہاں اور جس طرح کی ضرورت ہوئی۔ انہوں نے اپنی تمام صلاحیتوں کا نذرانہ فوراً پیش کر دیا۔ میدانِ جنگ میں ان کی ذات فتح ونصرت کی نوید تھی۔ سپہ سالاری میں وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہم سَر ہیں۔ سیاست وتدبّر میں حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لگا کھاتے ہیں۔ الغرض ان کی سیرت ہر پہلو سے قابلِ تقلید اور نمونۂ اِتباع ہے۔ جوانوں کے لیے' ادھیڑوں کے لیے' دعوت وتبلیغ میں' سیاست وتدبّر میں' جہاد وقیادت میں' سفارت ہو یا گورنری وہ کسی معاملے میں بند نہیں اور سب سے زیادہ یہ کہ ایک قلبِ تپاں اور خوش ذوق دل رکھتے ہیں۔ حضرت ابو محجنؓ کو انہوں نے جس حُسن و خوبی سے جیت لیا وہ ان کے تَفقُّہ اور حکمتِ تبلیغ کا بہترین نمونہ ہے جس فولاد کو تازیانہ تعزیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رام نہ کر سکا اسے ان کے ایک فقرے نے موم کر دیا۔

طالب الہاشمی اردو دان طبقے کے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑی محنت سے اس جامعِ کمالات وصفات صحابی رضی اللہ عنہ کی سیرت مرتب کی۔ اس مسوّدے کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ سلسلۂ بیان میں اُس دَورِ سعادت کی تاریخ بھی آ گئی ہے اور اس طرح یہ کتاب صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی کی سیرت پر مشتمل نہیں رہی بلکہ اس میں سیرتِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ کی تصویر کے دلکش اور دلچسپ خدوخال بھی آ گئے ہیں۔

نصر اللہ خان عزیز
۲ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ
۲۶ مئی ۱۹۶۳ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نام ونسب

(۱)

نام اور کُنیت

نام "سعدؓ" اور کنیت "ابو اسحٰق" تھی۔

باپ کا نام "مالک" اور کنیت "ابو وقّاص" تھی لیکن وہ عام طور پر اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں[۱] ان کا سالِ وفات کسی کتاب میں درج نہیں ہے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہی وفات پائی۔

(۲)

نسب اور خاندان

حضرت سعدؓ بن ابی وقّاصؓ کا خاندان "قریش" تھا۔ وہ قریش کی ایک معزّز شاخ "بنوزُہرہ" سے تعلّق رکھتے تھے۔ صحیحین میں ان کا سلسلۂ نسب اس طرح منقول ہے:۔

ابی اسحاقؓ سعد بن ابی وقّاص مالک بن اہیب (وہیب) بن عبدِ مناف بن زُہرہ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوّیّ القرشی الزّہری۔

---

۱ کُتُبِ سِیَر وتاریخ میں متعدّد جگہ حضرت سعدؓ کا نام سعد وقّاص بھی مذکور ہے۔ عربی میں "وقّاص" جنگجو یا "گردن توڑنے والے" کو کہتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ لفظ بچپن میں حضرت سعدؓ کے نام کا جزو (یا ان کا لقب یا عرف) ہو اور اسی لیے ان کے والد کی کنیت "ابو وقّاص" مشہور ہوئی ہو۔ ان کے کسی دوسرے بھائی کے نام کے ساتھ "وقّاص" کا لفظ کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولِ اکرم ﷺ سے نسبی تعلق

''بنوزُہرہ'' قبیلہ قریش کے جدِّ اعلیٰ نضر بن کنانہ کے پوتے فہر الملقّب بہ قریش کی نسل سے تھے۔ فہر کے تین بیٹے تھے۔ محاربؔ حارث اور غالب۔ بنوزہرہ غالب کی اولاد سے تھے اور رسولِ اکرم ﷺ کا خاندان بنوہاشم بھی انہی غالب کی نسل سے تھا۔ حضرت سعدؓ کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں کلاب پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔

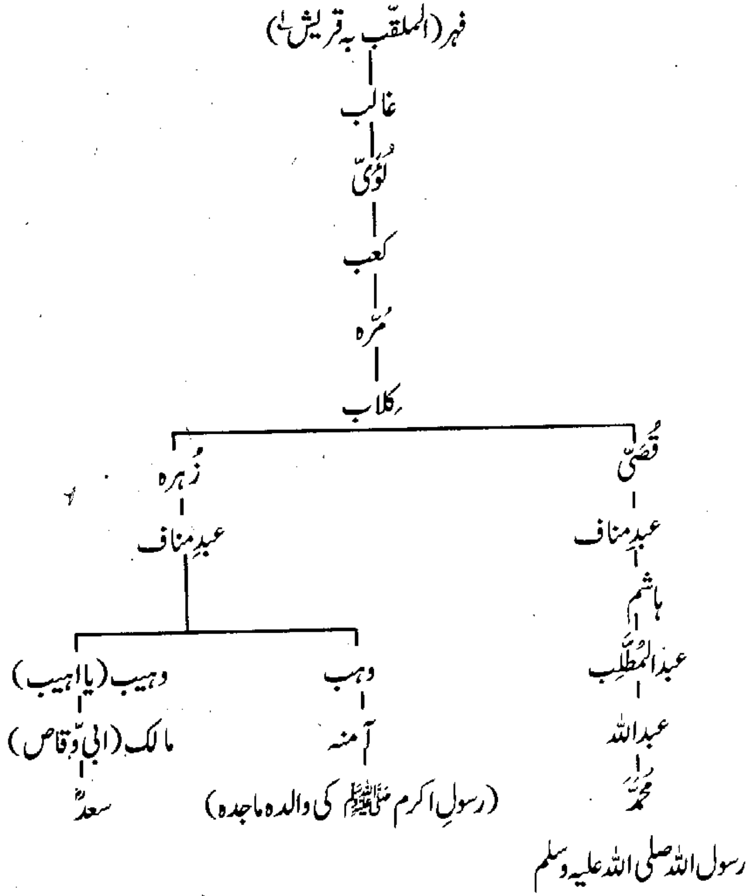

پیچھے دیے گئے شجرۂ نسب پہ ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت سعدؓ نہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف رسولِ اکرم ﷺ کے ہم جدّ تھے بلکہ اُن کا خاندان بنوزہرہ رسولِ اکرم ﷺ کا ننھیالی رشتہ دار بھی تھا۔ امام بخاریؒ کا قول ہے۔ ''وبنوزھرۃ اخوال النبی ﷺ'' یعنی بنوزُہرہ رسولِ اکرم ﷺ کے ننھیالی رشتہ دار تھے۔

(بخاری' کتاب المناقب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بھی قبیلہ بنوزُہرہ سے تھیں۔ وہ وہب بن عبدِمناف زُہری کی صاحبزادی تھیں جو حضرت سعدؓ کے دادا وہیب کے حقیقی بھائی تھے۔ گویا حضرت سعدؓ کے والد ابووقّاص مالک' حضرت آمنہ کے عم زاد بھائی تھے اور رسولِ اکرم ﷺ کے ماموں ہوتے تھے۔ اس رشتہ سے حضرت سعدؓ حضور ﷺ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ بعض روایتوں میں ابووقّاص مالک کے والد کا نام ''وہب'' مذکور ہے' اس لحاظ سے ابووقاص مالک حضور ﷺ کے حقیقی ماموں ہوتے ہیں لیکن کُتُبِ سِیَر میں حضرت آمنہ کے کسی حقیقی بھائی کا ثبوت نہیں ملتا اور پھر صحیحین کی روایات میں بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دادا کا نام ''وہیب یا (اہیب) مذکور ہے۔ ان روایات کی موجودگی میں ہمیں ابووقّاص مالک کو لامحالہ حضرت آمنہ کا عم زاد بھائی ماننا پڑتا ہے۔ عبدِمناف بن زہرہ کے دو بیٹے تھے۔ وہب اور وہیب۔ وہب نے وفات پائی تو ان کی صاحبزادی حضرت آمنہ اپنے چچا وہیب (حضرت سعدؓ کے دادا) کی سرپرستی میں آ گئیں۔ حضرت آمنہ کا نکاح حضرت عبداللہ سے ہوا اور وہیب کی صاحبزادی ہالہ (حضرت سعدؓ کی پھوپھی) رسولِ اکرم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمُطّلِبؒ کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ سیدالشہداء حضرت حمزہؓ انہی کے بطن سے تھے۔ اس رشتہ سے حضرت حمزہؓ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی تھے اور خالہ زاد بھائی بھی۔ اسی طرح حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص' حضرت حمزہؓ کے حقیقی ماموں زاد بھائی تھے۔

چونکہ حضرت سعدؓ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے قریبی رشتہ دار تھے' اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازراہِ محبت ان کو ماموں کہا کرتے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولِ اکرم ﷺ نے کئی موقعوں پر اس رشتہ کا اقرار فرمایا[1] اور حضرت سعدؓ بھی اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا ماموں کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اس ضمن میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی اس روایت کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔

عَن جابر بن عبداللہ قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ و رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ جَالِسٌ فَقَالَ هٰذا خَالِیْ فَلْیُرِنِ اِمْرَءٌ خَالَهٗ[2] (مصابیح)

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سعدؓ آئے اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں۔ چاہیے کہ ایک شخص اپنے ماموں کی تعظیم و تکریم کرے۔ (یعنی جس طرح میں اپنے ماموں کی تکریم کرتا ہوں۔)

بعض مؤرخین کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ حضرت سعدؓ رسولِ اکرم ﷺ کے حقیقی ماموں تھے۔ صحیح یہ ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ چونکہ بنوزہرہ کی بیٹی تھیں اور حضرت سعدؓ اسی خاندان کے فرزند اور حضرت آمنہ (اور رسولِ اکرم ﷺ کی سوتیلی دادی ہالہ) کے قریبی رشتہ دار تھے' اس لیے حضور ﷺ از راہِ محبت وشفقت (ننہالی رشتہ کی وجہ سے) ان کو اپنا ماموں کہتے تھے۔[3]

---

1. اُسدُ الغابہ' ترمذی مصابیح وغیرہ
2. ترمذی میں فلیرنی امرء خالہ' کے الفاظ ہیں "یعنی پس چاہیے کہ کوئی شخص مجھے اپنا ماموں دکھائے" حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ کسی شخص کا ماموں میرے ماموں سے بہتر نہیں ہے۔
3. رسولِ اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے خاندان "بنونجّار" کے لوگوں کو بھی ماموں کہا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی ننہال بنونجار میں تھی۔ (حضور ﷺ پردادی سلمٰی مدینہ منورہ کے خاندان" بنونجّار کی بیٹی تھیں) ہجرت کے بعد جب رسولِ اکرم ﷺ مسجدِ نبوی کی تعمیر فرما رہے تھے تو بنونجّار کے نقیب حضرت اسعدؓ بن زرارہ انصاریؓ نے وفات پائی۔ بنونجّار کے لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یارسول اللہ! اسعدؓ کی جگہ کسی اور کو بنونجّار کا نقیب مقرر فرمائیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا۔ "تم لوگ میرے ماموں ہو اس لیے بنونجّار کا نقیب اب میں خود ہوں۔" (اُسدُ الغابہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)

حضرت سعدؓ کی والدہ

حضرت سعدؓ کی والدہ کا نام "حمنہ" تھا۔ وہ خاندانِ بنوامیّہ (یا بنوعبدِ شمس) سے تھیں۔
سلسلۂ نسب یہ ہے:

حمنہ

بنتِ

سفیان

بن

امیّہ

بن

عبدِ شمس

بن

عبدِ مناف

بن قُصیّؒ

رسولِ اکرم ﷺ کا شجرۂ نسب پیچھے دیا جا چکا ہے۔ اس کو دیکھ کر معلوم ہو جائے گا کہ ماں کی طرف سے بھی حضرت سعدؓ کا سلسلۂ نسب عبدمناف بن قُصیّؒ پر رسولِ اکرم ﷺ کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ حمنہ حضرت ابوسفیانؓ بن حرب (بن امیّہ بن عبدِ شمس) کی چچازاد بہن تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت امیر معاویہؓ حضرت سعدؓ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ اسی طرح امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنّورینؓ (بن عفان بن ابی العاص بن امیّہ) بھی حضرت سعدؓ کے ننھیالی رشتہ دار تھے۔[1]

---

[1] طبقات ابنِ سعدؒ (ج ۳ ق ۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)

ولادت

کتبِ سِیَر میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کے سالِ ولادت کی تصریح نہیں کی گئی البتہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہجرتِ نبوی سے تقریباً تیس برس قبل پیدا ہوئے چونکہ حضرت سعدؓ کے سالِ وفات اور عمر کے بارے میں مؤرّخین میں خاصا اختلاف ہے۔ اس لیے سالِ ولادت کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں۔

حضرت سعدؓ کی جائے ولادت بالاتفاق مکّہ معظّمہ ہے۔

❀ ❀ ❀

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبولِ اسلام
(۱)

سبقت فی الاسلام

قبولِ اسلام کے لحاظ سے حضرت سعدؓ "سَابِقُونَ اَوَّلُونَ" میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق حضرت سعدؓ نے اپنے آپ کو تیسرا مسلمان بتایا ہے جس دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا' اسی دن (چند گھنٹوں کے بعد) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بھی مشرّف بہ اسلام ہو گئے۔امام بخاریؒ نے حضرت سعدؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "جس دن میں نے اسلام قبول کیا' اسی دن اور لوگ بھی مسلمان ہوئے اور سات روز تک میں ثُلث اسلام تھا۔"

بخاری کے شارحین نے اس ضمن میں مختلف روایتیں بیان کی ہیں۔بعض کے خیال میں بالغ مردوں میں اسلام لانے والوں میں حضرت سعدؓ کا تیسرا نمبر تھا۔ان سے پہلے بالغ مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت زیدؓ بن حارثہ ایمان لا چکے تھے چونکہ سات روز تک کوئی اور بالغ مرد دائرۂ اسلام میں داخل نہ ہوا اس لیے حضرت سعدؓ نے ان ایام میں اپنے آپ کو ثُلث اسلام قرار دیا بعض دوسرے اصحاب کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت سعدؓ سے پہلے چھ سات بزرگ مشرّف بہ اسلام ہو چکے تھے مگر حضرت سعدؓ کو ان کے ایمان لانے کا حال معلوم نہیں تھا۔اسی لیے انہوں نے سات روز تک اپنے آپ کو تیسرا مسلمان بتایا ہے۔

حقیقتِ حال خواہ کچھ بھی ہو اتنا ضرور ثابت ہے کہ حضرت سعدؓ ان چند نُفُوسِ قُدسی میں سے ہیں جن کو دعوتِ حق کے ابتدائی سات دنوں میں لِوائے توحید تھامنے کا شرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہوا۔ ان کی اس سعادت اندوزی کی اہمیّت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس وقت ان کا عنفوانِ شباب تھا اور وہ عمر کی صرف سترہ یا انیس منزلیں طے کر پائے تھے۔[1] اس پر مستزاد یہ کہ گھرانے کے تمام لوگ مشرک تھے۔ گویا انہوں نے ایسے ماحول میں پرورش پائی تھی جو کفر و ضلالت کی آماجگاہ تھا اور جس میں دینِ حق کا نام لینا بھی ہولناک خطرات کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ ایسے حالات میں اور عین عالمِ شباب میں ہر قسم کے نتائج و عواقب سے بے پروا ہو کر دعوتِ حق پر لبیّک کہنا فی الحقیقت حضرت سعدؓ کے سعید الفطرت ہونے پر قوی دلیل ہے۔

(۲)

عزم واستقلال

حضرت سعدؓ کے قبولِ اسلام کا حال ان کی ماں حمنہ کو معلوم ہوا تو ان کو اس قدر رنج ہوا کہ کھانا پینا بولنا چالنا سب ترک کر دیا۔ حضرت سعدؓ ماں سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور اپنی ماں کو آزردہ دیکھنا ان کے لیے ایک بہت بڑی آزمائش تھی لیکن وہ اس آزمائش میں پورے اترے۔ ماں تین دن تک بھوکی پیاسی رہی۔ یہی اصرار تھا کہ نیا دین ترک کر دو لیکن ثابت قدم بیٹے نے بادۂ توحید کا جو جام پیا تھا' اس کا نشہ ایسا نہ تھا جسے ماں کی محبت اتار دیتی۔ ان کا ایک ہی جواب تھا:

''ماں! تم مجھے بے حد عزیز ہو لیکن تمہارے قالب میں خواہ ہزار جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے ہر جان نکل جائے تب بھی میں اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔''

بارگاہِ الٰہی میں ان کی شانِ استقلال ایسی مقبول ہوئی کہ عامۃ المسلمین کے لیے یہ فرمانِ خداوندی نافذ ہو گیا۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (۸:۲۹)

اور اگر ماں باپ تجھ کو میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں جس کی تجھ کو خبر نہیں تو اس میں ان کا کہنا مت مان۔

---

[1] کتبِ رجال میں قبولِ اسلام کے وقت حضرت سعدؓ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم میں اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

''سعدؓ کی ماں نے قسم کھائی کہ جب تک سعدؓ دینِ اسلام ترک نہ کریں گے' وہ ان سے نہ کلام کرے گی اور نہ کچھ کھائے پیے گی۔ اس نے کہا' تمہارا خیال ہے کہ اللہ نے تم کو ماں باپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے تو میں تمہاری ماں ہوں اور تم کو یہ (دینِ اسلام) چھوڑنے کا حکم دیتی ہوں۔ کہتے ہیں کہ تین دن تک اس کی یہی حالت رہی۔ جب بھوک پیاس سے بے حال ہوگئی۔ (یعنی اس کی حالت نازک ہوگئی) تو اس کے لڑکے عمارہ نے اسے پانی پلایا۔ اس نے سعدؓ کو بددعا دی۔ اس پر اللہ عزّوجلّ نے قرآن میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ''اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی وصیّت کی ہے اور اگر وہ تجھ کو میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں تو ان کی اطاعت نہ کر۔ اور دنیا میں اچھی چیزوں میں ان کا ساتھ دے[1]'' (مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل سعد وقاصؓ)

❀ ❀ ❀

---

[1] مولانا سعید انصاری مرحوم نے اس روایت پر کڑی تنقید کی ہے اور درایۃً اسے مشکوک بتایا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اصل روایت میں مذکورہ آیات کا حضرت سعدؓ کے قبولِ اسلام کے موقع پر نازل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ (سیر الصحابہؓ جلد دوم' مطبوعہ صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی پنڈی بہاؤ الدین) اگر مولانا سعید انصاری کی تنقید کو درست تسلیم کرلیا جائے تو بھی یہ ثابت ہے کہ حضرت سعدؓ کی ماں ان کے قبول اسلام پر سخت ناراض ہوئیں اور ان پر ہر طریقہ سے زور ڈالا کہ وہ اسلام ترک کر دیں۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ ''صاحبِ اُسُدُ الغابہ' نے یہ واقعہ حضرت سعدؓ کے بھائی حضرت عامرؓ بن ابی وقّاص کے قبولِ اسلام کے سلسلہ میں درج کیا ہے۔ ہم نے ''مسلم'' اور بعض دوسری کُتُبِ سِیَر کی روایات کو ترجیح دی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تری راہ میں ہم ستائے گئے

(۱)

غیرتِ دینی

ہجرتِ نبوی ﷺ سے قبل مکّہ معظّمہ میں فرزندانِ اسلام کو جن زہرہ گداز شدائد و مصائب کا سامنا کرنا پڑا' تاریخ و سیر کی کتابیں ان سے بھری پڑی ہیں۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص بھی بلاکشانِ اسلام کے اسی مقدس گروہ کے ایک فرد تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد انہوں نے کوئی ایسی سختی اور مصیبت نہ تھی جو مشرکین کے ہاتھوں نہ جھیلی ہو۔ انہوں نے مشرکین سے گالیاں کھائیں' طعنے سہے اور جسمانی اذیّتیں برداشت کیں لیکن جادۂ حق سے ذرّہ برابر بھی نہ ہٹے۔

دعوتِ حق کے آغاز میں بعض صحابۂ کرامؓ کفّار کی شرانگیزی سے بچنے کے لیے مکّہ کے قریبی پہاڑوں کی سنسان گھاٹیوں میں چھپ کر خدائے واحد کی عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرت سعدؓ بھی انہی نفوسِ قدسی میں شامل تھے۔ ایک دن وہ چند دوسرے صحابہؓ کے ساتھ ایک ویران گھاٹی میں عبادت کر رہے تھے کہ چند مشرکین ادھر آ نکلے۔ وہ مسلمانوں پر آوازے کسنے لگے۔ حضرت سعدؓ کی اٹھتی جوانی تھی' انہیں جوش آ گیا۔ پاس ہی اونٹ کی ایک ہڈی پڑی تھی' اسے اٹھا کر مشرکین پر پل پڑے۔ ایک مشرک کا سر پھٹ گیا اور اس میں سے خون بہنے لگا۔ اب دشمنانِ اسلام نے وہاں سے بھاگتے ہی میں اپنی خیریت سمجھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہِ حق میں خونریزی کی۔[1]

---

[1] اُسد الغابہ جلد دوم (ابنِ اثیر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

ابتلائے عظیم میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت

ہجرت سے قبل حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کی زندگی کا سب سے زیادہ تابناک باب وہ ہے جس میں وہ تین سال تک سرورِ کائنات ﷺ کی رفاقت میں شِعب ابی طالب میں محصور رہے۔ شِعبِ ابی طالب کی محصوری اگرچہ بنی ہاشم سے مخصوص تھی تاہم حضرت سعدؓ نے ہاشمی نہ ہونے کے باوجود رضا کارانہ طور پر بنو ہاشم کا ساتھ دیا اور ان کے ساتھ تین سال تک ہولناک مصائب برداشت کرتے رہے۔ شِعبِ ابی طالب میں بنو ہاشم کی محصوری کا واقعہ تاریخِ اسلام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ہم اسے یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

سرورِ کائنات ﷺ نے جس دن سے دعوتِ حق کا آغاز فرمایا' مشرکینِ مکّہ حضور ﷺ کی جانِ اقدس کے دشمن بن گئے۔ وہ ذاتِ گرامی ﷺ جس کی دیانت' امانت' پاکبازی اور راستبازی کا ہر کہ ومہ معترف تھا جب اس نے انہیں خدائے واحد کی طرف بلایا اور نجاتِ اُخروی کا راستہ دکھایا تو بدبختوں نے صدائے حق کی طرف سے کانوں میں روئی ٹھونس لی اور نورِ ہدایت کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ مبارک تھیں وہ ہستیاں جنہوں نے دعوتِ توحید پر لبیک کہا اور کسی خطرے یا مصیبت کی پروا نہ کی۔ ستانے والے تھکتے جاتے تھے اور ستائے جانے والے بڑھتے ہی جاتے تھے لیکن ۶ سنہ نبوّت میں جب قریش کے شیر حمزہؓ بن عبدالمطلب اور مردِ آہن عمرؓ بن خطاب نے اسلام قبول کیا تو مشرکین فرطِ غضب سے دیوانے ہو گئے اور ان کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا۔ انہوں نے ماہِ مُحَرّم ۷ نبوّت میں ایک مجلسِ شوریٰ منعقد کی جس میں تمام اکابر قریش نے شرکت کی۔ سب نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ جب تک بنو ہاشم اور بنو مُطّلب محمد ﷺ کو ان کے حوالے نہ کریں گے کوئی شخص ان سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھے گا' نہ ان کے پاس کوئی چیز فروخت کی جائے گی نہ ان سے رشتہ ناتا کیا جائے گا اور نہ انہیں کھلے بندوں پھرنے دیا جائے گا۔ اس فیصلہ کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرضِ تحریر میں لا کر ہر قبیلہ کے نمائندے نے دستخط کیے یا انگوٹھا لگایا اور پھر اسے درِ کعبہ پر آویزاں کر دیا۔[1]

(۳)

بنو ہاشم کی مظلومی

جب بنو ہاشم کو اس خوفناک معاہدے کا علم ہوا تو سرورِ کائنات ﷺ اور آپ کے جاں نثار رفقاء کو ذرّہ برابر پروانہ ہوئی۔ وہ جانتے تھے کہ جس دعوت کو لے کر وہ اٹھے ہیں اس کی پُر صُعوبت راہ کی یہ بھی ایک منزل ہے لیکن بنو ہاشم کے جو لوگ ابھی مشرّف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے' ان کی قومی حمیّت نے بھی یہ گوارا نہ کیا کہ اس نازک مرحلہ پر محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ سب اس زہرہ گداز مقاطعہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ خاندان کے بزرگ ابو طالب نے خطرہ کو بھانپ لیا چنانچہ وہ ہاشم اور ان کے بھائی مُطّلِب کی تمام اولاد و احفاد کو ساتھ لے کر شعبِ ابی طالب میں پناہ گزین ہو گئے۔ صرف ابولہب اور اس کے زیرِ اثر چند ہاشمیوں نے مشرکین کا ساتھ دیا۔

(۴)

محصوری کے مصائب

شعبِ ابی طالب کوہِ ابو قبیس کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی تھی جو جناب ابو طالب (یا بنو ہاشم) کی موروثی تھی۔[2] جب بنو ہاشم اور بنو مُطّلِب وہاں سمت آئے تو مشرکینِ مکّہ نے شعبِ ابی طالب کا فوراً محاصرہ کر لیا اور اس میں اتنی سختی برتی کہ کھانے پینے کی کوئی چیز محصورین کو نہ پہنچنے دیتے تھے۔ باہر سے اگر کوئی سوداگر غلّہ فروخت کرنے کے لیے لاتا تو اس سے ایک ایک دانہ خرید کر قابو میں کر لیتے تاکہ اسے محصورین نہ خرید سکیں۔ ہاشمیوں کے بچے جب بھوک سے بے تاب ہو کر روتے تھے تو مشرکین ان کی آوازیں سن سن کر خوش

---

1 منصور بن عکرمہ ایک مشرک نے جو نوشت وخواند جانتا تھا' یہ معاہدہ تحریر کیا۔

2 آج کل اس کا نام شِعبِ علی اور سُوق اللّیل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے تھے۔عورتوں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو گیا تھا۔محصورین کے منہ میں کئی کئی دن تک ایک کھیل بھی اڑ کر نہ جاتی تھی۔اگر کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ یا دوسرے غیر ہاشمی جاں نثار چوری چھپے جان جوکھوں میں ڈال کر کوئی چیز شعب ابوطالب میں پہنچاتے تو اس کی مقدار اتنی قلیل ہوتی کہ چند دن بھی ساتھ نہ دیتی چنانچہ بے کس محصورین درختوں اور جھاڑیوں کی پتیاں ابال ابال کر اپنا پیٹ بھرتے تھے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رات کو انہیں سوکھے ہوئے چمڑے کا ایک ٹکڑا کہیں سے مل گیا۔انہوں نے اسے پانی سے دھویا' پھر آگ پر بھونا اور کوٹ کر پانی میں گھولا اور ستو کی طرح پیا[1]

غرض بنو ہاشم مسلسل تین برس تک زہرہ گداز اور حوصلہ فرسا مصائب وآلام کا شکار رہے لیکن آفرین ہے ان پر کہ ایک لمحہ کے لیے بھی انہوں نے محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑنے کا ارادہ نہ کیا۔ان تین سالوں کے دوران میں جب حج کا موسم آتا تو حضور ﷺ مردانہ وار شعب ابی طالب سے نکلتے اور لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلاتے۔بدبخت ابولہب حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے پھرتا اور لوگوں سے کہتا:''لوگو میرا یہ بھتیجا دیوانہ ہو گیا ہے۔اس کی باتوں پر مت دھیان دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔''

(۵)

محصوری کا خاتمہ

مشرکین میں بعض رحم دل آدمی بھی تھے' ان کا دل بنو ہاشم کی مصیبت پر کڑھتا تھا لیکن ان سے علانیہ ہمدردی کا اظہار کر کے عامۃ المشرکین سے دشمنی مول لینے کا حوصلہ نہ پڑتا تھا لیکن ایک دن ایک عجیب واقعہ ہوا۔ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بھی حضور ﷺ کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور تھیں۔ایک دن ان کے بھتیجے حکیم بن حزام نے (جو ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے) اپنے غلام کے ہاتھ کچھ گندم اپنی پھوپھی کو دینے کے لیے

---

[1] سیرۃ النبی ﷺ جلد اول (شبلی نعمانیؒ) بحوالہ روض الانف سہیلی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ کی۔ راستے میں اسے ابوجہل مل گیا۔ پوچھا: ''گندم کہاں لیے جا رہے ہو؟''

اس نے کہا: ''شعبِ ابی طالب میں خدیجہؓ کے پاس۔''

ابوجہل نے اس کا راستہ روک لیا اور کہا: ''یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بنی ہاشم کو ہم گندم کا ایک دانہ بھی نہ پہنچنے دیں گے۔''

اتفاق سے ابوالبختری بن ہشام ایک غیر مسلم رحم دل رئیس کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس نے پوچھا: ''تم آپس میں کیوں جھگڑ رہے ہو؟''

ابوجہل نے واقعہ بتایا اور کہا کہ ''معاہدہ کے مطابق ہم کوئی چیز شعبِ ابی طالب میں نہیں پہنچا سکتے لیکن یہ شخص ہم سے بالا ہی بالا بنی ہاشم کو غلّہ پہنچانا چاہتا ہے۔''

ابوالبختری نے کہا: ''خدیجہؓ نے کچھ گندم اپنے بھتیجے کے پاس امانت رکھی تھی، اگر وہ اسے واپس کرنا چاہتا ہے تو ہمارا اس میں کیا حرج ہے۔''

ابوجہل نے کہا: ''تم بھی بنی ہاشم کے خیر خواہ معلوم ہوتے ہو، ہوا کرو۔ ہمیں اس کی پروا نہیں لیکن میں یہ گندم ہرگز شعبِ ابی طالب میں نہ پہنچنے دوں گا۔''

ابوالبختری کو بھی اب جوش آ گیا۔ اس نے کہا: ''اچھا تو پھر میں دیکھوں گا کہ تم یہ گندم کیسے بنی ہاشم کو نہیں پہنچنے دیتے۔'' یہ کہہ کر اس نے ابوجہل کو پکڑ کر زمین پر دے مارا اور خوب پیٹا، حتیٰ کہ وہ لہولہان ہو گیا۔ ابوالبختری کی شہ زوری کے سامنے ابوجہل کی کچھ پیش نہ چلی اور وہ کان دبا کر بھاگ گیا۔ حکیم بن حزام کے غلام نے اطمینان سے گندم شعبِ ابی طالب میں پہنچا دی۔[1]

ابوجہل کی رسوائی کا قصہ جب عام لوگوں میں پھیلا تو طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ کچھ لوگوں نے برملا بنی ہاشم سے ہمدردی کا اظہار شروع کر دیا۔ بنی مخزوم کا ایک رحم دل شخص ہشام عامری عبدالمطّلب کے نواسے زہیر کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ ''اے زہیر! تم یہ کیسے گوارا کرتے ہو کہ تم تو دونوں وقت شکم سیر ہو کر کھانا کھاؤ اور تمہاری ماں کا بھائی روٹی کے ایک لقمے کو بھی ترسے۔''

---

[1] سیرۃ النبی ﷺ جلد اوّل (شبلی نعمانی) بحوالہ روض الانف سہیلی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زہیر نے کہا: ''برادرِ عم'' میرے بس میں ہوتا تو میں اس ناپاک معاہدے کا قصہ کبھی کا پاک کر چکا ہوتا لیکن افسوس کہ میں اکیلا ہوں۔''

ہشام نے کہا: ''میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کمرِ ہمّت باندھو ہمیں بہتیرے ساتھی مل جائیں گے۔''

دونوں مطعم بن عدی کے ہاں پہنچے۔ وہاں زمعہ بن الاسود اور ابوالبختری بن ہشام کو بھی اپنا ہم خیال پایا۔ دوسرے دن بنو ہاشم کے سب خیر خواہ کعبہ میں پہنچے' قریش کو جمع کیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا:

''یا معشرِ قریش! کیا ظلم نہیں ہے کہ ہم شکم سیر ہو کر کھاتے ہیں لیکن بنی ہاشم جو ہمارے ہی بھائی بند ہیں' اناج کے ایک ایک دانے کو ترس رہے ہیں۔ ان کے بچے اور عورتیں بھوک سے ہلکان ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم جب تک اس معاہدے کو چاک نہ کیا جائے گا' ہم آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔''

ابوجہل نے کہا: ''کسی کی مجال نہیں جو اس معاہدے کو ہاتھ لگائے۔ یہ معاہدہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک بنو ہاشم محمد ﷺ کو ہمارے حوالے نہ کر دیں۔''

زمعہ للکارا: ''تو جھوٹ بکتا ہے ہم تو پہلے دن ہی اس معاہدہ پر راضی نہ تھے۔''

مطعم بن عدی اور ابوالبختری نے ہاتھ بڑھا کر دیمک خوردہ معاہدے کو درِ کعبہ سے اتار لیا اور اسے پرزہ پرزہ کر کے ہوا میں اڑا دیا۔ مشرکین منہ دیکھتے رہ گئے۔

اس کے بعد زمعہ' ابوالبختری' زہیر' مطعم وغیرہ مسلّح ہو کر شعبِ ابی طالب پہنچے اور بیکس محصورین کو وہاں سے نکال لائے۔ اس طرح تین برس کی ہولناک قید و محن کے بعد ان مظلوموں کو شہر میں رہنا نصیب ہوا۔

ابنِ سعدؒ' ابنِ ہشامؒ اور بلاذریؒ نے لکھا ہے کہ اس واقعہ سے پہلے ہی حضور ﷺ کو وحی کے ذریعہ خبر مل گئی کہ معاہدے کو دیمک چاٹ گئی ہے اور اس میں اللہ کے نام کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ ﷺ نے یہ بات حضرت ابوطالب کو بتائی تو فوراً حرمِ کعبہ میں پہنچے جہاں ابوجہل اور زہیر وغیرہ کے درمیان اسی معاہدے کے بارے میں جھگڑا ہو رہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا..... حضرت ابو طالب نے سب لوگوں کو بتایا کہ میرے بھتیجے نے مجھے یہ خبر دی ہے اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ چنانچہ معاہدے کو دیکھا گیا تو فی الواقع اللہ کے نام کے سوا باقی سب الفاظ کو دیمک نے چاٹ لیا تھا۔ اب محصورین کے حامیوں کے ہاتھ مضبوط ہو گئے اور انہوں نے اس معاہدے کو پرزے پرزے کر دیا۔

اہلِ حق نے چند دن نہیں چند ہفتے نہیں چند مہینے نہیں بلکہ مسلسل تین برس تک جس استقامت اور عزیمت کے ساتھ محصوری کے ہولناک مصائب برداشت کیے اور جبینِ ہمّت پر شکن تک نہ آنے دی' تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

شعبِ ابی طالب کے مقدّس نظر بندو! تم پر ہزاروں سلام!

تمہارا استقلال اور حوصلہ تا قیامت مسلمانوں کے لیے چراغِ راہ بنا رہے گا۔

❀ ❀ ❀

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت

(۱)

فضائلِ ہجرت

فرزندانِ توحید نے راہِ حق میں جو زہرہ گداز مصائب وشدائد برداشت کیے' ان میں ہجرت کی داستان نہایت دردانگیز ہے۔ محض رضائے الٰہی کی خاطر گھربار' مال و جائداد اور اہل وعیال کو چھوڑ کر غریب الوطنی اختیار کرنا ایک عظیم ایثار تھا۔ اسلام کے نام لیواؤں نے راہِ حق میں ہجرت کر کے ایک ایسی قربانی کی مثال پیش کی کہ تاریخِ عالم کے صفحات میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی بنا پر سرورِ کائنات ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

ان الهجرة شانها شديد — ہجرت کا معاملہ نہایت سخت ہے۔

مہاجرین کا جذبۂ فدویت بارگاہِ الٰہی میں اس قدر مقبول ہوا کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ مہاجرین کے فضائل بیان کیے اور دنیا و آخرت میں ان سے اجرِ عظیم کا وعدہ کیا۔

سورۂ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ وہ بہت بلند درجے والے ہیں اللہ کے نزدیک اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں' ان کا رب ان کو اپنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۭ (توبہ: ع ۳)

رحمت اور خوشنودی اور ایسے باغوں کی بشارت دیتا ہے جن میں ان کے لیے دائمی راحت ہے اور یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

سورۂ نحل میں ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِمَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور جن لوگوں نے اپنی مظلومی کی بنا پر ہجرت کی' ان کو ہم دنیا میں ضرور اچھی جگہ بٹھائیں گے اور آخرت کا اجر اس سے بہت بڑا ہے۔ کاش وہ لوگ جانتے۔

اہلِ سُنّت کے نزدیک خلفائے راشدینؓ اور ازواجِ مطہراتؓ کے بعد مہاجرین اوّلین کا درجہ دوسرے تمام صحابہؓ سے افضل ہے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مہاجرین اوّلین ہی کی مقدّس جماعت کے ایک فرد تھے' اس سے ان کے بلند درجہ کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(۲)

ہجرت کا آغاز

جب مکّہ میں کُفّار کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا تو رسولِ اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ حبش کی طرف ہجرت کر جائیں جہاں ایک نیک دل بادشاہ کی حکومت ہے چنانچہ ۵ نبوّت میں مسلمانوں کی ایک مختصر جماعت حضرت عثمانؓ بن مظعون کی سرکردگی میں ہجرت کرکے حبش چلی گئی۔ کچھ عرصہ بعد ان مہاجرین کو اطلاع ملی کہ رسولِ اکرم ﷺ اور مشرکینِ مکّہ کے درمیان مفاہمت ہوگئی ہے چنانچہ وہ مکّہ واپس چلے آئے لیکن یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اب مشرکین نے اہلِ حق پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے شروع کردیے۔ حضور ﷺ نے یہ حالت دیکھی تو مسلمانوں کو دوبارہ حبش کی طرف ہجرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس دفعہ ۸۳ مرد اور ۱۸ یا ۱۹ خواتین ہجرت کر کے حبش چلے گئے۔ مشرکینِ مکّہ نے نجاشی (شاہِ حبشہ) کے پاس سفارت بھیجی کہ وہ مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دے لیکن یہ سفارت ناکام رہی۔ ۷ بعدِ بعثت میں شعبِ ابی طالب میں محصوری کا واقعہ پیش آیا۔ ۱۰ بعدِ بعثت میں یہ ابتلا ختم ہوئی تو حضور ﷺ نے تبلیغِ حق کا کام پھر پوری سرگرمی سے شروع کر دیا اور مختلف قبائل کے سعید الفطرت لوگ دائرہٗ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ ۱۱ بعدِ بعثت کا موسمِ حج آیا تو مدینہ سے حج کے لیے آنے والے چھ سلیم الطبع خزرجی حضور ﷺ کی دعوتِ حق سے متاثر ہو گئے اور مشرّف باسلام ہو کر مدینہ واپس گئے۔ دوسرے سال حج کے موقع پر مدینہ کے بارہ آدمیوں نے حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ تیسرے سال مدینہ سے پچھتر اہلِ حق مکّہ پہنچے اور سرورِ کونین ؐ کے دستِ حق پرست پر اس عہد کے ساتھ بیعت کی کہ آپ ﷺ مدینہ تشریف لائیں تو ہم اپنی جان و مال کے ساتھ آپ کی حفاظت کریں گے۔ یہ بیعت ''بیعت عقبہٗ ثانی یا بیعت عقبہٗ کبیرہ یا بیعت لیلۃ العقبہ'' کہلاتی ہے۔ اس بیعت کے بعد حضور ﷺ نے صحابہٗ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔

(۳)

حضرت سعدؓ کی ہجرت

رسولِ اکرم ﷺ کی طرف سے ہجرت مدینہ کا اذن ملنے پر حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص اور ان کے نوعمر بھائی حضرت عمیرؓ بن ابی وقّاص نے بھی دوسرے صحابہ کے ساتھ ارضِ مکہ کو ''الوداع'' کہا۔

صحیح بخاری میں حضرت براءؓ انصاری سے روایت ہے:

"اول من قدم علینا مصعبؓ بن عمیر وابن ام مکتومؓ و کانا یقرئان الناس' فقدم بلالؓ	''ہمارے پاس (یعنی مدینہ میں) سب سے پہلے مصعبؓ بن عمیر اور ابنِ مکتومؓ وارد ہوئے۔ یہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و سعدؓ و عمار بن یاسرؓ" کے بعد بلالؓ سعدؓ اور عمارؓ بن یاسرؓ آئے۔"

مدینہ پہنچ کر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور عمیرؓ بن ابی وقاص اپنے بڑے بھائی عتبہ بن ابی وقّاص کے مکان میں فروکش ہوئے۔ عتبہ نے جنگ بعاث سے قبل مکّہ میں ایک شخص کو قتل کر دیا تھا ور قصاص کے خوف سے بھاگ کر مدینہ میں پناہ لی تھی۔ عتبہ کی اقامت گاہ بنوعمرو بن عوف میں تھی۔ وہاں اس کا ایک باغ بھی تھا۔ عتبہ نے اگر چہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اپنے ہاں ٹھہرایا لیکن اسے خود ایمان لانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ جنگِ اُحُد (۳ھ) میں اس نے مشرکینِ مکّہ کا ساتھ دیا اور اہلِ حق کے خلاف نہایت جوش وخروش سے لڑا۔ اس کے ایک پتھر سے رسولِ اکرم ﷺ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عتبہ کے پتھر سے حضور ﷺ کا نیچے کا ایک داہنا دانت شہید ہوا اور اس کی ضرب سے لبِ مبارک پر بھی زخم آیا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کو اس کی یہ حرکت مدت العمر یاد رہی۔ فرمایا کرتے تھے۔ "خدا کی قسم (اس کی اس حرکت کے بعد) میں عتبہ سے بڑھ کر کبھی کسی شخص کا جانی دشمن نہیں ہوا[1]" عتبہ، حضرت سعدؓ اور حضرت عمیرؓ کا حقیقی بڑا بھائی اور میزبان تھا، لیکن اس کی اسلام دشمنی نے چھوٹے بھائیوں کو ذرہ برابر متاثر نہ کیا بلکہ اسلام سے ان کی والہانہ شیفتگی میں اضافہ ہوگیا۔

❀ ❀ ❀

www.KitaboSunnat.com

---

[1] بعض روایتوں میں ہے کہ غزوۂ اُحُد میں سرورِ عالم ﷺ نے عتبہ بن ابی وقّاص کے لیے بددعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کو جلد (ایک سال کے اندر اندر) ہلاک کر دے۔ چنانچہ غزوۂ اُحُد پر ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ عتبہ حالتِ کفر میں مرگیا۔
(بذل القوۃ، مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کی ابتدائی زندگی

(۱)

پُرخطر ایّام

حضرت سعدؓ کی ہجرت کے تھوڑے عرصے بعد رسول اکرم ﷺ نے بھی مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد اسلام کی مدنی زندگی کا آغاز ہو گیا[1] مشرکینِ مکّہ اور یہودِ مدینہ کو مدینہ میں مسلمانوں کا امن و امان سے رہنا ایک آنکھ نہ بھایا چنانچہ انہوں نے فرزندانِ توحید کے خلاف سازشوں کا جال پھیلانا شروع کر دیا...... رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ اور اس کے ساتھی بھی دل سے مسلمانوں کے خلاف تھے۔ ادھر قریشِ مکّہ نے عبداللہ بن اُبَیّ کو ایک خط لکھ کر دھمکی دی کہ تم نے ہمارے آدمی کو اپنے ہاں پناہ دی ہے، اس کو قتل کر ڈالو یا مدینہ سے نکال دو ورنہ ہم مدینہ پر حملہ کر کے تمہیں نیست

---

[1] ۱ ہجری میں رسولِ کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں مواخاۃ (بھائی چارہ) کا سلسلہ قائم کیا۔ کتبِ سِیَر و تاریخ اس بارے میں خاموش ہیں کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کا بھائی چارہ کس سے کرایا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کے اور حضرت مصعبؓ بن عمیر کے درمیان سلسلۂ مواخات قائم کیا گیا۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سعدؓ بن معاذ ان کے دینی بھائی بنائے گئے لیکن یہ دونوں روایتیں پایۂ استناد تک نہیں پہنچتیں۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت مصعبؓ بن عمیر حضرت ابوایوب انصاریؓ کے اور حضرت سعدؓ بن معاذ، حضرت ابوعبیدہؓ بن الجرّاح کے دینی بھائی بنائے گئے۔ ممکن ہے کہ حضرت سعدؓ کا بھائی چارہ ان کے بھائی عمیرؓ سے کرایا گیا ہو لیکن یہ محض قیاس ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نابود کر دیں گے۔

عبداللہ کا بس چلتا تو وہ ضرور کفّار کے کہنے کے مطابق عمل کرتا لیکن جب رسولِ اکرم ﷺ نے ایسی کوشش کے نتائج وعواقب سے اسے آگاہ کیا تو وہ خاموش ہوگیا۔ یہ بڑا پُرخطر زمانہ تھا۔ دشمنانِ اسلام مدینہ پر حملہ کے لیے پر تول رہے تھے اس لیے ہر وقت چوکنا رہنے کی ضرورت تھی چنانچہ ہجرت کے بعد ایک عرصہ تک صحابۂ کرامؓ ہر وقت مسلح رہتے تھے۔ حتّٰی کہ رات کو بھی ہتھیار باندھ کر سوتے تھے اور باری باری جاگ کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ ''رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہؓ جب مدینہ تشریف لائے اور انصارؓ نے ان کو پناہ دی تو سارا عرب یکبارگی ان کے خلاف لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔ صحابہؓ صبح تک ہتھیار باندھ کر سوتے تھے۔''

رسولِ اکرم ﷺ کا وجودِ مقدّس فرزندانِ اسلام کے لیے ایک متاعِ عظیم تھا۔ ہر صحابی حضور ﷺ کی محبت کے جذبہ سے سرشار تھا اور ہر وقت اپنی جان و مال اور اولاد کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی راہ میں قربان کرنے پر کمربستہ رہتا تھا چنانچہ صحابۂ کرامؓ نے معمول بنا لیا تھا کہ وہ ان پُرخطر ایّام میں کاشانۂ نبوی ﷺ کو کبھی غیر محفوظ حالت میں نہیں چھوڑتے تھے اور دن ہو یا رات کوئی نہ کوئی صحابیؓ ہتھیار باندھ کر کاشانۂ نبوی ﷺ کے پہرے پر ضرور کھڑا ہوتا۔

(۲)

مردِ صالح

انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''آج کوئی اچھا آدمی پہرہ دیتا۔'' حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص نے اس خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اطمینان کا اظہار فرمایا اور حضرت سعدؓ کو رات بھر کاشانۂ نبوی پر پہرہ دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَهِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمَةَ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلٌ صَالِحًا يَحْرِسُنِیْ اِذَا سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَآءَ بِکَ قَالَ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ خَوْفٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُهٗ فَدَعَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ

(اُسدُ الغابہ ذکر سعد بن ابی وقّاص بحوالہ صحیح بخاری کتاب الجہاد)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں مدینہ تشریف لائے تھے تو ایک شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند اچاٹ ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش کوئی نیک مرد آج پہرہ پر ہوتا۔ اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' یہ کون ہے؟ جواب ملا میں سعد ہوں۔ فرمایا' کس لیے آئے ہو؟ عرض کی۔ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خوف پیدا ہوا اس لیے میں پہرہ دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر سو گئے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کو حضرت سعدؓ پر کس قدر اعتماد تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت سعدؓ کے جذبۂ فدویت پر خوش ہوکر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق یہ واقعہ مدینہ سے باہر کسی جگہ پیش آیا۔ اس وقت رسولِ کریم ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ رات کو ایک ایسی جگہ قیام ہوا جہاں دشمنوں کا سخت خطرہ تھا۔ حضرت سعدؓ کے دل میں خود بخود خیال پیدا ہوا کہ آج کاشانۂ نبوی ﷺ کی حفاظت کرنی چاہیے چنانچہ وہ مسلّح ہوکر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ جاگ رہے تھے اور ایک بااعتماد پہرہ دار کی ضرورت محسوس فرما

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے۔ حضرت سعدؓ کو دیکھ کر آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور استراحت فرمائی۔ محدثین نے اس واقعہ کا ذکر صراحت سے کیا ہے' شاید اس لیے کہ اس موقع پر حضرت سعدؓ کو ''مردِ صالح'' کا عظیم لقب مرحمت ہوا۔ ورنہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ نے اور کئی موقعوں پر بھی یہ خدمت انجام دی ہوگی۔

(۳)

مختلف سرایا میں شرکت

ہجرت کے بعد مسلمانوں کو کسی قدر طمانیت نصیب ہوئی اور وہ کفّار کی ایذا رسانی سے محفوظ ہو گئے تاہم مشرکینِ مکّہ کے حملہ کا خطرہ ہر وقت موجود تھا۔ اسی خطرہ کے تدارک کے لیے رسولِ اکرم ﷺ صحابہؓ کی چھوٹی چھوٹی مسلّح جماعتیں وقتاً فوقتاً مکّہ کی طرف روانہ فرماتے تھے۔ ان مہمات کو سرایا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ دشمنوں کی نقل وحرکت پر نظر رکھی جائے تاکہ وہ بے خبری میں حملہ نہ کر دیں۔ جنگِ بدر سے پہلے جو سرایا پیش آئے' ان میں سے ایک سریّہ کی قیادت حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے کی۔ اس کے علاوہ تین سرایا میں انہوں نے ایک مجاہد کی حیثیت سے شرکت کی۔ ان چار سرایا کے مختصر واقعات یہ ہیں:

۱۔ سریّہ عبیدہؓ بن حارث

اس سریّہ میں رسولِ اکرم ﷺ نے ساٹھ سواروں کے ساتھ حضرت عبیدہؓ بن حارث کو قریش کی نقل وحرکت کا پتا لگانے کے لیے روانہ فرمایا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص بھی مجاہدین میں شامل تھے۔ حجاز کے ساحلی علاقہ میں مسلمانوں کی مڈبھیڑ قریش کے ایک بڑے قافلے سے ہوئی لیکن کُشت وخون تک نوبت نہیں پہنچی اور قریش بچ کر نکل گئے' تاہم حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص نے راہِ خدا میں ایک تیر چلا ہی دیا۔[۱] محدّثین کا قول ہے کہ وہ سب سے پہلے عرب ہیں جنہوں نے راہِ حق میں تیر چلایا۔ صحیح بخاری میں حضرت سعدؓ سے روایت ہے

۱۔ سیرت ابنِ ہشام جلد اوّل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ: انی لاول العرب (رمٰی بسھم فی سبیل اللہ) یعنی میں پہلا عرب ہوں جس نے راہِ خدا میں تیر چلایا۔

۲-سریّہ حمزہؓ

اس سریہ میں رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو تیس مجاہدوں کے ساتھ ساحلی علاقہ کی طرف روانہ کیا۔ ایک روایت کے مطابق ان تیس مجاہدوں میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بھی شامل تھے۔ ساحلی علاقے میں ابوجہل کے قافلے سے مڈبھیڑ ہوئی' اس میں تین سَو سوار تھے۔ دونوں فریق صف بندی کر کے جنگ پر آمادہ تھے لیکن مجدی بن عمرو الجھنی نے بیچ بچاؤ کرا دیا اور مسلمان کشت و خون کے بغیر مدینہ واپس آ گئے۔

۳-سریّہ سعدؓ بن ابی وقّاص

اس سریّہ میں رسولِ کریم ﷺ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو آٹھ مہاجرین کے ساتھ قریش کی نقل و حرکت کا پتا چلانے پر مامور فرمایا۔ یہ جماعت خرار کے مقام تک گئی لیکن مشرکین سے سامنا نہ ہوا۔ ایک روایت میں اس سریّہ کے شرکاء کی تعداد اسّی بیان کی گئی ہے۔

۴-سریّہ عبداللہ بن جحشؓ

رجب ۲ھ میں رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہؓ بن جحش کو بارہ آدمیوں کے ساتھ دشمن کی خبرگیری پر مامور فرمایا۔ جب وہ مدینہ سے روانہ ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان کو ایک سربمہر خط دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے دو دن کے بعد کھولنا۔ حضرت عبداللہؓ کے ساتھیوں میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص بھی شامل تھے۔ دو دن بعد حضرت عبداللہؓ نے حضور ﷺ کا فرمان کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ "نخلہ (مکّہ اور طائف کے درمیان ایک مقام) میں قیام کرو اور قریش کی نقل و حرکت کا پتا چلاؤ۔"

اس موقع پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے کہا کہ میری طرف سے کسی پر پابندی نہیں ہے جسے شہادت کی آرزو ہو میرے ساتھ رہے ورنہ واپس چلا جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص اور دوسرے مجاہدین نے بیک آواز کہا کہ ''اے امیر ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے ہم نے اپنی جانیں راہِ خدا میں وقف کر رکھی ہیں۔'' حضرت عبداللہؓ اپنے پُرجوش ساتھیوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھے۔ اتفاق سے جس اونٹ پر حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص اور حضرت عتبہؓ بن غزوان سوار تھے، وہ راستہ سے بھٹک کر پیچھے رہ گیا۔ اس اثنا میں حضرت عبداللہؓ دوسرے مجاہدین کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ ان کا مقابلہ قریش کے ایک چھوٹے سے تجارتی قافلے سے ہوگیا۔ اس میں قریش کا ایک معزّز آدمی عمرو بن الحضرمی مارا گیا اور دو آدمیوں کو مسلمانوں نے گرفتار کرلیا۔ حضرت عبداللہؓ مالِ غنیمت اور قیدیوں کے ہمراہ مدینہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں ایسا کرنے (یعنی کُشت وخون وغیرہ کرنے کی) اجازت نہیں دی تھی۔'' دوسرے صحابۂ کرامؓ بھی حضرت عبداللہؓ پر طعنہ زن ہوئے کہ تم حضور ﷺ کی اجازت کے بغیر ماہِ حرام میں لڑے۔ طبریؒ نے صحابۂ کرامؓ سے یہ الفاظ منسوب کیے ہیں:

''صنعتم مالم تو مروابه وقاتلتم فی الشهر الحرام ولم تومروا بقتال''	(یعنی) تم نے وہ کام کیا جس کا تمہیں حکم نہیں دیا گیا تھا اور ماہِ حرام میں کُشت وخون کیا حالانکہ اس مہینہ میں تم کو جِدال وقتال کا حکم نہ تھا۔

حضرت عبداللہؓ نے عذر پیش کیا کہ میں یہاں سے چلا تھا تو رجب کا مہینہ تھا۔ اثنائے سفر میں ماہِ حرام شروع ہوگیا اور تاریخ کی غلطی (یا لاعلمی سے) اس مہینہ میں کُفّار سے لڑائی پیش آگئی۔

بعض مفسّرین کا بیان ہے کہ اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی جس میں حضرت عبداللہؓ بن جَحش اور ان کے ساتھیوں کی بریّت کردی گئی۔

يَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ	لوگ آپ سے ماہِ حرام کی نسبت سوال کرتے ہیں کہ (آیا) اس میں لڑنا) مباح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَبِيْرٌ ط وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَاللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط

ہے) کہہ دیجیے کہ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے (لیکن) راہِ حق سے روکنا اور اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے اہل کو اس سے نکال دینا اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ برا ہے۔

(سورۂ بقرہ:۲۱۷)

قریش کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ سخت مشتعل ہوئے' تاہم انہوں نے فدیہ دے کر کچھ آدمی اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے بھیجے۔ جس وقت یہ آدمی مدینہ پہنچے' حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور عتبہؓ بن غزوان واپس نہیں آئے تھے اور حضور ﷺ کو ان کے بارے میں تشویش ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے قریش کے آدمیوں سے فرمایا کہ جب تک سعدؓ اور عتبہؓ بخیریت واپس نہیں آجاتے تمہارے قیدی رہا نہیں کیے جا سکتے۔ یہ لوگ خاموش ہو گئے اور دونوں حضرات کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ اسی اثنا میں حضرت سعدؓ اور عتبہؓ واپس آ گئے۔ ان کے آتے ہی حضور ﷺ نے قیدی رہا کر دیے۔

رسولِ اکرم ﷺ کی دائمی رفاقت

صفر ۲ ہجری میں سرورِ کائنات ﷺ ساٹھ مہاجرین کی معیت میں ابواء (مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک مقام) تک تشریف لے گئے اور بنو ضمرہ سے ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے مسلمان اور بنو ضمرہ ایک دوسرے کے حلیف بن گئے۔ محدثین نے نام کی تصریح نہیں کی لیکن قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ وقاص بھی حضور ﷺ کے ساتھ ابواء گئے۔ اس کے بعد ربیع الاوّل میں غزوۂ بواط پیش آیا۔ حضور ﷺ نے اس مہم کا عَلم بردار حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو بنایا اور دو سَو صحابہ کے ہمراہ قریش کے ایک بڑے قافلے سے مزاحم ہونے کے لیے مدینہ سے نکلے۔ اس قافلے میں قریش کے دو سَو آدمی اور اڑھائی ہزار اونٹ تھے اور امیہ بن خلف اس کی قیادت کر رہا تھا۔ حضور ﷺ بواط تک گئے مگر قافلہ نہ مل سکا۔ اس لیے جنگ و جدل کے بغیر واپس تشریف لے آئے۔ (تاریخِ طبری) صحیح بخاری میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ ہم رسولِ اکرم ﷺ کی معیّت میں غزوہ کرتے تھے اور ہمارے پاس درخت کے پتوں کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ ہمارا فضلہ ایسا ہوتا تھا جیسا اونٹ یا بکری کا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی خلط نہیں ہوتی تھی (یعنی مینگنیاں ہوتی تھیں) محدّثینِ کرام نے وضاحت نہیں کی کہ حضرت سعدؓ کی روایت میں کن غزوات کی طرف اشارہ ہے۔ بہرصورت اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ نے کسی حالت میں بھی رسولِ اکرم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ہر موقع پر حضور ﷺ کی ہمرِکابی کا شرف حاصل کیا۔

❁ ❁ ❁

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحابِ بدرؓ میں سے ایک

(۱)

غزوۂ بدر اور اصحابِ بدرؓ

غزوۂ بدر کفر اور اسلام کا معرکۂ اوّل ہے۔ تاریخِ اسلام میں اس غزوہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہی غزوہ اسلام کی آیندہ ترقی اور وسعت کا پیش خیمہ بنا۔ اس میں کفروشرک کے بڑے بڑے باجبروت بت سرنگوں ہوگئے اور مٹھی بھر بے سروسامان فرزندانِ توحید نے ہر قسم کے سازوسامان سے آراستہ اپنے سے تین گنا کُفّار کو عبرتناک شکست دی۔ اس غزوہ میں مجاہدینِ اسلام کی تعداد باختلافِ روایت ۳۰۵ سے ۳۱۷ کے درمیان تھی۔ عملی طور پر لڑائی میں حصہ لینے والوں کی تعداد اکثر روایات میں ۳۱۳ (تین سَو تیرہ) بیان کی گئی ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ اصحابِ بدر کو نہایت عزیز جانتے تھے۔ آپ ﷺ نے کئی مواقع پر ان کے فضائل بیان فرمائے۔ حضور ﷺ کے بعد بھی بدری صحابہؓ کو دوسرے صحابہؓ میں ہمیشہ ایک خاص مقام حاصل رہا۔ محدّثین نے خلفائے راشدین، ازواجِ مُطَہَّراتؓ مہاجرین اوّلین اور اہلِ عقبہ کے بعد بدری صحابہؓ کو دوسرے تمام صحابہؓ سے افضل قرار دیا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقّاص غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے ۳۱۳ نُفُوسِ قُدسی میں سے ایک تھے۔

(۲)

محاذِ بدر کی طرف اِقدام

غزوۂ بدر کے اسباب وعلل کے بارے میں اہلِ سِیَر ومغازی نے بہت کچھ کہا ہے لیکن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی حقیقت یہ ہے کہ ہجرت کے بعد مدینہ میں مسلمانوں کا امن و عافیت سے رہنا قریش مکّہ کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے' حضور ﷺ کی مکّہ سے ہجرت کے فوراً بعد قریش مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مشغول ہو گئے تھے۔ ابھی وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لیے پر تول ہی رہے تھے کہ سریۂ عبداللہ بن جحشؓ میں عمرو بن الحضرمی کے قتل کی خبر ملی۔ اس خبر نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور قریش کی آتشِ غضب پوری تندی سے بھڑک اٹھی۔ وہ اسی وقت زور شور سے جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ چند دن بعد جب انہوں نے سنا کہ مسلمان ان کے ایک بہت بڑے قافلۂ تجارت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو ان کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور وہ کیل کانٹے سے لیس ہو کر ایک ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھے۔ اس لشکر میں ابولہب کے سوا تمام رُؤسائے قریش شریک تھے۔ عتبہ بن ربیعہ لشکر کی قیادت کر رہا تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ کو قریش کی پُرخروش آمد کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ بھی ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ کو تقریباً تین سَو جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ ان میں ساٹھ مہاجر اور باقی انصار تھے۔ لشکرِ اسلام میں کچھ کمسن بچے بھی شامل ہو گئے تھے۔

حضور ﷺ نے شہر سے باہر نکل کر فوج کا جائزہ لیا تو ان بچوں کو واپس جانے کا حکم دیا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کے چھوٹے بھائی حضرت عمیرؓ بن ابی وقاص بھی ان بچوں کے ساتھ آئے تھے۔ ان کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو بھی واپس جانے کا حکم دیا۔ عمیرؓ کو جنگ میں حصہ لینے کا اس قدر شوق تھا کہ حضور ﷺ کا حکم سن کر بے اختیار رونے لگے۔ سرورِ کائنات ﷺ ان کے جذبۂ اخلاص سے بے حد متاثّر ہوئے اور ان کو نہ صرف جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دے دی بلکہ اپنے دستِ مبارک سے ان کے تلوار باندھی۔[1]

حضرت عمیرؓ کو اسی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے رتبۂ شہادت پر فائز کیا۔ اس کمسن مجاہد کو شہید کرنے والا کوئی معمولی سپاہی نہیں تھا بلکہ قریش کا نامی بہادر عمرو بن عبدِ وُدّ تھا جو ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ "بدر کی لڑائی سے پہلے جب لشکرِ اسلام تیاری کر رہا تھا تو میں نے اپنے بھائی عمیرؓ کو دیکھا کہ ادھر ادھر چھپتا پھرتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: "عمیرؓ کیا بات ہے، تم کیوں مضطربانہ چھپتے پھرتے ہو؟" کہنے لگا: "بھائی جان میری عمر کم ہے، اس لیے ڈرتا ہوں کہ کہیں رسولِ اکرم ﷺ مجھے لڑائی میں حصہ لینے سے روک نہ دیں۔ میری دلی تمنا ہے کہ اس لڑائی میں ضرور شرکت کروں، شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے[1]

جب حضور ﷺ نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو عمیرؓ کا خدشہ درست ثابت ہوا۔ حضور ﷺ نے ان کی کم عمری کی وجہ سے واپس جانے کا حکم دیا۔ عمیرؓ رونے لگے۔ حضور ﷺ کو ان کے شوق اور رونے کا حال معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو لڑائی میں شریک ہونے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ لڑائی میں شریک ہوئے اور اللہ نے ان کی دوسری تمنا بھی پوری کر دی یعنی وہ اسی لڑائی میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ سعدؓ کہتے ہیں کہ "ان (عمیرؓ) کے چھوٹے ہونے اور تلوار کے بڑا ہونے کی وجہ سے میں اس کے تسموں میں گرہیں لگاتا تھا تا کہ اونچی ہو جائے۔"

بچوں کی واپسی کے بعد تین سو تیرہ جاں نثار حضور ﷺ کے ساتھ رہ گئے۔ ان میں سے صرف دو کے پاس گھوڑے تھے اور بہت کم ایسے تھے جن کے پاس پورے ہتھیار تھے۔

(۳)

معرکۂ حق و باطل

۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری کو رسولِ اکرم ﷺ بدر کے قریب پہنچے۔ قریش اس سے پہلے ہی یہاں پہنچ کر خیمہ زن ہو چکے تھے۔ لشکرِ اسلام نے بھی ان کے سامنے ایک مناسب جگہ پر پڑاؤ ڈال دیا۔ حضور ﷺ رات بھر عبادت و دعا میں مشغول رہے۔ دوسرے دن دونوں فوجیں مقابلہ کے لیے آمنے سامنے ہوئیں۔ یہ ایک عجیب منظر تھا۔ ایک طرف مٹھی

---

[1] الاصابہ لابنِ حجرؒ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھر بے سروسامان فرزندانِ توحید تھے اور دوسری طرف کُفّار کا جَمّ غفیر تھا جو ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس تھا اور جس میں سَو آہن پوش سواروں کا ایک دستہ بھی تھا۔

فردوسیِ اسلام حفیظ جالندھری نے دونوں لشکروں کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے:

www.KitaboSunnat.com

(لشکرِ کُفّار)

صفیں باندھے کھڑے تھی یہ جماعت ضبطِ[1] کامل سے
یکایک اک سیہ آندھی اٹھی مدِّ مقابل سے
اڈتی، دوڑتی، اٹھتی ہوئی، بڑھتی ہوئی آندھی
زمیں پر پھیلتی افلاک پر چڑھتی ہوئی آندھی
کیا جب چاک مقراضِ ہوا نے گرد کا پردہ
اٹھا اللہ کے ہر دشمنِ نامرد کا پردہ
نظر آئے بیاباں میں وہ غولانِ بیابانی
کہ جن کی وضع سے شرمندہ تھا ملبوسِ انسانی
وہ سب کے سب جنہیں حاصل تھے اعزازِ رئیسانہ
خدا سے دشمنی اور قیصروکسریٰ سے یارانہ
وہ سب کے سب رسول اللہؐ کے مانے ہوئے دشمن
پرانے مُدّعی اور جانے پہچانے دشمن
غرور و تمکنت کی شان دکھلاتے ہوئے آئے
اکڑتے بنتے تنتے پیچ وبل کھاتے ہوئے آئے
یہ قُوّت کی نمائش تھی یہ کثرت کا دکھاوا تھا
خدا کے ملک پر شیطان کے بندوں کا دھاوا تھا

---

[1] مسلمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لشکرِ اسلام)

صفیں باندھے کھڑے تھے سامنے ایمان والے بھی
خدا والے محمدؐ والے بھی' ایمان والے بھی
نمائش تھی نہ شوکت تھی' نہ گھوڑے تھے نہ جوڑے تھے
نہ کلغی تھی نہ طُرّہ تھا کمندیں تھیں نہ کوڑے تھے
نہتے تین سَو تیرہ تھے وہ پُتلے شجاعت کے
عَلَمبَردار تھے یہ ایک غیرت مند امت کے
تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

سب سے پہلے لشکرِ قریش سے عمرو بن الحضرمی مقتول کے بھائی عامر حضرمی نے آگے بڑھ کر مبارزطلبی کی۔ حضرتِ عمرِ فاروقؓ کے غلام حضرت مہجعؓ اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور شہید ہوگئے۔ اس کے بعد عتبہ' ولید اور شیبہ آگے بڑھے اور مسلماوں کو مقابلہ کے لیے للکارا۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت عوفؓ حضرت معاذؓ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ مقابلہ کو نکلے۔ یہ تینوں انصاری تھے۔ عتبہ بلند آواز سے پکارا۔ ''محمد! یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں ہیں۔'' اس پر حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ' حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ عتبہ اور اس کے ساتھیوں کے مقابل ہوئے۔ عتبہ حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے اور ولید حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کو زخمی کر دیا۔ حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور حضرت عبیدہؓ کو رزمگاہ سے اٹھا لائے۔ اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوگئی۔ اس زور کا رن پڑا کہ زمین کانپ اٹھی۔ اثنائے جنگ میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کا مقابلہ قریش کے نامی بہادر سعید بن عاص سے ہوگیا۔ حضرت سعدؓ نہایت جوش اور وارفتگی سے لڑ رہے تھے۔ انہوں نے آناً فاناً سعید بن عاص کو خاک وخون میں لوٹا دیا اور اس کی مشہور تلوار ''ذوالکتیفہ'' اپنے قبضے میں کر لی۔ یہ تلوار لے کر وہ سرورِ کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت تک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالِ غنیمت کے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت سعدؓ کو حکم دیا کہ یہ تلوار جہاں سے اٹھائی ہے وہیں رکھ دو۔ حضرت سعدؓ نے تعمیلِ ارشاد کی لیکن ان کو اس مشہور تلوار کے نہ ملنے پر بڑا ملال ہوا۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گئے تھے کہ سورۂ انفال نازل ہوئی[1] جس میں یہ حکم بھی تھا:

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا — تو جو تم نے لُوٹا ہے اب کھاؤ کہ حلالِ طیّب ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت سعدؓ کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ اور اپنی تلوار لے لو۔ اس واقعہ کے متعلّق حضرت سعدؓ کا اپنا بیان یہ ہے:

لما کان یوم بدر، قتل اخی عمیر، وقتلت سعید بن العاص، واخذت سیفه و کان یسمی ذو الکتیفته، فاتیت به نبی الله صلعم، قال اذهب فاطرحه فی القبض، قال فرجعت، وبی مالا یعلمه الا الله من قتل اخی واخذ سلبی، قال فما جاوزت الا یسیرًا حتی نزلت سورة الانفال، فقال لی رسول الله صلعم اذهب فخذ سیفک۔

یعنی بدر کے دن میرے بھائی عمیرؓ قتل ہوئے اور میں نے سعید بن عاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار چھین لی، اور اس کا نام ذوالکتیفہ تھا۔ میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اسے مالِ غنیمت میں رکھ دو میں لَوٹا۔ بھائی کے قتل اور غنیمت (یعنی تلوار) کی واپسی سے مجھ کو جو دکھ ہوا وہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ میں تھوڑی سے دور گیا تھا کہ سورۂ انفال کا نزول ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، جاؤ اور اپنی تلوار لے لو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سعدؓ غزوۂ بدر میں ایک تلوار لے کر سرورِ کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یا رسول اللہ آج خدا نے دشمن کے خون سے میرا کلیجا ٹھنڈا کیا ہے۔ یہ تلوار مجھے مرحمت فرمائیے'' حضور ﷺ نے فرمایا ''یہ تلوار نہ تیری ہے

[1] سورۂ انفال اگرچہ جنگِ بدر میں نازل ہوئی لیکن صحیح بخاری میں اس کی شانِ نزول اس طرح مذکور نہیں ہے۔ ہماری روایت کا ماخذ مُسندِ احمد بن حنبل اور صحیح مسلم ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ میری"۔

حضرت سعدؓ حضور ﷺ کا ارشاد سن کر دل میں یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ شاید یہ تلوار اس کو ملے جس نے مجھ جیسا کارنامہ انجام نہ دیا ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ نے حضرت سعدؓ کو بلا بھیجا۔

حضرت سعدؓ گھبرائے کہ شاید ان کے دلی خیالات سے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ ڈرتے ڈرتے بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے یہ آیت سنائی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

لوگ آپ ﷺ سے مالِ غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجیے کہ مالِ غنیمت تو اللہ اور رسول ﷺ کا ہے۔

پھر فرمایا: "اے سعدؓ! خدا نے یہ تلوار مجھے دی ہے لیکن میں تجھے دیتا ہوں"۔

(ابوداؤد' کتاب الجہاد)

(۴)

فتحِ مبین

قریش کا سپہ سالار عتبہ تو لڑائی کے آغاز میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ چند گھنٹوں کے اندر اندر ان کے دوسرے بڑے بڑے سردار ابوجہل' عاص بن ہشام' منبہ بن الحجاج' امیہ بن خلف' زمعہ بن الاسود وغیرہ بھی مارے گئے۔ اب مشرکین کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ قریباً ستّر لاشیں میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان میں سے ستّر آدمی مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ ان میں نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط بھی تھے جو اسلام دشمنی میں حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کو قتل کرا دیا۔ باقی قیدی مدینہ لائے گئے۔ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان قیدیوں کو نہایت امن اور آسائش کے ساتھ رکھو۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان قیدیوں کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔ حتیٰ کہ خود بھوکے رہ کر ان کو کھانا کھلایا۔ قیدیوں کے ساتھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر ان قیدیوں کے ساتھ جو اسلام کے بدترین دشمن اور فرزندانِ توحید کے خون کے پیاسے تھے' ایسا حُسنِ سلوک تاریخِ عالَم میں اپنی نظیر آپ ہے۔ بات یہیں تک ختم نہیں ہوئی بلکہ حضور ﷺ نے فیصلہ کیا کہ ان قیدیوں کو غلام رکھنے کی بجائے فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ ان سے چار چار ہزار درہم فی کس فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا۔ جو لوگ فدیہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے' ان کو ویسے ہی چھوڑ دیا گیا۔ البتہ جو لوگ لکھنا جانتے تھے ان کے لیے یہ فدیہ مقرر ہوا کہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا سکھا دیں۔ غرض اس طرح سارے اسیرانِ جنگ رہا ہو گئے۔

معرکۂ بدر میں مسلمانوں کے ۱۴ آدمی شہید ہوئے۔ ان میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کے نوعُمر بھائی حضرت عمیرؓ بن ابی وقّاص بھی تھے۔ اس جنگ میں یوں تو ہر مسلمان نے شجاعت اور فداکاری کا بے مثال مظاہرہ کیا تاہم حضرت حمزہؓ' حضرت علی مرتضیٰؓ' حضرت سعدؓ بن ابی وقّاصؓ' حضرت زبیرؓ بن العوّام' حضرت معاذ بن عفراؓ اور کچھ دوسرے صحابہؓ کے کارنامے اربابِ سِیَر نے نمایاں طور پر بیان کیے ہیں۔ غزوۂ بدر مذہبی ملکی سیاسی ہر لحاظ سے ایک انقلاب انگیز اور فیصلہ کُن معرکہ تھا۔ اس میں قریش کے وہ تمام بڑے بڑے رُؤسا جو اسلام کی ترقی کی راہ میں سدِّ آہن کی حیثیت رکھتے تھے۔ قتل ہو گئے اور مدینہ مُنوّرہ میں مسلمانوں کی حالت کافی مستحکم ہو گئی۔

❀ ❀ ❀

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُحُد کے میدان میں

(۱)

قریش کا جوشِ انتقام

ہزیمتِ بدر کی خبر مکّہ پہنچی تو وہاں کہرام مچ گیا اور ہر گھر ماتم کدہ بن گیا۔ لیکن قریش کی غیرت کا یہ عالم تھا کہ رسوائی کے خوف سے بلند آواز سے نہیں روتے تھے۔ اگرچہ غم واندوہ سے نڈھال تھے لیکن ہمت شکستہ نہیں ہوئی تھی اور دل جوشِ انتقام سے لبریز تھے۔ اہلِ مکّہ نے قسم کھائی کہ جب تک بدر کی شکست کا انتقام نہ لے لیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ایک سال تک وہ خوب زور شور سے لڑائی کی تیاریاں کرتے رہے اور پھر شوّال ۳ھ میں تین ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مدینہ پر چڑھ دوڑے۔ جوشِ انتقام کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے معزّز گھرانوں کی عورتیں بھی لشکر میں شامل تھیں۔ یہ عورتیں دف پر رجزیہ اشعار پڑھ پڑھ کر مشرکین کو لڑائی پر ابھارتی تھیں۔ قریش ۴ شوال ۳ھ کو مدینہ کے قریب پہنچے اور کوہِ اُحُد کے دامن میں پڑاؤ ڈال دیا۔

(۲)

رسولِ اکرم ﷺ کی مدینہ سے روانگی

رسولِ اکرم ﷺ کو کفّار کی آمد کا حال معلوم ہوا تو آپ ﷺ ۶ شوّال کو نمازِ جُمعہ پڑھ کر ایک ہزار کی جمعیّت کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے۔ عبداللہ بن اُبَیّ نے عین موقع پر غدّاری کی اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ مسلمانوں سے الگ ہو گیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کے جاں نثاروں کی تعداد صرف سات سو رہ گئی۔ حضرت سعدؓ ابی وقّاص بھی انہی نفوسِ قُدسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شامل تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو اور حضرت ابو عبیدہؓ بن الجرّاح کو مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر فرمایا۔ حضرت زبیرؓ بن العوّام کو سواروں کی قیادت مرحمت فرمائی اور حضرت مصعبؓ بن عمیر کو لشکرِ اسلام کا عَلَم عنایت فرمایا پھر اُحُد کو پشت پر رکھ کر صف آرائی کی۔ اس طرف ایک دَرّہ تھا اور خطرہ تھا کہ کفّار ادھر سے آ کر مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہوں۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہؓ بن جبیر کو پچاس تیراندازوں کے ہمراہ اس دَرّہ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص جنگِ اُحُد کے ابطالِ خاص (ہیروز Heroes) میں سے ہیں اس لیے ہم اس جنگ میں حضرت سعدؓ اور بعض دوسرے مجاہدین کی جاں نثاری اور محبتِ رسول ﷺ کے جستہ جستہ واقعات کسی قدر تفصیل سے بیان کریں گے۔

(۳)

اُحُد کے دامن میں

۷ شوال ۳ھ (ہفتہ) کے دن بوڑھے جبلِ اُحُد نے اپنے دامن میں ایک ایسا نظارہ دیکھا کہ اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ وہ صدیوں سے اسی جگہ اپنی خشک اور ٹنڈ منڈ چٹانوں کے ساتھ زمین کے سینے پر میخ بن کر گڑا ہوا تھا۔ بے حس اور مردہ لیکن اُس دن گرم گرم اور تازہ خون نے اسے ایک ایسی زندگی بخش دی جس کا اختتام صورِ اسرافیل کے پھونکے جانے سے پیشتر شاید ہی ہو۔

بوڑھے کوہِ اُحُد نے کفّار کی پُرخروش آمد آمد کو دیکھا...... اس نے مدینہ سے عَلَمبردارانِ حق کا نکلنا دیکھا...... اور پھر جب اس کے دامن میں شرارِ بولہبی، چراغِ مصطفوی ﷺ سے ستیزہ کار ہوا تو اس نے کچھ ایسے ولدوز مناظر دیکھے جو صفحۂ تاریخ پر نقوشِ جاوداں بن کر ثبت ہو گئے۔

(۴)

بہتر دُعا

جنگِ اُحُد سے ایک دن قبل حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص اور حضرت عبداللہؓ بن جحش اکٹھے بیٹھے تھے۔ یکا یک حضرت سعدؓ نے ہاتھ اٹھائے اور دُعا مانگی...... "اے زمین و آسمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مالک! کل جو دشمن میرے مقابلہ پر آئے وہ نہایت تُند اور شجاع ہو اور میں تیری رُاہ میں اس کو قتل کروں۔"

حضرت عبداللہؓ بن جحش نے "آمین" کہا اور پھر خود آسمان کی طرف منہ کر کے نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگی...... "بارِالٰہی! مجھے ایسا مقابل دے جو نہایت غضب ناک او ربہادر ہو میں تیری راہ میں اس سے لڑوں' یہاں تک کہ وہ مجھے قتل کر کے ناک کان کاٹ ڈالے جب میں تجھ سے ملوں اور تو مجھ سے سوال کرے کہ اے عبداللہ! تیری ناک اور کان کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں' اے اللہ تیرے لیے اور تیرے رسول ﷺ کے لیے"

دوسرے دن اُحُد کے میدان میں کُفّار اور مسلمانوں کے درمیان معرکہ کارزار گرم ہوا تو سعدؓ بن ابی وقّاص اور عبداللہؓ بن جحش اس بے جگری سے لڑے کہ جدھر نکل جاتے مشرکین کی صفیں الٹ دیتے۔ مشرکین کے ایک نامور بہادر طلحہ بن ابی طلحہ کے حلق میں حضرت سعدؓ نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ اس کی زبان کُتّے کی طرح باہر نکل آئی اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ یوں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کی دعا قبول ہو گئی۔ دوسری طرف حضرت عبداللہؓ بن جحش اس جوش سے لڑے کہ ان کی تلوار کے ٹکڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک چھڑی عنایت فرمائی' جس سے انہوں نے تلوار کا کام لیا۔ بڑی دیر تک اسی سے لڑتے رہے۔ آخر ایک مشرک ابوالحکم بن اخنس ثقفی کے وار سے ان کی شہادت کی تمنّا پوری ہو گئی۔ کُفّار نے مُثلہ کیا اور ان کی ناک اور کان کاٹ کر دھاگے میں پروئے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص نے دیکھا تو بے ساختہ فرمایا: خدا کی قسم! عبداللہ کی دُعا میری دعا سے بہتر تھی۔[1]

(۵)

حضرت حمزہؓ کی شہادت

اُحُد کی عام لڑائی شروع ہونے سے پہلے قریش کے عَلَمبردار طلحہ نے آگے بڑھ کر مبارز طلبی کی۔ شیرِ خدا علی مرتضیٰؓ اس کی طرف لپکے اور تلوار کے ایک ہی وار سے اسے

[1] اُسدُالغابہ' جلد سوم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہنّم واصل کر دیا۔ طلحہ کے بعد اس کا بھائی رجز پڑھتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے مقابلے کے لیے حضرت حمزہؓ نکلے اور تلوار کے ایک بھرپور وار سے اسے دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوگئی۔ عمِّ رسول ﷺ حضرت حمزہؓ جس والہانہ انداز سے لڑے اس نے دشمنوں کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ انہوں نے ڈھال پھینک کر دونوں ہاتھوں میں تلواریں پکڑ لی تھیں اور موت و حیات سے بے نیاز ہو کر کُفّار کے ٹڈی دل میں گھس گئے تھے۔ لڑتے لڑتے ان کا سامنا مشہور مشرک سباع غبشانی سے ہوگیا۔ اسے دیکھ کر پکارے:

''اے اُمِّ انمار (یاختانۃ النّساء) کے بچے' کیا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے آیا ہے؟''

یہ کہہ کر تلوار کا ایک ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اسی طرح ان کے ہاتھ سے تیس کافر جہنّم واصل ہو چکے تھے کہ جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے جو ایک چٹان کے پیچھے گھات لگا کر بیٹھا تھا' تاک کر ان پر اپنا برچھا پھینکا۔ حمزہؓ شہید ہو کر گر پڑے۔ کفار کی عورتوں نے مَسَرّت کے گیت گائے۔ ہند بنتِ عتبہ نے ان کی ناک اور کان کاٹ ڈالے اور پیٹ چاک کر کے جگر نکالا اور چبا چبا کر تھوک دیا۔ جب سرورِ کونین ﷺ ان کی لاش پر تشریف لائے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ فرمایا: ''تم پر اللہ کی رحمت' تم نیک کاموں میں سب سے آگے رہتے تھے اور رشتہ داروں کا زیادہ خیال رکھتے تھے۔ اگر مجھے صفیہؓ (رسول ﷺ اللہ کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن) کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہیں اسی طرح چھوڑ دیتا کہ تم قیامت کے دن درندوں اور پرندوں کے شکم سے اٹھائے جاتے۔ خدا کی قسم' میں تمہارے عوض ۷۰ کافروں کا مُثلہ کروں گا۔'' لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے انتقام سے حضور ﷺ کو منع فرما دیا اور آپ ﷺ نے قسم کا کفّارہ ادا کر کے صبر اختیار فرمایا۔ حضرت حمزہؓ کی ہمشیرہ حضرت صفیہؓ نے بھی ان کی شہادت کا حال سن کر بڑے صبر اور حوصلے کا اظہار فرمایا اور بھائی کے کفن دفن کے لیے اپنے صاحبزادے زبیرؓ کو دو چادریں دیں۔ جب وہ سیّد الشہداءؓ کو دفنانے لگے تو پہلو میں ایک انصاری شہید کی بے گور و کفن لاش بھی پڑی تھی۔ ایک چادر ان کے لیے دے دی۔ لیکن اب ایک چادر سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حمزہؓ کا چہرہ چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو چہرہ کھل جاتا حضور ﷺ نے فرمایا۔ چادر چہرے پر ڈال دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔ غرض اس طرح اس آفتاب شجاعت کا جنازہ تیار ہوا اور اسی میدان میں انہیں آغوشِ لحد میں اتار دیا گیا۔

(۶)

زیدؓ بن خطّاب کا شوقِ شہادت

جنگِ اُحد کے دن فاروقِ اعظمؓ کے عاشقِ رسول بھائی زیدؓ بن خطّاب کے دل میں شوقِ شہادت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ چاہتے تھے کہ آج کے دن وہ راہِ خدا میں ضرور قربان ہو جائیں۔ اپنا کُرتا اتار دیا اور ننگے بدن لشکرِ کُفّار کی طرف بڑھے تاکہ دشمن کا کوئی وار جلد از جلد ان کی تمنائے شہادت پوری کر دے۔ حضرت عُمرؓ فاروقؓ کو ان سے بے پناہ محبت تھی۔ مِنّت سماجت کر کے زِرہ پہنائی لیکن انہوں نے تھوڑی دیر کے بعد اتار دی حضرت عمرؓ نے سبب پوچھا تو فرمایا۔ میرا عریاں سینہ ہی دشمنوں کا ہدف بننے دو' تمہاری طرح میرے دل میں بھی جامِ شہادت پینے کی تمنا ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور زیدؓ اسی حالت میں اس جوش سے لڑے کہ کُفّار میں بھگدڑ مچ گئی۔ قدرت کو ابھی ان کی زندگی منظور تھی' اس جنگ میں شرفِ شہادت سے محروم رہے۔[1]

(۷)

ابودُجانہؓ کی شجاعت

مشہور صحابی حضرت ابودُجانہؓ شجاعانِ عرب میں شمار ہوتے تھے۔ وہ کُفّار کے ٹڈی دل میں گھس گئے اور صفوں کی صفیں الٹ کر رکھ دیں۔ حضور ﷺ نے ایک تلوار دستِ مبارک میں لے کر فرمایا:

"آج کون اس کا حق ادا کرتا ہے؟"

---

[1] طبقات ابنِ سعد' حضرت زیدؓ ۱۱ھ میں جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی صحابہ کرامؓ نے اس کارِ عظیم کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا' ان میں حضرت ابودُجانہؓ بھی شامل تھے۔ حضور ﷺ نے تلوار انھیں مرحمت فرمائی۔ ابودجانہؓ اس عزت افزائی پر بے حد مسرور ہوئے اور سر پر سرخ رومال باندھ کر سینہ تانے ہوئے فوج سے نکلے اور کفّار کو اپنی تلوار پر رکھ لیا۔

اثنائے جنگ میں ہند بنت عتبہ ان کی تلوار کی زد میں آ گئی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر اسے چھوڑ دیا کہ میں اپنے آقا و مولا رسولِ اکرم ﷺ کی تلوار ایک عورت کے خون سے آلودہ نہیں کرنا چاہتا۔[1]

(۸)

دو مجاہد بچے

جنگ سے قبل مدینہ منورہ سے باہر نکل کر سرورِ کائنات ﷺ نے لشکرِ اسلام کا معائنہ فرمایا تو کئی صغیر السن بچے بھی شوقِ شہادت میں لشکرِ اسلام میں شامل ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں مدینہ واپس جانے کا حکم دیا۔ حضرت خدیجؓ ایک انصاری نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ! میرے لڑکے رافعؓ کو تیر اندازی میں بہت مہارت ہے' اسے لڑائی میں شامل ہونے کی اجازت دیں۔'' رافعؓ کی عمر پندرہ سال سے کچھ کم تھی اور وہ اپنی ایڑیوں پر کھڑے ہو کر اپنے قد کو لمبا ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں دیکھ کر تبسّم فرمایا اور لڑائی میں شرکت کی اجازت دے دی۔ رافعؓ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔

لڑکوں کی جماعت میں رافعؓ کے ہم عمر ایک لڑکے سَمُرہؓ بن جُندُب بھی تھے۔ انہیں رافعؓ پر بہت رشک آیا۔ اپنے سوتیلے باپ مریؓ بن سنان کی وساطت سے رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ آپ نے رافعؓ کو اجازت دے دی اور مجھے چھوڑ دیا۔ حالانکہ میں رافعؓ سے طاقتور ہوں۔ آپ بے شک رافعؓ سے میری کُشتی کرا کے دیکھ لیجیے اگر میں ہار گیا تو میدانِ جنگ میں جانے پر اصرار نہ کروں گا۔''

رسولِ کریم ﷺ سَمُرہؓ کے شوقِ جہاد سے بے حد متاثر ہوئے اور کُشتی کا حکم دے دیا۔

---

[1] اُسد الغابہ (ابنِ اثیر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رافعؓ اور سمرہؓ خم ٹھونک کر مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے اور ایک دوسرے سے گتھ گئے تھوڑی دیر بعد سمرہؓ نے رافعؓ کو پچھاڑ دیا۔ وہ دیکھنے میں چھوٹے اور کمزور تھے لیکن مقابلہ جیت کر اپنے آپ کو طاقتور ثابت کر دیا۔ حضور ﷺ نے اب انہیں بھی جنگ میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔

رافعؓ[1] اور سمرہؓ[2] دونوں اس بہادری اور ثابت قدمی سے لڑے کہ اپنے آپ کو بڑوں کا ہمسر ثابت کر دیا۔ حضرت رافعؓ کے سینے میں کسی مشرک کا تیر پیوست ہو گیا۔ لوگوں نے اسے باہر کھینچا تو ٹوٹ گیا اور اس کی نوک حضرت رافعؓ کے سینے میں رہ گئی تاہم جان بچ گئی۔ اس واقعہ کے بعد وہ تقریباً ۲۷ سال زندہ رہے۔ (طَبری)

(۹)

مقدّس آنکھ

حضرت قتادہ بن نعمانؓ ایک جلیل القدر انصاری صحابی تھے۔ وہ جنگِ بدر کے تین سَو تیرہ نُفُوسِ قُدسی میں سے ایک تھے۔ جنگِ اُحد میں بھی نہایت جوش اور جذبے کے ساتھ شامل ہوئے۔ جب وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر دادِ شجاعت دے رہے تھے کہ کسی مشرک نے آنکھ پر

---

1. حضرت رافعؓ کا شمار بڑے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ جنگِ اُحد کے بعد غزوۂ خندق اور کئی دوسرے غزوات میں انہوں نے رسول کریم ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا۔ جنگ صفین میں وہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ کی طرف سے نہایت بہادری سے لڑے ۔ ۷۴ھ میں ۸۶ برس کی عمر میں وفات پائی۔ وفات کے دن مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ (سیر انصار جلد اول)

2. حضرت سَمُرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بھی نہایت جلیل القدر صحابی ہوئے اور اُحد کے بعد بھی تمام غزوات میں شرکت کی۔ سرورِ کائناتؐ کی رحلت کے بعد مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے۔ زیاد بن سمیہ حاکم بصرہ و کوفہ نے انہیں اپنا نائب الحکومت مقرر کیا۔ وہ کوفہ میں ہوتا تو بصرہ کی امارت ان کے سپرد ہوتی۔ وہ بصرہ آتا تو یہ کوفہ جا کر انتظامِ حکومت سنبھال لیتے۔ سمرہؓ خوارج کے سخت دشمن تھے' ان پر قابو پا کر بے دریغ قتل کرا دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر عمل کرنے میں بڑا اہتمام فرماتے تھے اور فضلائے صحابہؓ میں شمار ہوتے تھے۔ ۵۸ھ میں پیکِ اجل کو لبیک کہا۔ (اسد الغابہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیزہ پھینکا۔ آنکھ باہر نکل کر رخسار پر لٹک آئی۔ لیکن یہ عاشقِ رسول ﷺ میدانِ جنگ سے ہٹنے کا نام ہی نہ لیتے تھے لوگوں نے کہا' اسے کاٹ دو۔ بولے "رسول اللہ سے پوچھ لو"۔

جب نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ نہیں نہیں اور پھر اپنے دستِ مبارک سے آنکھ کو اپنی اصلی جگہ پر لگا دیا اور دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اکسھا جما لاً

اس دعا کی برکت سے یہ آنکھ بالکل ٹھیک ہوگئی اور پھر حضرت قتادہؓ کی ساری زندگی تک اس کی نظر نہایت تیز رہی۔

ان کی اولاد میں کسی نے یہ اشعار اسی واقعہ کی بابت لکھے ہیں:

انا ابن الذی سالت علی الخدعینه

فردت بکف المصطفیٰ احسن الرد

فعادت کما کانت لاول امرھا

فیا حسن ماعین و یا حسن مارد

یعنی میں اس کا فرزند ہوں جس کے گالوں پر آنکھ (خانۂ چشم) سے نکل کر گر پڑی۔ پس وہ محمد مصطفیٰ کے مبارک ہاتھ سے نہایت احسن طریقہ سے لوٹائی گئی۔ پس وہ لوٹ گئی (اپنی جگہ پر آگئی) جیسا کہ اس کا پہلا ٹھکانا تھا۔ کیا مبارک تھی وہ آنکھ اور کیا مبارک تھا اس کا لوٹایا جانا (مبارک تھی وہ ذات اقدس جس نے اسے لوٹا دیا)۔ (اُسدُ الغابہ)

(۱۰)

سر بوقتِ ذبح اپنا اس کے زیرِ پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے

حضرت عمارؓ بن زیادؓ (انصاری) رسولِ کریم ﷺ کے عاشقِ زار تھے۔ جنگِ اُحد میں انہوں نے اپنا حقِ رفاقت خوب نباہا اور بڑی ثابت قدمی کے ساتھ مشرکین کے خلاف لڑے۔ ان کے جسم پر تیرہ زخم لگ چکے تھے لیکن میدانِ جنگ سے منہ موڑنے کا نام نہ لیتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ آخر چودھویں زخم کے ساتھ طاقت جواب دے گئی اور گر پڑے۔ لوگوں نے سمجھا شہید ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''عمارہ کی لاش میرے پاس لاؤ''۔

اصحابِ رسول ﷺ فوراً ان کی طرف دوڑے۔ دیکھا تو ابھی سانس چل رہی تھی۔ اٹھا کر حضور ﷺ کے روبرو رکھ دیا۔ بولنے کی سکت نہ تھی لیکن ان کی بے نور ہوتی ہوئی آنکھیں پکار رہی تھیں۔

''یا رسول اللہ! یہ تو صرف ایک جان تھی، اگر سو جانیں بھی ہوتیں تو آپ پر نثار کر دیتا۔''

چنانچہ اپنے رخساروں سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں کو سہلاتے ہوئے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

(اُسدُ الغابہ)

اللہ اللہ یہ جذبۂ عقیدت اور یہ خوش بختی کہ دمِ واپسیں ہے اور سر محبوب کے قدموں پر ہے اور محبوب کون؟ فخرِ انس وملائکہ، سید الانبیاء، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم!

عمارہ بن زیاد رضی اللہ عنہ کی قابلِ رشک شہادت اس شعر کا مصداق تھی:

منم دہمیں تمنّا کہ بوقتِ جاں سپردن
برُخِ تو دیدہ باشم تو درونِ دیدہ باشی

(۱۱)

عملِ قلیل واجرِ کثیر

جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو قبیلہ اوس کے تمام مرد وزن مشرف بإسلام ہو گئے بجز ایک شخص کے۔ وہ تھے عمرو بن ثابت الملقب بہ الاصیرم عبد الاشہل، غزوۂ اُحُد تک وہ کفر وشرک کی ظلمتوں میں بھٹکتے رہے۔ جنگِ اُحُد کے دن حضور ﷺ جب اپنے جاں نثاروں کے ہمراہ میدانِ جنگ کی طرف تشریف لے گئے تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو گھر سے باہر تھے۔ جب واپس لوٹے تو محلّے میں ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گھر والوں سے پوچھا کہ شہر کے لوگ کہاں گئے؟ انہوں نے جواب دیا: ''مشرکینِ مکّہ کا مقابلہ کرنے کے لیے حضور ﷺ کے ہمرکاب میدانِ جنگ میں گئے ہیں۔''

اسی وقت دل میں نورِ ہدایت کی چنگاری بھڑکی۔ لباسِ جنگ پہنا' گھوڑے پر سوار ہوئے اور سیدھے حضور ﷺ کے قدموں میں جا گرے۔ عرض کی: یارسول اللہ! راہِ حق میں لڑوں یا اسلام قبول کروں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''دونوں کام کرو۔ پہلے اسلام قبول کرو پھر لڑو۔''

عمروؓ نے عرض کی: ''یارسول اللہ! میں نے آج تک خدائے واحد کے آگے ایک سجدہ بھی نہیں کیا' اگر لڑائی میں مارا گیا تو کیا میری اس میں بہتری ہوگی۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''

حضرت عمروؓ نے اسی وقت کلمۂ شہادت پڑھا' رسول اللہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور پھر مردانہ وار صفِ جنگاہ میں گھس گئے۔ نہایت شجاعت سے لڑے۔ کُفّار نے نرغہ میں لے کر تیر و تلوار سے چھلنی کر دیا۔ ہر موئے بدن سے خون جاری تھا لیکن دیوانہ وار تلوار چلا رہے تھے۔ آخر زخموں کی تاب نہ لا کر گر پڑے۔ لڑائی کے بعد جب ان کے قبیلہ کے لوگ اپنے شہیدوں کی تلاش میں نکلے تو عمروؓ بن ثابت کو بھی خاک و خون میں غلطاں دیکھا۔ ابھی کچھ سانس باقی تھے۔ قبیلہ کے لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا:

''اصیرم یہ کیا؟ تُو تو اسلام کا مخالف تھا' کیا قوم پرستی کا جذبہ تمہیں میدانِ جنگ میں لے آیا؟''

عمروؓ نے جواب دیا: ''نہیں' اللہ نے مجھے اسلام قبول کرنے کا شرف عطا کیا اور میں اللہ کی راہ میں لڑا۔''

لوگ اٹھا کر مدینہ لائے۔ تھوڑی دیر بعد جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

حضور ﷺ نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا: ''عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا''
(اس نے تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر پایا۔)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمروؓ بن ثابت الاصیرم عبدالاشہلؓ) کا واقعۂ شہادت اتنا مشہور ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب کبھی اپنے شاگردوں سے پوچھتے۔ "ایسا شخص بتاؤ جس نے ایک وقت کی نماز بھی نہ پڑھی ہو لیکن سیدھا جنّت میں گیا ہو۔" تو وہ فوراً جواب دیتے الاصیرم عبدالاشہل"

(صحیحین' اُسدُالغابہ' مستدرکِ حاکم' مُسندِ ابی داؤد وغیرہ)

(۱۲)

غسیل الملائکہ

یثرب کے قبیلۂ اوس کا راہب ابو عامر دینِ حق کا اتنا سخت دشمن تھا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اسے "فاسق" کے لقب سے پکارا لیکن اسی فاسق کی صُلب سے وہ جلیل القدر فرزند پیدا ہوا جسے تاریخ میں تقی اور غسیل الملائکہ کے القاب سے پکارا گیا۔

یہ رفیع المرتبت انسان حضرت حنظلہؓ بن ابی عامر تھے۔ انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ سے عرض کیا: "یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنے دشمنِ اسلام باپ کو موت کے گھاٹ اتار دوں۔" حضور ﷺ نے ان کے جذبۂ ایمانی کو سراہا لیکن باپ کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی۔

حضرت حنظلہؓ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی کہ پرستارانِ حق کو غزوۂ اُحد پیش آیا۔ وہ اپنی بیوی کے پاس خلوت میں تھے کہ اعلانِ جہاد سنا۔ بے اختیار ہو کر تلوار ہاتھ میں لی اور میدانِ جنگ کو اٹھ دوڑے۔ (ایک اور روایت میں ہے کہ وہ شروع میں غزوۂ اُحد میں شریک نہیں تھے' جب مسلمانوں کی شکست کی خبر خلوت گاہ میں سنی تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ میدانِ جنگ کی طرف لپکے) صرف ایک ہی آرزو تھی کہ راہِ حق میں اپنی جان قربان کر دیں۔ دادِ شجاعت دے رہے تھے کہ شداد بن اسود لیثی نے بڑھ کر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا اور یثرب کے اس دُولھا نے جرعۂ شہادت پی کر روضۂ رضوان کا رستہ لیا۔

چونکہ حالتِ جنابت میں شہید ہوئے' بارگاہِ الٰہی سے فرشتوں کو حکم ہوا کہ انہیں غسل دیں۔ حضور ﷺ نے ان کے غسل کی کیفیت دیکھی تو بہت حیران ہوئے۔ فرشتوں کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں ان کے غسل کا تذکرہ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے بھی کیا۔ ابوسعید ساعدیؓ کا بیان ہے کہ میں نے سرورِ کائنات ﷺ کا ارشاد سن کر حنظلہؓ کو جا کر دیکھا تو ان کے سر سے غسل کا پانی ٹپک رہا تھا۔ احد سے واپسی پر حضور ﷺ نے اس واقعہ کی تحقیق فرمائی تو ان کی بیوی نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تب ہی حنظلہؓ کو ملائکہ غسل دے رہے تھے۔''

اسی وجہ سے حضرت حنظلہؓ غسیل ملائکہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

اللہ رے ذوق وشوق کہ راہِ حق میں جان دینے کی آرزو میں نئی نویلی دلھن یاد رہی اور نہ غسل۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اَلْاِصابہ ابنِ حجرؒ)

(۱۴)

حضرت عمروؓ بن جموح کا جوشِ ایمان

سیّد الانصار حضرت عمروؓ بن جموح کا پاؤں کسی حادثہ میں زخمی ہو گیا تھا اور وہ ایک پاؤں سے لنگڑا کر چلتے تھے۔ جنگِ بدر میں شامل ہونا چاہا تو حضور ﷺ نے ان کے فرزندوں کو حکم دیا کہ وہ انہیں لڑائی میں جانے سے منع کریں کیونکہ وہ معذور ہیں اور اس حالت میں ان پر جہاد واجب نہیں۔ حضرت عمروؓ بن جموح دِل مسوس کر رہ گئے اور حکمِ نبوی ﷺ کی تعمیل میں غزوۂ بدر میں شرکت نہ کر سکے۔

''جنگِ اُحُد میں بھی یہی کیفیت پیش آئی۔ اُن کے لڑکوں نے کہا:

''باوا جان! آپ معذور ہیں، لڑائی میں شرکت آپ پر واجب نہیں، ہم جوان ہیں، تندرست ہیں، آپ کی طرف سے لڑیں گے اور رسول اللہ ﷺ پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے''۔

حضرت عمروؓ بن جموح نے فرمایا: ''تم نے مجھے جنگِ بدر میں بھی شامل ہونے سے روک دیا تھا۔ خدا کی قسم اب میں نہ رُکوں گا اور اپنے آقا پر اپنی جان نثار کروں گا''۔

لڑکوں نے رسولِ کریم ﷺ کو باپ کے اِرادہ کی اِطلاع دِی تو حضور ﷺ نے عمروؓ بن جموح کو بلا بھیجا جب وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو اُنہیں سمجھایا کہ ''تمہارا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبۂ جہاد قابلِ قدر ہے لیکن تم معذور ہو تم پر جہاد فرض نہیں۔ لڑائی میں عملی شرکت کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ تمہیں جہاد کا ثواب دے گا"۔

حضرت عمروؓ بن جموح نے عرض کیا: "یا رسولؐ اللہ! مجھے جہاد میں عملی شرکت کی سعادت سے محروم نہ فرمایئے۔ خدا کی قسم مجھے اُمید ہے کہ میں اسی لنگڑے پیر کو گھسیٹتا ہوا جنّت میں پہنچوں گا"۔

حضور ﷺ نے بھی اب زیادہ زور نہ دیا اور انہیں لڑائی میں شامل ہونے کی اِجازت دے دی جب لڑائی شروع ہوئی تو حضرت عمروؓ بن جموح نے ہتھیار لے کر دُعا مانگی، اے باری تعالیٰ! مجھے شہادت نصیب کر اور گھر واپس نہ لے جا۔"

یہ کہہ کر لشکرِ کفّار میں گھس گئے اور کُشتوں کے پُشتے لگا دیے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ سن کر اکثر مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے تو عمروؓ نے اپنے فرزند خلادؓ کو ساتھ لے کفّار پر اِتنا شدید حملہ کیا کہ ان کا منہ پھیر دیا۔ لیکن آخر بہت سے مشرکوں نے نرغہ میں لے کر باپ بیٹے دونوں کو شہید کر دیا۔ لڑائی کے بعد جب حضور ﷺ ان کی طرف سے گزرے تو فرمایا: "عمروؓ کو جنت میں ان کے لنگڑے پاؤں کے ساتھ چلتا دیکھ رہا ہوں، اللہ نے اُن کی قسم پوری کر دی ہے"۔ (اصابہ۔ اسد الغابہ)

(۱۴)

بہشت کی خوشبو

حضرت انسؓ بن نضر انصاری مشہور صحابی حضرت انسؓ بن مالک کے چچا تھے۔ وہ اُن بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ۔ (الاحزاب۔ ع ۳)

(یعنی مومنوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے اِقرار کے پابند ہیں۔ ان میں سے بعض اپنا عہد پورا کر چکے ہیں اور بعض وقت کا اِنتظار کر رہے ہیں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب اُحد میں ایک اتفاقی غلطی سے لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی تو اُنہوں نے کہا: اے مولائے کریم میں ان مسلمانوں کے اِفعال کی تجھ سے معذرت چاہتا ہوں اور کُفّار کے کرتوت سے برائت ظاہر کرتا ہوں''۔ یہ کہہ کر کُفّار کے ہجوم کی طرف بڑھے۔ رستے میں حضرت سعدؓ بن معاذ ملے۔ ان سے فرمایا: ''سعد! دیکھو یہ ہے بہشت' خدا کی قسم مجھے اس کی خوشبو آ رہی ہے'' اس کے بعد تلوار سونت کر کُفّار پر حملہ کیا اور لاشوں پر لاشیں گراتے ہوئے معبودِ حقیقی سے جا ملے۔ شہادت کے بعد ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ تیر تلوار اور نیزہ کے زخم گِنے گئے۔ (سیر اِنصار' جلد اوّل)

طُبریؒ نے حضرت انسؓ بن نضر کے جوشِ ایمان اور شہادت کا حال ایک دوسرے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں انسؓ نے چند مسلمانوں کو دیکھا کہ اُنہوں نے ہتھیار پھینک دیے ہیں اور نہایت غمزدہ حالت میں میدانِ جنگ سے پرے ہٹ کر بیٹھ گئے ہیں' حضرت انسؓ نے ان سے پوچھا: ''تم کیوں اس طرح بیٹھے ہو''۔

اُنہوں نے جواب دیا: ''رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے ہیں' اب لڑنے سے کیا حاصل؟

حضرت انسؓ نے پُر جوش لہجے میں کہا: ''مرتوا علٰی ما مات رسول اللّٰہ''
رسول اللہ ﷺ اگر شہید ہو گئے ہیں تو تو آؤ ہم بھی لڑ کر مر جائیں' اب جی کر کیا کرنا ہے!''

یہ کہا اور تلوار چلاتے ہوئے لشکرِ کُفّار میں گُھس گئے اور بیسیوں زخم کھا کر جامِ شہادت نوش کیا''۔

(۱۵)

ایک ضعیف العمر عاشقِ رسول ﷺ

حضرت رفاعہؓ بن دقش انصار کے ایک ضعیف العمر بزرگ تھے۔ کسی لڑائی میں شامل ہونے کی طاقت نہ تھی۔ جنگِ اُحُد کے دِن حضور ﷺ نے انہیں ایک محفوظ مقام پر بٹھا دیا تھا لیکن شوقِ شہادت نے انہیں بے قرار کر دیا۔ خدا اور خدا کے رسول ﷺ کے عشق میں وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بڑھاپے اور کمزوری کو بھول گئے اور والہانہ انداز سے لشکرِ اسلام میں شامل ہو گئے جنگ میں اُنھوں نے بے مثال ثابت قدمی دکھائی اور بڑی پامردی سے دادِ شجاعت دیتے ہوئے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۶)

عظیم آزمائش

لڑائی میں مسلمانوں نے ایسی بے مثال شجاعت اور استقامت کا مظاہرہ کیا کہ کُفّار اپنی کثیر تعداد اور سامان کے باوجود بددِل ہو گئے اور بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں نے مالِ غنیمت سمیٹنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ نے درّے پر جو پچاس تیرانداز مقرر کیے تھے، ان میں سے بھی بیشتر مالِ غنیمت کی طرف لپکے۔ ان کے امیر حضرت عبداللہؓ بن جبیر نے بہت روکا لیکن کُفّار کو بھاگتے دیکھ کر مالِ غنیمت لوٹنے میں اُنھوں نے کچھ حرج نہ سمجھا۔ خالد بن ولید نے جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے درّہ کو خالی دیکھا تو سواروں کا ایک دستہ لے کر اس درّہ کی راہ سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت عبداللہؓ بن جبیر نے چند جانبازوں کے ساتھ جم کر مقابلہ کیا لیکن سب کے سب شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کے لیے یہ پُرشور حملہ غیر متوقّع تھا۔ وہ کچھ بدحواس سے ہو گئے۔ اس پر غضب یہ ہوا کہ عَلَمبردارِ اسلام حضرت مصعبؓ بن عمیرؓ ابنِ قمیہ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔[1] وہ رسولِ اکرم ﷺ سے صورت میں مشابہ تھے۔ ان کے شہید ہوتے ہی غُل مچ گیا کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں کے تین گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ نے کہا: "رسول اللہ ﷺ کے بعد لڑنے سے کیا حاصل"۔ اور یہ کہہ کر مدینہ کی

---

[1] بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت مصعبؓ بن عمیر رسولِ اکرم ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہونے کے بعد شہید ہوئے۔ انھوں نے حضور ﷺ کی شہادت کی خبر سنی تو بلند آواز سے نعرہ لگایا۔ "میں رسول اللہ کا عَلَم سرنگوں نہیں ہونے دوں گا"۔ یہ کہہ کر ایک ہاتھ میں شمشیرِ برہنہ اور دوسرے میں عَلَم لیے کُفّار پر ٹوٹ پڑے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف چل دیا۔ دوسرے گروہ نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ کے بعد جینے سے کیا حاصل' اور یہ کہہ کر حصولِ شہادت کی خاطر مردانہ وار لشکر کفار میں گھس گیا۔ تیسرا گروہ وہ تھا جو حضور ﷺ کے اردگرد حصار بنا کر آپ ﷺ کی حفاظت کر رہا تھا۔ یہ گروہ باختلافِ روایت گیارہ یا چودہ نفوسِ قدسی پر مشتمل تھا۔ ان میں حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت زبیرؓ بن العوام' حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ حضرت طلحہؓ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح' حضرت ابودجانہؓ حضرت زیدؓ بن سہل انصاری اور حضرت شماسؓ بن عثمان کے نام بہ تخصیص معلوم ہیں۔ صحیح بخاری کی روایت میں صرف حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہؓ کا نام لکھا ہے۔

بہر صورت حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بالاتفاق ان جلیل القدر اصحاب میں تھے جن کے پائے استقلال میں اخیر وقت تک جنبش نہ آئی۔ وہ ایک زبردست تیرانداز تھے۔ جب حضور ﷺ پر کفار کا نرغہ ہوا تو سعدؓ آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑے تھے۔ حضورؐ اپنے ترکش سے تیر انہیں دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے:

یَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

اے سعد تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں

ایک دوسری روایت کے مطابق اس موقع پر حضور ﷺ کے الفاظ یہ تھے: اِرْمِ اَیُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرِ (اے زورآور نوجوان تیر چلا)۔

(مشکوٰۃ بحوالہ سنن ترمذی باب مناقب عشرہ مبشرہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ابن قمیہ نے آگے بڑھ کر یکے بعد دیگرے ان کے دونوں ہاتھ شہید کر دیئے۔ حضرت مصعبؓ نے علمِ اسلام کو سینے سے چمٹا لیا۔ ابنِ قمیہ نے اب ان پر نیزے کا ایک بھرپور وار کیا اور وہ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسولؐ اللہ کی شہادت کی خبر سن کر حضرت مصعبؓ کی زبان پر بے اختیار یہ آیت جاری ہو گئی تھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ (ال عمران) اور محمدؐ صرف اللہ کے رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔''

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں حضرت سعدؓ سے یہ روایت منقول ہے:

رسول اللہ نے اُحد کے دِن میرے لیے اپنا ترکش بکھیر دیا اور فرمایا:

''تیر چلا اے سعد تم پر میرے باپ اور ماں قربان''

حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سعدؓ کے سوا کسی اور کے حق میں ''فِداکَ اَبِی وَاُمِی'' کے الفاظ سرورِ کائنات کی زبانِ مبارک سے نہیں سنے''۔[1]

ایک اور روایت کے مطابق حضور ﷺ نے ایسے ہی الفاظ حضرت زبیر بن العوّام کے حق میں بھی اِرشاد فرمائے تھے۔ان کے علاوہ حضور ﷺ نے کبھی کسی صحابی کے حق میں یہ الفاظ نہیں فرمائے۔یہ ایک عظیم شرف تھا جو حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ (اور حضرت زبیرؓ) کو حاصل ہوا۔ابنِ اثیر نے اُسُد الغابہ میں لکھا ہے کہ غزوۂ احد کے دِن حضرت سعدؓ نے ایک ہزار تیر چلائے تھے۔

اگرچہ حضرت سعد بنؓ ابی وقّاص اور دوسرے مُٹھی بھر جاں نثار مقدور بھر رسولِ اکرم ﷺ کی حفاظت کا حق ادا کر رہے تھے۔لیکن کُفّار تھے کہ چاروں طرف سے ٹوٹے پڑتے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سعدؓ کے مشرک بھائی عتبہ بن ابی وقّاص نے حضور ﷺ پر ایک پتھر پھینکا جس سے آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا۔(اس کی اس ناپاک حرکت کے بارے میں حضرت سعدؓ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ میں عتبہ سے زیادہ کسی شخص کے خون کا پیاسا نہیں ہوا)۔ (مہاجرین حصہ اوّل)

اس کے بعد ابن قمیہ آگے بڑھا اور حضور ﷺ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔اس سے آپ ﷺ کے خَود کی کڑیاں رُخسارِ مبارک میں پیوست ہوگئیں اور رُخِ انور خون سے تر ہو گیا۔حضور ﷺ خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔

---

[1] بخاری کتاب المغازی (ذکر غزوۂ احد)

[2] ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک دوسرے موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے ایسے ہی الفاظ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کے حق میں بھی ارشاد فرمائے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیف یفلح القوم خضبوا وجہ نبیّھم بالدم ویدعواھم الی اللہ	وہ لوگ کیسے فلاح پائیں گے جنہوں نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کر دیا حالانکہ وہ ان کو خدا کی طرف بلاتا تھا۔ (ابنِ اثیر)

یہ بڑا نازک وقت تھا۔ ہادیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر چاروں طرف سے تیروں اور تلواروں کا مینہ برس رہا تھا اور آپ ﷺ کی زبان اقدس پر یہ الفاظ تھے:

رَبِّ اغْفِرْ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن	اے اللہ میری قوم کو بخش دے، وہ جانتے نہیں

ایک روایت میں ہے کہ اسی موقع پر مشہور مشرک طلحہ بن ابی طلحہ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کے ہاتھ سے مارا گیا۔ حضرت سعدؓ نے اس کے حلق میں تاک کر ایسا تیر مارا کہ کُتّے کی طرح زبان باہر نکل پڑی اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

اسی اثناء میں حضرت کعبؓ بن مالک انصاریؓ کفار سے لڑتے لڑتے رسولِ اکرم ﷺ کے قریب آ نکلے۔ حضور ﷺ نے ان کو اپنی زرہ عنایت فرمائی تھی اور وہ اس انداز سے لڑ رہے تھے کہ سر پیر کا کچھ ہوش نہیں تھا۔ جسم پر گیارہ زخم لگ چکے تھے لیکن انہیں کچھ خبر ہی نہ تھی۔ جب حضور ﷺ کی شہادت کی خبر سنی تو سخت دلگیر ہوئے۔ اب جو یکایک ان کی نظر اپنے آقا و مولا کے چہرۂ اقدس پر پڑی تو فرطِ مَسَرّت سے بے خود ہو گئے اور پوری قوّت سے پکارے۔ ''مسلمانو! رسول اللہ ﷺ یہ ہیں۔'' حضور ﷺ نے اشارے سے منع فرمایا کہ خاموش رہو۔ کعبؓ اپنے جذباتِ مَسَرّت کو دل ہی میں دبا کر رہ گئے۔ (وہ اس واقعہ پر ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی بشارت میدانِ اُحد میں سب سے پہلے میں نے لوگوں کو دی تھی۔)

ادھر جس جس جاں نثار کے کان میں حضرت کعبؓ کی آواز پڑی وہ کُفّار کے ٹڈی دل کو چیرتا ہوا اس طرف بڑھا۔ مشرکین نے بھی ہر طرف سے ہٹ کر اسی طرف کا رخ کیا۔ رسولِ اکرم ﷺ زخمی ہونے کے باوجود کوہِ استقامت بن کر کھڑے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص، حضرت ابودجانہؓ اور چند دوسرے جاں نثار حضور ﷺ کی سپر بنے ہوئے تھے اور کُفّار کے پے بہ پے حملوں کو کمال شجاعت سے روک رہے تھے۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع پر حضرت زیادؓ بن سکن انصاری اور پانچ یا چھ دوسرے انصاری جاں نثاروں نے مشرکین کے حملوں کو روکتے ہوئے یکے بعد دیگرے رسولِ اکرم ﷺ پر اپنی جانیں فدا کر دیں۔ اس وقت کچھ دوسرے جاں نثاروں نے بھی ایسی بے مثال شجاعت اور استقامت کا مظاہرہ کیا کہ تاریخ نے اسے ہمیشہ کے لیے اپنے صفحات میں محفوظ کر لیا ہے۔

(۱۷)

میری جان آپ ﷺ کی جان پر قربان

حضرت ابوطلحہ زیدؓ بن سہل انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ زار تھے۔ وہ اصحاب بدر میں سے تھے۔ بدر کے بعد جب جَبَلِ اُحُد کے دامن میں معرکہ کفر و دین برپا ہوا تو حضرت ابوطلحہؓ اس موقع پر بھی سرورِ عالَمؐ کے ہمرکاب تھے۔ جس وقت گھمسان کا رن پڑا اور بڑے بڑے بہادروں کے قدم اکھڑ گئے تو حضرت ابوطلحہ عزم و ثبات کا پہاڑ بنے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے تھے۔ ماہر تیر انداز تھے۔ اپنے تیروں سے مشرکوں کو تاک تاک کر نشانۂ اجل بنا رہے تھے اور جو تیر مشرکوں کی طرف سے سرورِ کائنات ﷺ کی طرف آتا اُسے اپنے ہاتھ پر روکتے تھے اور نہایت جوش سے بار بار یہ شعر پڑھتے تھے:

نفسی لنفسک الفداء　　　ووجھی لوجھک الوقاء

حضور ﷺ ذرا ادھر ادھر ہوتے اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو خطرہ لاحق ہوتا تو ابوطلحہؓ فوراً آگے ہو جاتے اور فرماتے: ”میرا گلا آپ کے گلے سے پہلے“۔

کُفّار پر تیر برساتے برساتے آپ کے ہاتھ سے تین کمانیں ٹوٹیں اور وہ لڑائی ختم ہونے تک ذاتِ رسالت ﷺ کی نہایت ثابت قدمی سے حفاظت کرتے رہے۔ جس ہاتھ سے تیر روک رہے تھے وہ ہمیشہ کے لیے شل ہو گیا لیکن انہوں نے اس صدمہ کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ حضور ﷺ نے ان کے جذبۂ جاں نثاری کو بے حد سراہا۔[1]

---

[1] حضرت ابوطلحہ زیدؓ بن سہل انصاری کا شمار بڑے عظیم المرتبت صحابہ میں ہوتا ہے۔ وہ خزرج کے خاندان بنونجار سے تھے۔ ہجرت سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے اور حضرت انسؓ بن مالک کی والدہ اُمِ سُلَیمؓ سے ”قبولِ اسلام“ کے ”مہر“ پر نکاح ہوا۔　　(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸)

رسول اللہ کی سپر

شماسؓ بن عثمان مکہ کے ایک حسین وجمیل نوجوان تھے۔ان کا اصلی نام تو ماں باپ نے عثمان رکھا تھا لیکن اپنی خوبروئی کی بدولت شماس (یعنی رخ تاباں) کے نام سے مشہور ہوئے۔حضرت شماس اوائلِ اسلام ہی میں حلقہ بگوشِ توحید ہو گئے اور سابقون الاولون میں شمار ہوئے۔راہِ حق میں انہوں نے بے پناہ مصیبتیں جھیلیں۔ان کی والدہ حضرت صفیہؓ بنتِ ربیعہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔دونوں ماں بیٹے جب مشرکین کے مظالم سے عاجز آ گئے تو رسولِ کریم ﷺ کی اجازت سے حبش چلے گئے۔پھر وہاں سے آ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی، گویا دو ہجرتوں سے مشرف ہوئے۔

جنگِ اُحُد کے دن حضرت شماسؓ بھی اُن چودہ نفوسِ قدسی میں تھے جو بھگدڑ کے وقت شمعِ نبوت کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہو گئے تھے۔شماسؓ صحیح معنوں میں رسول اللہؐ کی ڈھال بنے ہوئے تھے۔انہیں بے شمار زخم آ چکے تھے لیکن وہ اپنے آقا کے دائیں بائیں آگے پیچھے تلوار چلا رہے تھے اور کسی مشرک کو حضور ﷺ کے نزدیک نہیں پھٹکنے دیتے تھے۔ان کا چاند سا چہرہ خون آلود ہونے کے باوجود چمک رہا تھا۔انہوں نے تہیہ کر لیا تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

۱۳ بعدِ بعثت کی بیعت عقبہ کبیرہ میں شریک تھے۔ہجرتِ نبویؐ کے بعد بدر، اُحُد، خندق، خیبر اور دوسرے تمام غزوات میں جانبازانہ شریک ہوئے۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد عہدِ صدیقی و فاروقی کی متعدد جنگوں میں فریضۂ جہاد ادا کیا۔آخر ضعفِ پیری نے گھر بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔ستر برس کی عمر تھی۔ایک دن قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے۔"اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا" تو شوقِ شہادت سے بے تاب ہو گئے۔حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں مسلمان ایک بحری مہم پر روانہ ہوئے تو گھر والوں کے منع کرنے کے باوجود لشکرِ اسلام میں شامل ہو گئے۔بحری جہاز راستے میں تھا کہ انہیں پیغامِ اجل آ گیا۔ساتویں دن جہاز کنارے لگا تو ان کا جسدِ مبارک ایک جزیرے میں سپردِ خاک کیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اپنے جیتے جی رسولِ کریم ﷺ پر کوئی آنچ نہ آنے دیں گے لیکن آخر زخموں سے چُور ہو کر گر پڑے۔ لڑائی ختم ہوئی تو ابھی زندگی کی رمق موجود تھی۔ اٹھا کر مدینہ لے گئے۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ (جنہیں بعد میں اُمّ المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔) ان کی تیمارداری پر مامور ہوئیں لیکن دوسرے دن شماسؓ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ حضور ﷺ نے خون آلود کپڑوں کے ساتھ ہی اُحُد کے گنجِ شہیداں میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اُحُد کے دن شماسؓ میری سپر تھے۔ دائیں بائیں آگے پیچھے جدھر دیکھتا شماسؓ نظر آتے تھے۔ "سپر" کے سوا میں ان کے لیے کوئی تشبیہ نہیں پاتا۔ (اُسُدُ الغابہ، طبقات ابنِ سعد)

(۱۹)

ثابتؓ بن دحداح کی للکار

حضرت ثابتؓ بن دحداح ایک انصاری عاشقِ رسول (ﷺ) جنگ احد میں نہایت جوش سے لڑ رہے تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو انہوں نے اکثر مسلمانوں کے قدم اکھڑتے دیکھے۔ ثابتؓ نے آگے بڑھ کر انصار کو للکارا:

"ادھر ادھر میں ہوں ثابتؓ بن دحداح اگر محمد ﷺ قتل ہوئے تو اللہ موجود ہے۔ تمہیں اپنے دین کے لیے لڑنا چاہیے' اللہ فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔"

ان کی للکار سن کر کئی انصاری پلٹ پڑے اور کُفّار کو اپنی تلواروں پر رکھ لیا۔ لڑائی میں حضرت ثابتؓ کو نیزے کا ایک شدید زخم لگا۔ اگرچہ عارضی طور پر افاقہ ہو گیا لیکن زخم پورے طور پر مندمل نہ ہوا اور اسی کے صدمہ سے صلح حدیبیہ کے بعد وفات پائی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق جنگِ اُحُد کے دن ہی سب سے آخر میں شہید ہو گئے۔ (صحیح مسلم، اِصابہ، اُسدُ الغابہ)

(۲۰)

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

وہبؓ بن قابوس اور ان کے بھتیجے حارثؓ بن عقبہ بن قابوس جبلِ مزینہ سے شہر مدینہ میں بکریاں فروخت کرنے آئے۔ شہر کو لوگوں سے خالی دیکھا۔ وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تمام لوگ قریشِ مکّہ کے مقابلہ پر میدانِ اُحُد میں مصروفِ کارزار ہیں۔ فوراً نبیِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلام قبول کیا[1] اور پھر حضور ﷺ سے اجازت لے کر جہاد میں شریک ہوگئے۔ اس بے جگری سے لڑے کہ اپنے بیگانے سب دنگ رہ گئے۔ حضرت وہبؓ نے حضور ﷺ پر کفّار کے دو شدید حملوں کو تنہا پسپا کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان کو جنّت کی بشارت دی۔ تیسری دفعہ پھر یہی صورت پیش آئی تو وہ بھتیجے کے ہمراہ تلوار چلاتے ہوئے کفّار کے ہجوم میں گھس گئے اور بے شمار زخم کھا کر دونوں پردیسی چچا بھتیجے جنت کو سدھارے۔ کہاں بکریوں کی تجارت اور کہاں جنت کا سودا:

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

شہادت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا: ''اللہ تم سے راضی ہو، میں تم سے راضی ہوں۔'' پھر حضور ﷺ نے خود انہیں اپنے دستِ مبارک سے دفن فرمایا:

حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ ''میں نے وہبؓ جیسی دلیری اور بہادری جو انہوں نے جنگِ اُحُد میں دکھائی، کبھی کسی دوسرے میں نہیں دیکھی۔'' حضرت عُمرِ فاروقؓ فرماتے تھے کہ ''مجھے کسی کے عمل پر بھی اتنا رشک نہیں آیا جتنا وہبؓ کے عمل پر، میری آرزو ہے کہ داورِ محشر کے سامنے ان جیسا اعمالنامہ لے کر حاضر ہوں۔''

(۲۱)

شمعِ رسالت کے پروانے

رسولِ اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے جاں نثاروں کی بے مثال شجاعت اور ثابت قدمی نے مشرکین کا منہ پھیر دیا۔ اور حضور ﷺ اپنے چند رفقاء کے ساتھ جَبَلِ اُحُد کی چوٹی

---

[1] ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت وہبؓ جنگِ اُحُد سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے البتہ انہیں مشرکینِ مکّہ کی مدینہ پر چڑھائی کا حال معلوم نہ تھا۔ جنگِ اُحُد کے دن مدینہ میں بکریاں فروخت کرنے آئے اور رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تشریف لے گئے۔[1] مشرکوں کو وہاں جا کر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی البتہ ابوسفیان نے سامنے کی پہاڑی پر چڑھ کر حضور ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرِ فاروقؓ کو باری باری پکارا۔ جب ادھر سے کچھ جواب نہ ملا تو کہنے لگا: ''کیا سب مارے گئے؟'' حضرت عمرِ فاروقؓ ضبط نہ کر سکے اور کڑک کر بولے:

''او دشمنِ خدا ہم سب زندہ ہیں۔''

ابوسفیان پکارا: ''اے ہبل تیرا بول بالا ہو۔''

صحابۂ کرامؓ نے جواب دیا: ''اللہ اونچا اور بڑا ہے۔''

ایک دو اور سوال و جواب ہوئے اور پھر ابوسفیان نے اپنی فوج کے ساتھ مکّہ کا رُخ کیا۔ حضور ﷺ نے دوسرے دن حمراء الاسد تک جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے، مشرکین کا تعاقب کیا لیکن انہوں نے مکّہ پہنچ کر ہی دم لیا۔ لڑائی میں سترّ مسلمانوں نے جامِ شہادت پیا۔ حضور ﷺ کے سرِ اقدس میں ابنِ قمیہ کے وار سے خَود کی دو کڑیاں چبھ گئی تھیں اور آپ ﷺ کو ان سے سخت تکلیف تھی۔ امین الامّت حضرت ابوعبیدہؓ بن جرّاح حضور ﷺ کی تکلیف سے سخت بے قرار تھے۔ کڑیاں اس سختی سے حضور ﷺ کے سرِ اقدس میں پیوست تھیں کہ نکلنے کا نام ہی نہ لیتی تھیں۔ آخر حضرت ابوعبیدہؓ نے انہیں اپنے دانتوں میں پکڑ کر زور سے باہر کی طرف کھینچا۔ اس کوشش میں ان کے اپنے دو دانت بھی شہید ہو گئے لیکن کڑیاں نکل آئیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ بے حد خوش تھے کہ حضور ﷺ کی تکلیف میں کمی ہوئی۔ فرماتے تھے۔ اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے جان بھی حاضر ہے دو دانت کیا چیز ہیں۔ جنگِ اُحُد کا مفصّل حال سورۂ 'ال عمران میں بیان کیا گیا ہے۔

---

1. صحیح بخاری میں ہے کہ اس موقع پر ملائکہ قدسی نے بھی رسولِ اکرم ﷺ کی حفاظت کا فرض انجام دیا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ میں نے احد کے دن رسولِ اکرم ﷺ کے دائیں اور بائیں دو شخص دیکھے جو کُفّار کے خلاف شدید لڑائی میں مشغول تھے۔ ان پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے نہ کبھی ان کو پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا۔'' قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں سفید پوش فرشتے تھے۔
2. صحیح بخاری میں ہے کہ اس موقع پر حضرت سعد بھی رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لڑائی میں جہاں مشرک عورتوں نے حصہ لیا وہاں کئی مسلم خواتین بھی شریک ہوئیں۔ ان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت اُمِّ سُلیمؓ حضرت اُمِّ سَلیطؓ اور حضرت اُمِّ عمارہؓ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

ایک انصاری خاتون حضرت ہند بنتِ عمروؓ (بن حرام السلمی) نے حُبِّ رسول ﷺ کا کمال مظاہرہ کیا۔ انہوں نے جب رسولِ اکرم ﷺ کی شہادت کی خبر سنی تو فرطِ الم سے بے تاب ہوگئیں اور مدینہ سے نکل کر میدانِ اُحُد کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستے میں خبر ملی کہ تمہارے بھائی (عبداللہؓ بن عمرو بن حرام) نے شہادت پائی۔ پھر خبر ملی کہ تمہارے شوہر (سیّد الانصار عمروؓ بن جموح) میدانِ جنگ میں شہید ہوئے۔ چند قدم آگے گئیں تو کسی نے خبر سنائی کہ تمہارا لختِ جگر (خلادؓ بن عمروؓ بن جموح) رسول اللہ ﷺ پر قربان ہوگیا۔ یہ خاتون ہر خبر سننے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ فرماتی تھیں اور لوگوں سے پوچھتی تھیں۔ ''لوگو! خدارا یہ بتلاؤ کہ میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کا کیا حال ہے؟'' جب لوگوں نے بتایا کہ سرورِ کائنات ﷺ بخیریت ہیں تو فرطِ مسرّت سے بے خود ہوگئیں۔ فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: ''کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ'' آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت ہیچ ہے۔)

اس کے بعد یہ خاتون تینوں شہداء کی لاشوں کو اونٹ پر لاد کر مدینہ لے گئیں اور پھر گنجِ شہیداں میں دفنانے کے لیے میدانِ اُحُد میں لے آئیں۔

صبر و استقلال کے اس مقدّس پیکر کا ذکر علاّمہ شبلی نعمانیؒ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

کافروں نے یہ کیا جنگِ اُحُد میں مشہور
کہ پیمبرؐ بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ دو دم
ہو کے مشہور مدینہ میں جو پہنچی یہ خبر
ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم
ہو کے بے تاب گھروں سے نکل آئے باہر
کودک و پیرو جوان وخدم و خیل وحشم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بھی نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشینانِ عفاف
جن میں تھیں سیّدۂ پاکؓ بھی بادیدۂ نم
ایک خاتون کہ انصار سے تھیں نام نکو
سخت مضطر تھیں نہ تھے ہوش و حواس ان کے بہم
موقعِ جنگ پہ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا
کیا کہیں تجھ سے کہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم
تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
تیرے والدؔ بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ ستم
سب سے بڑھ کر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
گھر کا گھر صاف ہوا ٹوٹ پڑا کوہِ الم
اس عفیفہ نے یہ سب سن کے کہا تو یہ کہا
یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہِ اُمَمؐ
سب نے دی اس کو بشارت کہ سلامت ہیں حضورؐ
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم
بڑھ کے اس نے رُخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو اب ہیچ ہے سب رنج و الم
میں بھی اور باپ بھی' شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دیں! تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

ا علامہ شبلیؒ کے بیان کے مطابق اس انصاری خاتون کے والد' شوہر اور بھائی جنگِ اُحُد میں شہید ہوئے۔ ان کی روایت کا ماخذ سیرۃ ابنِ ہشام ہے لیکن کچھ دوسری روایات میں ہے کہ اس خاتون کے بھائی شوہر اور بیٹے نے جنگ اُحُد میں شہادت پائی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احزاب تا عہدِ صدیقی

(۱)

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احزاب

غزواتِ بدر اور اُحُد میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص نے جس جانبازی اور جذبۂ فدویت کا مظاہرہ کیا' بعد کے تمام غزوات میں بھی وہ اسی جذبہ کے ساتھ شریک رہے۔ مؤرّخین نے بدر' اُحُد' احزاب' خیبر' فتح مکّہ' حنین' طائف اور تبوک کے غزوات میں رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت سعدؓ کی شرکت کا صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اسی طرح بیعتِ رضوان میں بھی ان کی شرکت مُسَلّم ہے۔ غزوۂ احزاب میں حضرت سعدؓ کے ایک کارنامہ کا حال مُسندِ احمد میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ غزوۂ احزاب (یا خندق) ۵ھ میں پیش آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بنونضیر کے یہودی جو اپنی بدعہدی کے باعث مدینہ سے جلاوطن کر دیے گئے تھے انتقام پر آمادہ ہوئے۔ ان کے چند سردار خیبر کے کئی رئیسوں کو ہمراہ لے کر مکّہ پہنچے اور ابوسفیان کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے ابھارا۔ وہ چار ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مکّہ سے نکلا۔ راستہ میں غطفان' کنانہ اور کچھ دوسرے بدوی قبائل ان کے ساتھ شامل ہو گئے یہاں تک کہ ان کی جمعیّت دس ہزار کے قریب ہو گئی۔ دشمنانِ اسلام کے اس جَمِّ غفیر نے مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے شہر سے باہر جا کر لڑنا خلافِ مصلحت سمجھا اور مدینہ کے گرد خندق کھود کر مورچے باندھ لیے۔ مشرکین نے نہایت سختی کے ساتھ مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ فرزندانِ توحید کی تعداد صرف تین ہزار تھی لیکن انہوں نے نہایت پامردی اور حوصلے کے ساتھ مشرکین کا مقابلہ کیا اور محاصرے کی سختیاں جھیلیں۔ یہ ہولناک محاصرہ قریباً ایک ماہ تک قائم رہا۔ اس عرصہ میں مشرکین نے کئی بار بڑے جوش وخروش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مسلمانوں پر حملے کیے لیکن مسلمانوں کی شدید مزاحمت اور خندق کی رکاوٹ کی وجہ سے وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے۔ اسی طرح کے ایک معرکے میں حضرت سعدؓ کا مقابلہ ایک مشرک سے ہو گیا۔ مُسندِ احمد کی روایت کے مطابق حضرت سعدؓ کا بیان ہے کہ "جنگِ خندق میں ایک مشرک کو میں نے دیکھا کہ اپنی ڈھال کو کبھی ناک کے اوپر اور کبھی نیچے لے جاتا تھا میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور جس وقت اس نے اپنا ہاتھ نیچے کیا' نشانہ باندھ کر تیر اس کو مارا۔ وہ شخص بدحواس ہو کر گر پڑا اور اس کی ازار کھل گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو ہنس پڑے اور آپ ﷺ کے دندانِ مبارک نظر آنے لگے۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ کو کس بات پر ہنسی آئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی بدحواسی پر۔"

قریباً ایک ماہ کے محاصرے کے بعد کفّار میں پھوٹ پڑ گئی اور پھر ایک دن اللہ تعالیٰ نے ایک ہولناک آندھی ان پر عذابِ الٰہی کی صورت میں بھیج دی۔ کفّار سخت خوفزدہ اور بددل ہو گئے اور محاصرہ اٹھا کر جدھر سے آئے تھے اُدھر ہی کو بھاگ گئے۔

(۲)

بیعتِ رضوان

غزوۂ احزاب کے بعد ۶ ہجری میں حضرت سعدؓ کو بیعتِ رضوان میں شرکت کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ اس کا مختصر حال یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ اس سال چودہ سُو صحابہؓ کے ساتھ (جن میں حضرت سعدؓ بھی شامل تھے) حج کے ارادہ سے مکّہ کو روانہ ہوئے۔ مکّہ معظّمہ سے ایک پڑاؤ کی مسافت پر حدیبیہ نام کا ایک کنوئاں اور گاؤں تھا۔ قافلۂ اسلام نے اس

---

[1] صحیح مسلم (کتاب المناقب سعدؓ) کی ایک روایت کے مطابق یہ واقعہ غزوۂ اُحد میں پیش آیا۔ اس روایت میں ہے کہ جنگِ اُحد میں ایک مشرک بڑھ چڑھ کر مسلمانوں پر حملے کر رہا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت سعدؓ کو حکم دیا کہ اس کو تیر کا نشانہ بنائیں۔ حضرت سعدؓ کے پاس اس وقت تیر ختم ہو چکے تھے بغیر پھل کے ایک تیر پاس پڑا تھا۔ حضرت سعدؓ نے اسے اٹھا کر اُس مشرک کی پیشانی پر مارا۔ وہ بدحواس ہو کر نیچے گر پڑا اور برہنہ ہو گیا۔ حضور ﷺ اس موقع پر بے اختیار ہنس پڑے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام پر پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ قریش کو مسلمانوں کی آمد کا حال معلوم ہوا تو انہیں شک گزرا کہ مسلمان جنگ کے ارادے سے آئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بڑے زور شور سے جنگ کی تیاری کی اور اعلان کر دیا کہ مسلمان مکہ میں کبھی داخل نہیں ہو سکتے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے بنی خزاعہ کے رئیس بدیل بن ورقاء کے ہاتھ قریش کو پیغام بھیجا کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں' ہمارا مقصد صرف عمرہ کرنا ہے۔ قریش کو یہ پیغام موصول ہوا تو انہوں نے تفحص حالات کے لیے عروہ بن مسعود کو مسلمانوں کو پاس بھیجا۔ عروہ اور رسولِ اکرم ﷺ کے درمیان سخت گفتگو ہوئی اور صلح کی بیل منڈھے نہ چڑھ سکی تاہم عروہ مسلمانوں کے جوش و خروش اور رسولِ اکرم ﷺ سے ان کی بے پناہ عقیدت مندی کا حال دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور انھوں نے مکہ واپس جا کر قریش کے سامنے ساری کیفیت بیان کی۔ قریش پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ بدستور اپنی ضد پر اڑے رہے۔ اب ہادیِ اکرم ﷺ نے حضرت عثمان ذُوالنُّورَین ؓ کو صلح کی گفتگو کے لیے قریش کے پاس مکہ بھیجا۔ قریش نے ان کو روک لیا لیکن لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ کو بہت رنج ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ عثمان ؓ کا قصاص لینا ہم پر فرض ہے۔ اس کے بعد آپ کیکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابہ کرام ؓ سے ثبات' عزم اور جاں نثاری کی بیعت لی۔ تمام صحابہ ؓ نے بے مثال جذبہ فدویت کا مظاہرہ کیا اور حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر اپنی جانیں راہِ حق میں نثار کرنے کی بیعت کی۔ یہ بیعت تاریخ میں ''بیعتِ رضوان'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس بیعت میں شریک ہونے والوں کی فضیلت قرآنِ حکیم میں اس طرح بیان کی گئی ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (سورۂ فتح آیت ۱۸' پارہ ۲۶)	(اے نبی) اللہ مسلمانوں سے راضی تھا جب کہ وہ تیرے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے سو اللہ نے جان لیا جو کچھ کہ ان کے دلوں میں تھا اور ان کو اطمینانِ قلب عطا کیا اور عاجلانہ فتح دی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ کو ''اصحابِ شَجَرَہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت سعدؓ بھی اسی مقدّس گروہ کے ایک فرد تھے۔

بیعتِ رضوان کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر غلط تھی۔ ادھر قریش نے سہیل[1] بن عمرو کو سفیر بنا کر مسلمانوں کے پاس شرائطِ صلح طے کرنے کے لیے بھیجا۔ سہیل دیر تک رسولِ اکرم ﷺ سے گفتگو کرتے رہے اور آخر میں ان شرائط پر معاہدۂ صلح معرضِ تحریر میں آیا:

۱۔ مسلمان اس سال مکّہ میں داخل نہ ہوں۔

۲۔ اگلے سال مسلمان صرف تین دن کے لیے مکّہ میں داخل ہو سکیں گے بشرطیکہ وہ ہتھیار لگا کر نہ آئیں۔ اگر تلوار ساتھ ہو تو وہ نیام میں ہوگی اور نیام بھی کسی تھیلے وغیرہ میں ہوگا۔

۳۔ مکّہ میں مقیم کسی مسلمان کو مدینہ جانے کی اجازت نہ ہوگی اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص مکّہ میں رہ جانا چاہے تو مسلمان اس کو نہ روکیں گے۔

۴۔ اگر کوئی مسلمان مکّہ میں آ جائے تو مسلمانوں کے پاس واپس نہیں بھیجا جائے گا لیکن مکّہ سے اگر کوئی مشرک یا مسلمان مدینہ جائے تو واپس کر دیا جائے گا۔

تاریخ میں یہ صلح ''صلحِ حدیبیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس صلح کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کی کھُلی ہوئی فتح قرار دیا۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا   ہم نے تجھ کو فتح مبین عطا کی۔ (سورۂ فتح)

صلح نامہ پر مسلمانوں کی طرف سے جن اصحاب نے دستخط کیے ان میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص بھی تھے۔ دوسرے اصحابؓ کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ، حضرت عُمَرِ فاروقؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت عثمانِ غنیؓ، حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، حضرت محمدؓ بن مسلمہ۔ صلح نامہ کی کتابت حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ نے کی۔

---

[1] سہیلؓ بعد میں مشرّف بہ اسلام ہو گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)

فتح مکّہ

"بیعتِ رضوان" کے بعد حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص نے جنگِ خیبر میں اپنی شمشیرِ خاراشگاف کے جوہر دکھائے اور رسولِ اکرم ﷺ نے انہیں خیبر کی مفتوحہ اراضی سے ایک جاگیر عطا کی۔ جنگِ خیبر کے بعد ۸ ہجری میں رسولِ اکرم ﷺ نے مکّہ فتح کیا تو حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص بھی ان دس ہزار "قدوسیوں" میں شامل تھے جو مکّہ میں داخل ہوتے وقت سرورِ کائنات کے ہمرکاب تھے۔[1]

فتح مکّہ کے موقع پر حضرت سعدؓ اور حضرت عبدؓ بن زمعہؓ کے درمیان ایک خاص معاملہ وجہِ نزاع بن گیا۔ چنانچہ یہ معاملہ رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے طرفین کے بیان سننے کے بعد اپنا فیصلہ حضرت عبدؓ بن زمعہ کے حق میں دے دیا۔ حضرت سعدؓ نے اسے بلاچُون وچرا تسلیم کرلیا۔

صحیح بخاری میں یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی تفصیل سے درج ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عتبہ بن ابی وقّاص (حضرت سعدؓ کے بڑے

---

[1] استثنا باب ۳۳ (بائبل) میں یہ پیش گوئی درج ہے۔

"اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ جَبَلِ فاران سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدّوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لیے تھی۔"

محققینِ اسلام کے نزدیک سینا سے آنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے اور شعیر سے طلوع ہونے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ شعیر فلسطین کا ایک حصہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اسی علاقے میں ہوئی تھی۔ فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہونے والے سے مراد خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ مکّہ و مدینہ کے درمیان جو پہاڑ ہیں ان کو فاران کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے جب مکّہ فتح کیا تو دس ہزار صحابۂ کرامؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ دس ہزار قدوسیوں سے مراد یہی صحابہؓ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر مہاجرین کے تین عَلَموں میں سے ایک عَلَم حضرت سعدؓ کے پاس تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی) نے مرتے وقت ان کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی کنیز کا لڑکا میری صُلب سے ہے۔ میرے بعد تم اس کو اپنی سرپرستی میں لے لینا۔

فتح مکّہ کے موقع پر حضرت سعدؓ نے اس لڑکے کو لینا چاہا اور کہا کہ یہ میرے بھائی کی اولاد ہے اور وہ مجھے اس کے بارے میں وصیّت کر گیا تھا۔ زمعہ کے بیٹے عبد نے حضرت سعدؓ کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ میرے باپ کی کنیز کے بطن سے ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور میرا بھائی ہے اس جھگڑے کا تصفیہ کرانے کے لیے دونوں سرورِ کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ حضور ﷺ نے سارے حالات سن کر فرمایا کہ یہ بچہ زمعہ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اس لیے عبد بن زمعہؓ ہی اس کا وارث ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور ﷺ نے حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو کیونکہ وہ عتبہ سے مشابہ ہے۔ چنانچہ اُمّ المُومنین حضرت سودہؓ ہمیشہ اس لڑکے سے پردہ کرتی رہیں۔[۱]

(۴)

غزوہ حنین

غزوۃ الفتح کے بعد حضرت سعدؓ وقّاص نے حنین کے خونیں معرکہ میں شرکت کی۔ حنین مکّہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے مکّہ کی فتح سے عرب کے دو جنگجو قبائل

---

[۱] حضرت سودہؓ بنتِ زمعہ رسولِ اکرم ﷺ کی زوجۂ مُطہّرہ تھیں۔ ان کے باپ زمعہ بن قیس تھے جو قبیلہ عامر بن لُوَیّ سے تھے۔ حضرت سودہؓ کا پہلا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت سکرانؓ بن عمرو سے ہوا۔ یہ دونوں اسلام کے سابقون اوّلون میں شمار ہوتے ہیں۔ حبشہ کی دوسری ہجرت میں دونوں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حبش چلے گئے اور کئی برس وہاں قیام کرنے کے بعد مکّہ واپس آئے۔ چند دن بعد حضرت سکرانؓ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسی زمانہ میں حضرت خدیجہؓ نے وفات پائی تھی اور رسولِ اکرم ﷺ بہت افسردہ رہتے تھے۔ رسولِ کریم ﷺ کی ایک جاں نثار صحابیہ حضرت خولہؓ بنتِ حکیم نے حضور ﷺ کے ایماء پر حضرت سودہؓ کو نکاحِ ثانی کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے یہ پیغام بخوشی قبول کر لیا اور ان کے والد نے اپنی لختِ جگر کا نکاح سرورِ کائنات ﷺ سے چار سَو درہم پر خود پڑھا دیا۔ اُمّ المُومنین حضرت سودہؓ نے حضرت عُمرِ فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں ۲۲ ہجری میں وفات پائی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوثقیف اور بنو ہوازن پر الٹا اثر ہوا۔ اسلام کی برکتوں سے سعادت اندوز ہونے کی بجائے انہوں نے بڑے زور شور سے مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی تیاریاں کیں اور چار ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کے خلاف ان کے غیظ وغضب کا یہ عالم تھا کہ اپنے بیوی بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ اس سے یہ مقصد تھا کہ لڑتے وقت بھاگنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں کیونکہ اس صورت میں ان کی بیویاں اور بچے قید ہو جائیں گے اور غلام بنالیے جائیں گے۔

رسولِ اکرم ﷺ کو ان لوگوں کی یلغار کا حال معلوم ہوا تو آپ ﷺ بھی بارہ ہزار صحابہ کے ساتھ مکہ سے نکلے۔ چلتے وقت کچھ لوگوں کی زبان سے یہ نکل گیا کہ آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ نازش پسند نہ آئی اور مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں خوفناک مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ مشرکین نے وادیِ حنین کی پہاڑیوں کے دروں اور گھاٹیوں میں کمین گاہیں بنالیں اور ان میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ مسلمانوں کا مقدمۃ الجیش جب ان کی زد پر آیا تو انہوں نے اس پر تیروں اور پتھروں کا مینہ برسا دیا۔ مقدمۃ الجیش میں اکثریت مکہ کے نومسلموں کی تھی۔ وہ ثابت قدم نہ رہ سکے اور سراسیمہ ہو کر پیچھے کی طرف بھاگے۔ ان کی بدحواسانہ بھگڈر نے باقی فوج کو بھی ہراساں کر دیا اور ہر طرف افراتفری مچ گئی۔ اس وقت میدانِ جنگ میں رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ صحابۂ کرامؓ کی ایک مختصر سی جماعت رہ گئی اور پھر جنگِ اُحد کا نقشہ قائم ہو گیا۔ اس موقع پر جو صحابۂ کرامؓ حضور ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے ان میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص بھی تھے۔ اس وقت حضور ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ	میں نبی ہوں ان میں اصلا جھوٹ نہیں ہے
اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ	میں عبدالمُطّلِب کا بیٹا ہوں

پھر حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کو جو نہایت بلند آواز تھے حکم دیا کہ مہاجرین اور انصار کو بلائیں حضرت عباسؓ نے پوری قوّت سے ان الفاظ میں مسلمانوں کو پکارا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا معشر الانصار	اے گروہِ انصار
یا اصحاب الشَّجَرَۃ	اے اصحابِ شجرہ (درخت کے نیچے جاں نثاری کی بیعت کرنے والو)

واپس آؤ! رسول اللہ ﷺ تم کو بلاتے ہیں۔

حضرت عباسؓ کی آواز کا بھاگتے ہوئے مسلمانوں پر عجیب اثر ہوا۔ وہ گویا خواب سے چونک پڑے اور یکبارگی پیچھے پلٹے۔ اب وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر اس جوش سے لڑے کہ مشرکین کے لیے ہتھیار ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا بے شمار مالِ غنیمت اور ہزاروں قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ فتحِ حنین کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے طائف کی طرف کوچ کیا کیونکہ بنی ثقیف نے طائف کے قلعہ میں جا کر پناہ لی تھی حضرت سعدؓ بھی رسولِ اکرم ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ مسلمانوں نے طائف کا محاصرہ کر لیا بیس دن کے بعد حضور ﷺ نے محاصرہ اٹھا لیا اور جِعرّانہ تشریف لائے یہاں آپ نے حنین کا مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم فرمایا اور پھر مدینہ تشریف لے آئے۔

(۵)

غزوۂ تبوک اور حج الاسلام

غزوۂ حنین کے بعد حضرت سعدؓ غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے۔ تبوک سرحدِ شام اور وادی القریٰ کے درمیان ایک قصبہ ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کو خبر ملی کہ رومیوں نے عرب پر حملہ کرنے کے لیے ایک کثیر لشکر جمع کیا ہے۔ ہرقل نے ایک برس کے لیے اس لشکر کی رسد کا انتظام کر لیا ہے اور عیسائیوں کے بہت سے قبائل اس کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فیصلہ کیا کہ خود آگے بڑھ کر اس لشکر کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ تیس ہزار صحابہؓ کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ تبوک میں بیس دن قیام کرنے کے بعد سرورِ کونین ﷺ مدینہ کو واپس آئے۔ غزوۂ تبوک میں اگرچہ جنگ و جدل تک نوبت نہیں پہنچی لیکن بُعدِ مسافت، شدّتِ گرما اور مسلمانوں کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگ حالی کے باعث تاریخ اسلام میں اس غزوہ کو خاص اہمیّت حاصل ہے۔ یہ آخری غزوہ تھا جس میں رسولِ اکرم اپنی ذاتِ خاص سے شریک ہوئے۔ مدینہ سے روانہ ہونے سے پہلے حضور ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو لشکر کی امداد کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس موقع پر بعض صحابۂ کرامؓ نے بے مثل ایثار کا مظاہرہ کیا اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنا مال واسباب راہ حق میں دیا۔ تبوک سے واپسی کے بعد ذوالحجہ ۹ ہجری میں رسولِ اکرم ﷺ نے تین سَو مسلمانوں کا قافلہ مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ فرمایا۔ اس قافلہ میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص بھی شامل تھے۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ اس قافلہ کے امیر تھے اور حضرت علی کَرّمَ اللہُ وَجْہَہٗ نقیبِ اسلام[1] حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت ابو ہریرہؓ اور کچھ دوسرے صحابہؓ کے ذمہ معلّمی کی خدمت تھی۔ اس حج کو ''حجِ اسلام'' کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ حج کی جاہلانہ رسوم کا خاتمہ ہو گیا اور اسلامی احکام کے مطابق حج کرنا لازمی قرار دیا گیا بعض علماء نے اس حج کو ''حجِ اکبر'' کا نام دیا ہے اور لکھا ہے کہ سورۂ توبہ میں ''یوم الحج الاکبر'' کے الفاظ اسی حج سے متعلق ہیں۔ اس کے برعکس بعض دوسرے علما کا خیال ہے کہ عمرہ حجِ اصغر ہے اور اس کے مقابلہ میں ہر حج ''حجِ اکبر'' ہے۔ بہرصورت ۹ ہجری کے حج میں حضرت سعدؓ کی نمایاں طور پر شرکت کُتُبِ سِیَر واحادیث سے ثابت ہے۔

(۶)

حَجّۃُ الْوَدَاع

۱۰ ھ میں رسولِ اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ اقدس کا آخری حج فرمایا۔ تاریخ میں یہ عظیم حج ''حَجّۃُ الْوَدَاع'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس حج میں صحابۂ کرامؓ کی بہت بڑی تعداد

---

[1] رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت علی مرتضٰی کو یہ خدمت تفویض کی تھی کہ وہ حج کے موقع پر سورۂ برأت کی چالیس آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں چنانچہ حضرت علیؓ نے ۱۰ ذوالحجہ کو منٰی میں سورۂ برأءت کی چالیس آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سنائیں اور اعلان کیا کہ آیندہ کسی بھی مشرک کو خانۂ کعبہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی اور نہ کوئی شخص پوری طرح ستر ڈھانپے بغیر حج کر سکے گا اور مشرکین سے کیے گئے تمام معاہدے چار ماہ کے بعد فسخ ہو جائیں گے۔ (بخاری، ابنِ اثیرؒ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کے ہمراہ تھی۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بھی ان نُفوسِ قُدسی میں شامل تھے جو حَجَّۃُ الْوَدَاع کے موقعِ پر رسولِ اکرم ﷺ کی معیت میں مدینہ منورہ سے مکہ تشریف لے گئے۔ مکّہ پہنچ کر حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سخت علیل ہو گئے۔ مؤرّخین نے حضرت سعدؓ کی اس شدید علالت کا حال تفصیل سے بیان کیا ہے۔ سرورِ کونین ﷺ نے ان کی شدید علالت کا حال سنا تو عیادت کے لیے تشریف لے گئے[1] حضرت سعدؓ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔ ''یا رسول اللہ!'' میں مال دار آدمی ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں اور ایک تہائی بیٹی کے لیے چھوڑ دوں۔ ''حضور ﷺ نے فرمایا'' نہیں'' حضرت سعدؓ نے کہا کہ '' پھر ایک تہائی صدقہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں'' رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار اور تونگر چھوڑ دو تو یہ ان کے مفلس چھوڑے جانے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاتے پھریں۔ تم رضائے الٰہی کے لیے جو کچھ بھی خرچ کرو گے تم کو اس کا اجر ملے گا۔'' اس کے بعد حضرت سعدؓ نے اشکبار ہو کر عرض کی ''یا رسولُ اللہ! میں مکّہ میں مر رہا ہوں حالانکہ میں راہِ حق میں اس سرزمین کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ چکا ہوں'' ہادیِ اکرم ﷺ نے حضرت سعدؓ کو دِلاسا دیا اور ان کی پیشانی چہرے اور شکم پر دستِ مبارک پھیر کر دُعا فرمائی: اَللّٰھم اشف سعداً واتم له هجرته ''

(اے اللہ سعد کو صحت عطا فرما اور اس کی ہجرت کو کامل کر)

رحمتِ عالم ﷺ کی دُعا حضرت سعدؓ کے لیے آبِ حیات ثابت ہوئی اور ان کی طبیعت بحال ہونے لگی یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہو کر مدینہ واپس گئے۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر رسولِ کریم ﷺ نے حضرت سعدؓ کو یہ بشارت

---

[1] صحیح بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک بار نہیں بلکہ سرورِ کونین ﷺ حضرت سعدؓ کی علالت کے دوران میں بار بار ان کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے رہے۔ (کتاب الجنائز)

[2] ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اللھم اشف سعدًا کے الفاظ تین بار فرمائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی دِی کہ اے سعد تم اس وقت تک زِندہ رہو گے جب تک کہ تم سے ایک قوم کو نقصان اور دوسری کو نفع نہ پہنچ جائے[1] ایک دوسری روایت کے مطابق حضور ﷺ کی بشارت کے الفاظ یہ تھے:

"اے سعد۔ شاید خدا تم کو (بسترِ مرض سے) اُٹھائے اور تم سے کچھ لوگوں کو نفع اور بعض کو نقصان پہنچے"[2]

حضور ﷺ کی یہ بشارت فی الحقیقت ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو بعد میں حضرت سعدؓ کے حق میں یوں پوری ہوئی کہ جنگِ قادِسیّہ (۱۴ہجری) میں انہوں نے عجمی قوّت کو پاش پاش کر دِیا اور مسلمان مظفر و منصور مدائن میں جا داخل ہوئے۔

حضرت سعدؓ نے اپنی شدید علالت کے واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"میں مکّہ میں سخت علیل ہو گیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! میں مال چھوڑتا ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنے دو تہائی مال (صدقہ کردینے) کی وصیت اور ایک تہائی بیٹی کے لیے چھوڑ سکتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں ایک تہائی لیکن ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میری پیشانی پر رکھا پھر اس کو میرے چہرے اور پیٹ پر پھیرا اور دُعا فرمائی کہ اے اللہ! سعدؓ کو شفا دے اور اس کی ہجرت کو کامل کر چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک میں آج تک اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں۔"[3]

ایک دوسری جگہ حضرت سعدؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"اس شدید علالت میں جس میں حَجّۃُ الوَدَاع کے سال مَیں مبتلا ہو گیا تھا' رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت فرماتے تھے۔ میں نے عرض

---

۱ صحیح مسلم کتاب الوصیۃ
۲ صحیح بخاری کتاب الوصایا
۳ صحیح بخاری کتاب المرضیٰ والطب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی! (یارسول اللہ) میرا مرض بڑھ گیا۔ میں مال دار آدمی ہوں۔ میری وارث صرف ایک لڑکی ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر سکتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے کہا تو نصف سہی؟ فرمایا نہیں: پھر فرمایا ایک تہائی اور وہ بھی زیادہ ہے۔ تم اگر اپنے ورثاء کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ مفلوک الحال ہوں اور لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کریں اور اللہ کی خوشنودی کے لیے تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے اس کا اجر پاؤ گے۔ یہاں تک کہ جو کچھ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو (اُس کا بھی اجر ملے گا) میں نے عرض کی! یارسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد تک زِندہ رہوں گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: شاید تم زِندہ رہو یہاں تک کہ بعض لوگوں کو تم سے نفع اور بعض کو ضرر پہنچے پھر حضور ﷺ نے فرمایا: تم اگر زِندہ رہے اور نیک عمل کیا تو تمہارا درجہ اور شان زیادہ ہوگی۔ پھر فرمایا: الٰہی میرے اصحاب کی ہجرت کو کامل کردے اور ان کو ایڑیوں پر نہ لوٹا''۔

اس ضمن میں بعض تاریخوں میں یہ روایت بھی درج ہے کہ حضرت سعدؓ مکہ میں شدید بیمار ہوئے تو ان کو سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''طبیب عرب حارث بن کلدہ کو بلاؤ[1]''

حارث بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوا اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو دیکھتے ہی کہنے لگا

---

[1] ''حارث بن کلدہ'' عرب کا مشہور طبیب تھا۔ مؤرخین نے اس کو طبیب العرب کے لقب سے یاد کیا ہے۔ وہ قبیلہ بنو ثقیف سے تھا۔ سرورِ کائناتؐ کی ولادت سے سالہا سال پہلے طائف میں پیدا ہوا۔ اسے بچپن ہی سے علمِ طِب کے حصول کا شوق تھا۔ ہوش سنبھالا تو اپنے شوق کی تکمیل کے لیے فارس پہنچا۔ وہاں کئی سال تک علمِ طِبّ کی تحصیل میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ اس فن میں کمال حاصل کر لیا اور مدتوں فارس میں مقیم رہ کر ہزارہا لوگوں کو اپنی حذاقت سے فیض یاب کیا۔ اپنی عقلِ رسا اور تجربے کی بدولت اسے مجتہد الفن کا درجہ حاصل ہو گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے علمِ موسیقی میں بھی کمال حاصل تھا اور بعض آلاتِ موسیقی بالخصوص عود کے بجانے میں اسے عمدہ مہارت تھی۔ حارث نے بہت طویل عمر پائی۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ کھجور اور السی کے آٹے کا حریرہ بنا کر مریض کو پلایا جائے" چنانچہ یہی کیا گیا اور حضرت سعدؓ اس علاج سے صحت یاب ہو گئے۔

اس روایت سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت سعدؓ کی صحت یابی میں رسولِ اکرم ﷺ

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

وہ کب پیدا ہوا اور کب سفرِ آخرت اختیار کیا' مؤرخین نے اس کی تصریح نہیں کی البتہ مختلف روایات سے اتنا پتا ضرور چلتا ہے کہ نوشیرواں کے عہد میں اس کی شہرت بام کمال تک پہنچ چکی تھی۔ اس کے بعد عہدِ رسالت اور خلافتِ راشدہ میں بھی اس کی موجودگی کا سراغ ملتا ہے۔ ایک روایت سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ امیر معاویہؓ کے عہد حکومت میں بھی بقیدِ حیات تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عُمرِ فاروقؓ نے اس سے پوچھا کہ طِبّ کیا چیز ہے؟ حارث نے جواب دیا "ازم" یعنی پرہیز' حارث ٹھیٹ عرب تھا اس لیے وہ عربوں کے عادات و خصائل سے بخوبی واقف تھا۔ چنانچہ وہ اپنے معالجات میں صرف وہی چیزیں استعمال کرتا تھا جن سے عربی طبائع کراہت نہ کریں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ نوشیرواں کے دربار میں حاضر ہوا۔ نوشیرواں نے اس کا نام و پتا پوچھا اور پھر کہا "عرب کے باشندے طب کی کیا قدر کر سکتے ہیں' وہ تو سخت جاہل ہیں اور کسی الابلا کے کھانے سے انہیں پرہیز نہیں ہے۔" حارث نے کہا کہ یہی چیز تو اس امر کی متقاضی ہے کہ کوئی ان کی اصلاح کرنے والا ہو اور ان کو بیماریوں سے بچانے والا ہو کیونکہ عاقل تو خود ہی جانتا ہے کہ کون سی چیزیں مضرِ صحت ہیں۔ اس کے بعد حارث نے نہایت فصیح و بلیغ الفاظ میں عربوں کے قومی خصائص بیان کیے کہ وہ بڑے شجاع اور سخی ہوتے ہیں' ان کا حسب و نسب بڑا اعلیٰ ہے' فصاحت و بلاغت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے' نہایت غیور اور وعدہ کے دھنی ہوتے ہیں' کوئی شخص ان کی عزت و غیرت کو نہیں للکار سکتا۔ نوشیروان حارث کی تقریر سے بہت متاثر ہوا اور اس کو نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: "دیکھو یہ شخص کتنا بے باک اور اپنی قوم کا مدّاح ہے' ایک آزاد منش اور عاقل شخص کی یہی روش ہونی چاہیے۔" پھر حارث سے پوچھا کہ ازم کسے کہتے ہیں۔ اس نے جواب دیا "کھانے میں اعتدال سے کام لینا۔" نوشیرواں نے پوچھا: "سب سے بڑا مرض کون سا ہے؟" حارث نے جواب دیا۔ ایک غذا کے ہضم ہونے سے پہلے دوسری غذا کا استعمال' پھر پوچھا کہ انسان کا جسم کن چیزوں سے بنا ہے؟ کہا "چار چیزوں سے' خون جو گرم و تر ہے سودا جو سرد و خشک ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی دعا کو کچھ دخل نہ تھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ دعا کے ساتھ دوا کو بھی ضروری سمجھتے تھے کیونکہ دوا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تاثیر ہوتی ہے۔ اگر اس کا فضل شامل حال نہ ہو تو اعلیٰ سے اعلیٰ دوا بے اثر ثابت ہوتی ہے۔

(۷)

رسولِ اکرم ﷺ کی وفات سے صدّیق اکبرؓ کی وفات تک

رسولِ اکرم ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ واپس تشریف لائے اور چند ماہ بعد وفات پائی۔ حضور ﷺ کی رحلت کے معاً بعد خلافت کی نزاع پیدا ہوگئی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بلغم جو سرد و تر ہے اور صفرا جو گرم و خشک ہے۔'' نوشیرواں نے سوال کیا۔ ''حمام کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کہا غذا ہضم ہونے سے پہلے حمام کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ اسی طرح غصے کی حالت میں کھانا کھا لینا، نشہ کی حالت میں سو جانا اور سوتے وقت کپڑے اتار دینا صحت کے لیے مضر ہے۔'' غرض اسی طرح بڑی دیر تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ نوشیرواں حارث کے جوابات سے اتنا خوش ہوا کہ اس کا چہرہ مسرّت سے تمتما اٹھا اور اس نے حارث کو اس کی توقع سے بڑھ کر انعام و اکرام سے نوازا۔ افسوس کہ حارث بن کلدہ قبولِ اسلام کے شرف سے محروم رہا۔ کم از کم عربی تاریخوں میں کوئی ایسی معتبر روایت نہیں ملتی جس سے اس کے قبولِ اسلام کی شہادت ملتی ہو۔ البتہ تاریخ مشاہیرِ عرب میں مولانا زبید احمد نے لکھا ہے کہ حارث بن کلدہ آخر عمر میں مشرّف باسلام ہوگیا تھا۔ اس نے ۱۱ھ میں وفات پائی۔ مولانا زبید احمد نے اپنی روایت کا ماخذ بیان نہیں کیا اور ہمیں ان کی روایت تسلیم کرنے میں تامّل ہے۔ اگر حارث بن کلدہ صحابی ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ کُتُبِ رِجال میں اس کا تذکرہ خصوصیت سے نہ کیا جاتا۔ حارث بن کلدہ کی اولاد و احفاد کے بارے میں بھی مؤرّخین نے کوئی تصریح نہیں کی البتہ طبری نے حارث کی ایک بیٹی ازدہؓ کا ذکر کیا ہے۔ فاروقِ اعظمؓ کے عہدِ خلافت میں ازدہؓ عراقِ عرب کے کئی معرکوں میں مجاہدانہ شریک ہوئیں۔ جنگِ میسان میں انہوں نے حیرت انگیز جانبازی کا مظاہرہ کیا۔ طبریؒ نے اس کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے۔ میسان کی لڑائی میں مسلمان فوج کی قیادت حضرت مغیرہؓ کر رہے تھے۔ وہ بربنائے مصلحت عورتوں کو میدانِ جنگ سے بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان تین گروہوں میں بٹ گئے۔(۱) انصار'(۲) مہاجرین'(۳) بنو ہاشم

انصار سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر خلافت کے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔ان کا عمومی رجحان یہ تھا کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی جائے۔ مہاجرین کو اس کا علم ہوا تو وہ بھی وہاں پہنچے۔ دونوں طرف سے تقریریں ہوئیں اور گرما گرمی تک نوبت پہنچی یہاں تک کہ بعض لوگوں نے تلواروں پر ہاتھ ڈال لیے۔ یکا یک حضرت عُمَرِ فاروقؓ نے اپنا ہاتھ حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے ہاتھ میں دے دیا۔ان کے ساتھ ہی حضرت عثمان ذُوالنُّورَینؓ' حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح جیسے اکابر صحابہ نے حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اب چاروں طرف سے خلقت بیعت کے لیے ٹوٹ پڑی۔ان میں مہاجرین و انصار سبھی شامل تھے۔حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے بلا توقّف حضرت صِدّیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ بنو ہاشم البتہ کچھ عرصہ تک اپنے اِدّعا پر قائم رہے پھر انہوں نے بھی جمہور مسلمانوں کا راستہ اختیار کرلیا۔

حضرت صِدّیق اکبرؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص بنو ہوازن کے عامل رہے اور نہایت خوش اسلوبی سے اپنے مفوّضہ فرائض انجام دیتے رہے۔حضرت ابو بکر صدّیقؓ نے ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو وفات پائی۔ ان کے بعد حضرت عُمَرِ فاروقؓ سریر آرائے

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

دریائے دجلہ کے قریب اہلِ میسان اور مسلمان ایک دوسرے کے خلاف معرکہ آرا ہوئے۔ نہایت گھمسان کا رن پڑا۔اس وقت ازدہؓ نے دوسری خواتین کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ اس وقت ہمارے بھائیوں پر بڑا نازک وقت ہے' ہمیں چاہیے کہ ان کی مدد کریں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے دوپٹے کا ایک بڑا عَلَم بنایا۔ دوسری خواتین نے بھی ان کی تقلید میں اپنے اپنے دوپٹوں کے چھوٹے چھوٹے علم بنالیے اور سب عورتیں ازدہؓ کی قیادت میں پرچم اڑاتی ہوئی مجاہدین کی مدد کے لیے میدانِ جنگ کی طرف چل پڑیں۔اہلِ میسان نے دُور سے یہ پرچم دیکھے تو سمجھے کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے تازہ دم فوج آ رہی ہے ان کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ سراسیمگی کے عَالَم میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ (تاریخِ طَبَری جلد ۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت ہوئے۔ فاروقِ اعظمؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے، وہ عہدِ رسالت کے بعد ان کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔ ایران کی قدیم اور طاقتور سلطنت کے خلاف جس حوصلہ، تدبّر اور اولوالعزمی کے ساتھ انہوں نے افواجِ اسلامی کی قیادت کی، اس نے انہیں تاریخِ عالَم کے نامور فاتحین کی صف میں جگہ دلا دی۔ آیندہ چند ابواب میں ہم حضرت سعدؓ کے ان کارناموں کا حال تفصیل سے بیان کریں گے۔ اگرچہ ہمارا مقصد اس کتاب کو جنگ نامہ بنانا نہیں لیکن اسلام کے اس بطلِ جلیل کے جنگی کارنامے بیان کرنے کے لیے تفصیل ناگزیر ہے۔ اس ضمن میں ہم نے کچھ ایسے واقعات بھی درج کر دیے ہیں جو بظاہر حضرت سعدؓ سے براہِ راست تعلّق نہیں رکھتے لیکن جن حالات میں ان کو عراقِ عرب بھیجی جانے والی افواج کی قیادت سونپی گئی، ان کا پس منظر واضح کرنے کے لیے ان واقعات کا تذکرہ ضروری تھا۔

❁ ❁ ❁

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانروائے ایران کو دعوتِ اسلام

(۱)

قیصر و کسریٰ

رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت روم اور ایران کی قدیم سلطنتیں رُبع مسکوں پر چھائی ہوئی تھیں۔ یہ دونوں عظیم الشّان سلطنتیں عرب کے پڑوس میں تھیں۔ سلطنتِ روم کے فرماں رواؤں کا لقب "قیصر" تھا اور سلطنتِ ایران کے بادشاہ "کسریٰ" کہلاتے تھے۔ یہ دونوں سلطنتیں ایک دوسرے کی حریف تھیں اور وقتاً فوقتاً ان کے درمیان جنگ تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ فی الحقیقت یہ دونوں طاقتور ملک ہی ایک دوسرے کی ٹکر سہہ سکتے تھے۔ کوئی دوسرا ملک ان سے مقابلہ کرنے کا تصوّر بھی نہ کرسکتا تھا بالخصوص عرب جیسے پسماندہ ملک کے متعلق تو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ ایک دن وہ اِن عظیم الشّان طاقتوں سے بھڑ جائے گا لیکن ظہورِ اسلام کے ساتھ دنیا نے دیکھ لیا کہ مٹھی بھر فرزندانِ توحید اپنے بوسیدہ ساز وسامان کے ساتھ بیک وقت ان قاہر سلطنتوں سے نبرد آزما ہوئے اور نہایت قلیل عرصہ میں قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کے کارناموں کا زیادہ تر تعلّق سلطنتِ ایران (یا فارس) سے ہے۔ اس لیے ہم اس کے حالات قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔

(۲)

سلطنتِ ایران

قدیم زمانہ میں ایرانی سلطنت کی حدود نہایت وسیع تھیں اور لاکھوں مربّع میل

17035

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر سلطنتِ ایران کا پرچم لہراتا تھا۔ خلیج فارس، بحیرۂ روم، بحیرۂ اسود، بحیرۂ کیسپین، افغانستان، کشمیر، تبت وغیرہ سب ایرانی سلطنت میں شامل تھے۔ اس عظیم اور طاقتور سلطنت پر سب سے پہلے سکندر یونانی نے کاری ضرب لگائی اور دارا شہنشاہِ ایران کو قتل کر کے سلطنت ایران کو پارہ پارہ کر دیا لیکن قدیم ایرانی تمدّن کی خاکستر میں کچھ چنگاریاں باقی رہ گئیں۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت سے قریباً چار سو سال پہلے (۲۳۰ء میں) ایران میں ساسانی خاندان ابھرا اور اس کے بانی اردشیر بابکاں نے ایران کی گزشتہ شان و شوکت نہ صرف پھر بحال کر دی بلکہ اسے مزید وسعت دی۔ ساسانیوں نے اپنے عہدِ حکومت میں عرب کے بعض حصوں (عراقِ عرب اور عراقِ عجم یمن وغیرہ) پر بھی اپنا قبضہ جما لیا۔ رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت ایران پر نوشیروانِ عادل ساسانی حکومت کر رہا تھا جو اردشیر بابکاں کی نسل سے تھا۔ نوشیروان سے پہلے ایران پر مزدکیت کا غلبہ تھا جس نے ایرانیوں کے اخلاق فاضلہ کو ناقابلِ اصلاح طور پر تباہ کر دیا تھا۔ مزدک نے زنا کی اباحت کا فتویٰ دے دیا تھا۔ حد یہ کہ بھرے دربار میں اس نے شہنشاہِ ایران کو کہہ دیا کہ تیری ملکہ سے ہر شخص استفادہ کر سکتا ہے لیکن شہنشاہ کی رگِ حمیّت ذرا نہ پھڑکی اور وہ مزدک کے فتویٰ کو شیرِ مادر سمجھ کر پی گیا۔ نوشیروان نے تخت نشین ہو کر اپنے باپ سے مختلف طرزِ عمل اختیار کیا۔ اس نے مزدکیت کو نہایت سختی سے کچل دیا اور قدیم زرتشتی مذہب کو فروغ دیا۔ اس مذہب کا خاصہ ''آتش پرستی'' تھا۔ ایران پر لشکر کشی کے وقت مسلمانوں کا سامنا جن ایرانیوں سے ہوا وہ اسی ''مجوسیت'' کے پیروکار تھے۔ نوشیروان کے بعد اس کا بیٹا ہرمز تختِ ایران پر بیٹھا۔ ہرمز کے بعد اس کا نوجوان بیٹا خسرو پرویز سلطنتِ ایران کا مالک ہوا۔ رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت کسرائے ایران یہی خسرو پرویز تھا۔

(۳)

عظیم پیشین گوئیاں

ایرانی جس اخلاقی پستی میں جا گرے تھے اُن کی بنا پر مسلمان رومیوں کو جو عیسائیت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دم بھرتے تھے' ایرانیوں کی نسبت قدرے بہتر سمجھتے تھے۔ اس کا ایک اور سبب یہ بھی تھا کہ ایرانی آئے دن عرب علاقوں پر دستِ تعدّی دراز کرتے رہتے تھے اس لیے قدرتاً ہر عرب کے دل میں ان کے خلاف نفرت کے جذبات موجزن تھے۔ عہدِ نبویؐ کے ابتدائی زمانے میں ایران اور روم کے درمیان ایک خوفناک جنگ چھڑ گئی۔ مشرکینِ مکّہ کو ایرانیوں سے ہمدردی تھی۔ اس کے برعکس مسلمان رومیوں کے متعلق ہمدردانہ جذبات رکھتے تھے۔ اس جنگ میں ایرانیوں نے رومیوں کو تابڑتوڑ شکستیں دیں اور ان سے مصر اور شام وغیرہ کے علاقے چھین لیے۔ مشرکین نے ایرانیوں کی فتوحات پر بڑی خوشیاں منائیں۔ مسلمان قدرتاً ملول ہوئے۔ اس وقت رسولِ اکرم ﷺ کو بارگاہِ الٰہی سے غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ کی عظیم الشان خبر دی گئی۔ چند ہی سال کے اندر اندر دنیا نے دیکھا کہ یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہو گئی۔ صلح حدیبیہ کے زمانے میں (یعنی ۶ھ میں) قیصر روم نے نینویٰ کے میدان میں ایرانیوں کو ایسی زبردست شکست دی کہ ایران کا تختِ شاہی لڑکھڑا گیا۔ عین اس زمانے میں عرب میں ایک نئی قوّت اُبھر رہی تھی۔ چند سال بعد اس قوّت نے ایک طرف تو رومی اقتدار کے پرخچے اڑا دیے اور دوسری طرف ایرانی سلطنت کی بساط الٹ دی۔ یہ قوّت تھی مِلّتِ اسلامیہ' ہادیِ کونین ﷺ نے سالہا سال پیشتر مِلّتِ اسلامیہ کو یہ خوشخبری سنا دی تھی کہ ایک دن قیصر و کسریٰ کی دولت تمہارے قدموں پر نچھاور ہو گی۔ اس ضمن میں بے جا نہ ہو گا کہ ہم یہاں دو واقعات کا مختصر تذکرہ کر دیں۔

رسولِ اکرم ﷺ جب مکّہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ مُنوّرہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کا تعاقب کرنے والوں میں قریش کے ایک جیالے شہسوار سُراقہ بن مالک (بن جُعشُم) بھی تھے۔ وہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے رسولِ اکرم ﷺ کے قریب جا پہنچے۔ اس وقت ان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ زمین پر آ رہے۔ اٹھ کر پھر گھوڑے پر سوار ہوئے اور دوبارہ حضور ﷺ کی طرف بڑھے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دشمن کو سر پر دیکھا تو انہیں قدرتاً تشویش پیدا ہوئی اور انھوں نے حضور ﷺ کی توجہ سراقہ کی طرف مبذول کرائی۔ عین اس وقت سراقہ کے گھوڑے کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگلے پاؤں گھٹنوں تک ریتلی زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ گھبرا گئے اور ان کو اپنی ناکامی کا پورا یقین ہو گیا۔ انھوں نے رسولِ اکرم ﷺ اور آپ کے رفقاء (حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عامرؓ بن فہیرہ) کو آواز دے کر روکا۔ ان سے معذرت خواہ ہوئے اور کہا کہ قریش نے آپ کی گرفتاری کے لیے سو اونٹ انعام میں دینے کا اعلان کیا ہے۔ میں اسی انعام کی طمع میں میں آپ کا تعاقب کر رہا تھا، اب میں نے اپنے ارادے سے توبہ کر لی ہے، میرے پاس کچھ زادِراہ ہے، اسے آپ قبول فرما لیں۔ حضور ﷺ نے سراقہ کی پیشکش قبول نہ فرمائی البتہ اتنا فرمایا کہ ہمارا پتا کسی کو نہ بتانا۔ سراقہ نے وعدہ کیا کہ وہ نہ صرف یہ کہ کسی کو آپ کی اطلاع نہیں دیں گے بلکہ اگر کسی شخص کو اس طرف کا رُخ بھی کرتے دیکھا تو اسے واپس کر دیں گے۔ اس کے بعد سراقہ نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے امان نامہ لکھ دیں۔ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت عامرؓ بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر انہیں امان نامہ لکھ دیا اور سراقہ مکہ کو واپس چلے گئے۔ غزوۂ حنین و طائف کے بعد وہ مقام جعرانہ میں رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہی امان نامہ دکھا کر اپنا تعارف کرایا اور اسی موقع پر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

انہی سراقہ سے بہ اختلافِ روایت سفرِ ہجرت میں مذکورہ واقعہ کے وقت یا ایک اور موقع پر حضور ﷺ نے مخاطب ہو کر فرمایا: ''سراقہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کسریٰ کے (طلائی) کنگن پہنو گے۔''

بعض روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ نے سراقہؓ کو نہ صرف کنگن بلکہ کسریٰ کا مرصّع تاج پہننے کی خبر بھی دی۔ ایران کے دارالحکومت مدائن کی تسخیر کے بعد سراقہؓ نے فی الواقع کسریٰ کے کنگن ہاتھوں میں پہنے اور اس کا مرصّع تاج سر پر رکھا۔ اس کا ذکر مناسب موقع پر آئے گا۔

اسی طرح غزوۂ احزاب کے موقع پر جب رسولِ اکرم ﷺ صحابۂ کرامؓ کے ہمراہ خندق کھود رہے تھے تو سنگِ مرمر کی ایک چٹان توڑتے وقت اس میں سے چنگاریاں اڑیں۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ وقت قریب ہے جب قیصر و کسریٰ کی دولت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری اُمّت کے قدموں میں ڈھیر ہوگی۔ اس وقت کسی مسلمان کے سان گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ ہادیِ اکرم ﷺ کی پیشین گوئیاں کس قدر جلد حقیقت کا جامہ پہن کر ان کے سامنے آ جائیں گی لیکن وہ وقت بڑی تیزی سے قریب آ رہا تھا۔

(۴)

شاہِ ایران کو دعوتِ اسلام

۶ھ میں بیعتِ رضوان اور صلح نامۂ حدیبیہ کے مہتم بالشان واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ صلح حدیبیہ کی شرطیں اگرچہ بظاہر مسلمانوں کے موافق نہیں تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو "فتح مبین" کہہ کر پکارا۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (اے پیغمبر) ہم نے تم کو کھلی ہوئی فتح عطا کی۔

(سورۂ فتح)

فی الحقیقت یہ صلح ملّتِ اسلامیہ کی آئندہ قوت و شوکت کی بنیاد ثابت ہوئی۔ اس صلح کے بعد عرب قبائل جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ اسی زمانہ میں (یعنی آخر ۶ ہجری یا شروع ۷ ہجری میں) رسولِ اکرم ﷺ نے قیصرِ روم، شہنشاہِ ایران، نجاشی شاہِ حبشہ اور رؤساءِ عرب کو خاص قاصدوں کے ہاتھ خطوط بھیج کر دعوتِ اسلام دی۔ کسریٰ شاہ ایران کے نام حضور ﷺ نے جو مکتوبِ مبارک بھیجا۔ اس کا مضمون یہ تھا:

عربی متن	ترجمہ
بسم الله الرحمن الرحيم	اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے
من محمد رسول الله الى كسرىٰ عظيم فارس سلام على من اتبع الهدىٰ و آمن بالله ورسوله وادعوك بدعاية الله فانى انا رسول الله الى الناس	کسریٰ رئیسِ فارس کے نام۔ اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت پر چلنے والا ہو اور خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور میں تجھے خدا کی طرف بلاوا دیتا ہوں کیونکہ خدا نے مجھے تمام انسانوں کے لیے رسول مبعوث کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كافة لانذر من كان حيا ويحق القول على الكفرين فاسلم تسلم فان ابيت فان ء اثم المجوس عليك[1]

ہے تاکہ میں ہر زندہ شخص کو خدا کا خوف دلاؤں۔ کافروں کے متعلق خدا کا قول پورا ہو کر رہے گا' اسلام قبول کر تو سلامت رہے گا۔ اگر (اسلام قبول کرنے سے) انکار کرے گا تو تمام مجوسیوں کے وبال کی ذمہ داری تجھ پر ہوگی۔

اس نامۂ مبارک کو منزلِ مقصود تک پہنچانے کی خدمت حضرت عبداللہؓ بن حذافہ کو تفویض ہوئی[2] حضور ﷺ نے ان کو ہدایت کی کہ وہ یہ خط (دربارِ ایران کی طرف سے)

---

[1] تاریخِ طبری تاریخ الکامل ابنِ اثیر تاریخ یعقوبی وغیرہ مختلف روایتوں میں اس مکتوبِ مبارک کے متن میں کچھ لفظی اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ بعض روایتوں میں بسم الله الرحمن الرحیم حذف ہو گیا ہے۔

۲۔ ایک روایت میں کسریٰ کے بعد ابرویز عظیم فارس کے الفاظ ہیں۔

۳۔ کچھ روایتوں میں ''وآمن بالله ورسوله'' کے بعد ''وشهدان لا اله الا الله'' کے الفاظ ہیں اور بعض روایتوں میں وشهد ان الا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمد عبده ورسوله'' کے الفاظ زائد ہیں۔

۴۔ بعض روایتوں میں ''وادعوک بدعاية الله'' کے الفاظ حذف ہو گئے ہیں۔

۵۔ ایک روایت میں ''بدعاية الله'' کی جگہ ''دعاء الله'' کے الفاظ ہیں۔

۶۔ کچھ روایتوں میں ''فانی'' کی جگہ ''وانی'' کے الفاظ ہیں۔

۷۔ بعض روایتوں میں ''لانذر'' کی جگہ ''لینذر'' مروی ہے۔

۸۔ بعض روایتوں میں ''فان'' کی جگہ ''وان'' ''ابیت'' کی جگہ ''تولیت'' اور اثم المجوس علیک کی جگہ ''فعلیک اثم المجوس'' کے الفاظ ہیں۔ یہ تمام اختلافات لفظی روایت بالمعنیٰ کا نتیجہ ہیں ورنہ تمام روایتوں میں اس مکتوبِ مبارک کا مطلب اور مفہوم ایک ہی ہے۔''

[2] حضرت عبداللہؓ بن حذافہ بن قیس سہمی بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کا شمار اسلام کے سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں ہوتا ہے۔ بلاکشانِ اسلام کے دوسرے قافلے نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت عبداللہؓ بھی اس میں شامل ہو گئے اور ایک عرصہ تک حبش میں مقیم رہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحرین کے حاکم منذر بن ساوی کو پہنچادیں۔ حضرت عبداللہؓ بن حذافہ نے تعمیلِ ارشاد کی۔ وہ مکتوبِ مبارک منذر کے سپرد کر کے واپس چلے گئے یا منذر نے ان کو خط کے ہمراہ شاہِ ایران کے پاس مدائن بھیج دیا۔ اس کے متعلق مؤرّخین میں اختلاف ہے بہرصورت یہ

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

غزوۂ بدر میں ان کی شمولیت کے متعلق اختلاف ہے البتہ دوسرے تمام غزوات میں ان کا شریک ہونا مُسَلّم ہے۔

عہدِ فاروقی میں جب شام پر لشکر کشی کی گئی تو حضرت عبداللہؓ بن حذافہ بھی مجاہدین اسلام میں شامل تھے۔ ایک معرکہ میں اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت رومیوں کے ہاتھ اسیر ہو گئے۔ رومیوں نے تانبے کی ایک بڑی دیگ میں زیتون کا تیل گرم کیا اور مسلمان قیدیوں سے کہا کہ ہمارا مذہب قبول کرو ورنہ کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیے جاؤ گے۔ مسلمانوں نے دینِ حق ترک کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ رومیوں نے ایک مسلمان قیدی کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا۔ وہ آناً فاناً جل بھن کر رہ گرائے عالمِ جاوداں ہوا۔ اب رومیوں نے دوسرے قیدیوں کو پھر مسیحیت قبول کرنے کی دعوت دی اور انکار کی صورت میں گرم تیل میں پھینکنے کی دھمکی دی۔ حضرت عبداللہؓ نے سختی سے انکار کیا۔ رومی انہیں پکڑ کر دیگ میں ڈالنے لگے تو وہ رونے لگے۔ رومی سمجھے ڈر گئے ہیں۔ پوچھا اب روتے کیوں ہو؟ فرمایا اس بات پر روتا ہوں کہ راہِ حق میں قربان کرنے کے لیے صرف ایک جان ہے۔ کاش میری سَو جانیں ہوتیں تو دینِ حق پر قربان کر دیتا۔ رومی ان کے جذبۂ ایمانی پر بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر تم ہمارے حاکم کی پیشانی چوم لو تو رہا کر دیے جاؤ گے۔ حضرت عبداللہؓ نے ایک مشرک کی پیشانی چومنے سے انکار کر دیا۔ ”ترغیب وتخویف کا کوئی حربہ انہیں اس پر آمادہ نہ کر سکا۔ آخر رومیوں نے کہا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمام مسلمان قیدی رہا کر دیئے جائیں گے۔ اب حضرت عبداللہؓ عیسائی حاکم کی پیشانی چومنے پر آمادہ ہو گئے اور رومیوں سے پختہ عہد لے کر ان کی خواہش پوری کر دی۔ اس کے صلہ میں ۸۰ مسلمان رہا ہوئے۔ جب وہ مدینہ منورہ آئے تو حضرت عُمرؓ فاروق نے یہ واقعہ سن کر فرطِ مَسَرّت سے حضرت عبداللہؓ کی پیشانی چُوم لی اور فرمایا کہ تمہارے جذبۂ ایمانی نے اسّی مسلمانوں کی جانیں بچالیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامۂ مبارک منذر بن ساوی کے واسطہ سے کسریٰ کے پاس بحفاظت پہنچ گیا۔ خسرو پرویز بڑا باجبروت اور متکبر بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے دورِ حکومت میں سلطنتِ ایران کو اس قدر وسعت دی تھی کہ اس سے پہلے کوئی ایرانی بادشاہ اپنی حکومت کو اتنا وسیع نہیں کر سکا تھا۔[2] اس

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

حضرت عبداللہؓ کو جب کوئی شخص یہ واقعہ یاد دلاتا تو فرماتے۔ بے شک میں نے ایک بے دین کی پیشانی پر بوسہ دیا لیکن اپنی ذاتی غرض کے لیے نہیں بلکہ اپنے مسلمان بھائیوں کی جان بچانے کے لیے ایسا کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے عہدِ خلافت میں مصر میں وفات پائی۔ (اُسدُ الغابہ)

1۔ مشہور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا بیان ہے کہ ایرانی تاجدار کے نام خط کے ہمراہ رسولِ اکرمؐ نے ایک خط منذر بن ساویٰ حاکم بحرین کے نام بھی بھیجا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کے مطابق منذر نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ خسرو پرویز کے قتل کے بعد جب ایران میں شاہ گردی شروع ہوئی تو رسولِ اکرمؐ نے منذر کو ایک اور خط بھیجا' جس میں اسے بحرین کی گورنری پر بحال رکھا اور غیر مسلم باشندوں سے سلوک کے متعلق چند ہدایتیں دیں۔ گویا بحرین عہدِ رسالت ہی میں ایک اسلامی صوبہ بن گیا تھا اور منذر ایک اہم اسلامی صوبے کے راسخ العقیدہ اطاعت شعار اور مخلص گورنر تھے۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ منذر کے نام ایک نہیں بلکہ ان کے حدِ علم تک نصف درجن سے بھی زائد خطوط رسولِ اکرمؐ نے لکھے تھے۔

(رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی از ڈاکٹر محمد حمید اللہ)

تاریخوں میں اس بات کی صراحت نہیں کی گئی کہ منذر بن ساویٰ نے کب اسلام قبول کیا۔ قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے جب کسریٰ کو خط بھیجا تو منذر اسلام قبول کر چکے تھے یا اسلام سے متاثر ہو چکے تھے اور حضورؐ کو ان کے اسلام کی طرف جھکاؤ کا بخوبی علم تھا۔ یہی سبب تھا کہ حضورؐ نے شاہِ ایران کو دعوتِ حق پہنچانے کے لیے منذر کو وسیلہ بنایا۔ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ منذر بن ساوی عربی النسل تھے۔

2۔ ایرانی لٹریچر میں خسرو پرویز کی دولت وحشمت اور اسبابِ عیش وعشرت کے بارے میں عجیب وغریب روایات پائی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے پاس سو عظیم الشان خزانے تھے جن میں سے آٹھ آج تک مشہور ہیں۔ (۱) گنجِ شائیگاں۔ (۲) گنج عروس۔ (۳) گنج دیبہ یا دیبۂ خسروی۔ (۴) گنجِ خضرا۔ (۵) گنج شادآورد۔ (۶) گنجِ شادرواں۔ (۷) گنجِ سختہ۔ (۸) گنجِ افراسیاب اس کے حرم میں بارہ ہزار عورتیں تھیں۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتوبِ مبارک کے زمانہ سے چند ماہ پہلے اگرچہ ہرقل شاہِ روم نے نینوٰی کے میدان میں ایرانی فوجوں کو زبردست شکست دی تھی اور اپنے چھینے ہوئے علاقے ایران سے واپس لے لیے تھے لیکن کسریٰ کی شان وشوکت اور دم خم میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہرقل اور کسریٰ دونوں کے زیرِنگین لاکھوں مربع میل علاقہ تھا اور ان میں کسی ایک کے لیے ممکن نہ تھا کہ دوسرے کو مکمل طور پر مغلوب کر لے۔ دونوں ملکوں میں وقتاً فوقتاً جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں۔ کبھی رومی ایرانیوں کو دبا لیتے تھے اور کبھی ایرانی رومیوں کو پیچھے دھکیل دیتے تھے لیکن کسی سلطنت کے تخت پر آنچ نہیں آتی تھی۔

کسریٰ کے سامنے جب ہادیِ اکرمؐ کا نامۂ مبارک پہنچا تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ عربوں کو اپنا محکوم سمجھتا تھا اور اس کے تصوّر میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ایک عرب اپنے خط میں اس کے نام سے پہلے اپنا نام لکھ سکتا ہے۔ کسریٰ نے اس خط کو اپنی توہین سمجھا اور نہایت غضب آلود لہجے میں کہنے لگا: ''میری رعایا کا ایک ادنیٰ فرد ہو کر اس

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

انہی میں سے ایک شیریں تھی جس نے لازوال شہرت پائی۔ خسرو پرویز کی سواری کے لیے پچاس ہزار اسپِ خاصہ تھے۔ (یہ روایتیں سخت مبالغہ آمیز ہیں' مؤلّف) ان میں شبدیز نامی ایک گھوڑا بادشاہ کو بہت عزیز تھا۔ اس گھوڑے کا قد عام گھوڑوں کے قد سے چار بالشت اونچا تھا۔ بادشاہ جو غذا خود کھاتا وہی اس گھوڑے کو کھلاتا۔ جب وہ گھوڑا مرا تو بادشاہ نے اسے بڑی عزت واحترام سے دفن کیا اور اس کی قبر پر اس کا سنگی مجسّمہ نصب کرایا۔

پرویز کے تخت کا نام طاقدیس تھا۔ اس کا طول ایک سَو ستّر گز اور عرض ایک سَو بیس گز تھا۔ اس میں چاندی کی ایک لاکھ چالیس ہزار میخیں جڑی ہوئی تھیں۔ ہر میخ کا وزن ساٹھ سے سو مثقال تک تھا۔ (مثقال ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہوتا ہے) ان کے علاوہ سونے کے ایک ہزار گیند اس تخت میں نصب تھے۔ ہر گیند کا وزن پانچ سَو مثقال تھا۔ (یہ روایت مبالغہ آمیز ہے)

اس تخت پر بارہ بروج اور ہفت کواکب کا نقشہ ایسی خوبی سے بنایا گیا تھا کہ تمام احوالِ فلکی ونجومی اس سے ظاہر ہوتے تھے۔ اس کے پاس سونے کی چند ایسی اینٹیں تھیں جو موم کی طرح نرم تھیں اور ان کے سونے سے آگ دکھائے بغیر ہر چیز بنائی جا سکتی تھی۔ وغیرہ وغیرہ (ارمغانِ احباب)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص کو کیسے جرأت ہوئی کہ مجھے اس قسم کا خط لکھے۔" یہ کہہ کر نامہ مبارک کو پارہ پارہ کر دیا اور نامہ بر کو دربار سے نکلوا دیا۔ اس کے ساتھ ہی یمن کے ایرانی گورنر باذان کو حکم دیا کہ وہ دو آدمی مدینہ روانہ کرے جو نبوّت کے مدّعی محمدِ عربی (ﷺ) کو گرفتار کر کے میرے سامنے لائیں۔

رسولِ اکرم ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ان کو (ایرانیوں کو) پارہ پارہ کر دے۔"

بعض روایتوں میں آپ کے الفاظ اس طرح منقول ہیں کہ "اس کی (کسریٰ کی) سلطنت پارہ پارہ ہو جائے گی یا یہ کہ کسریٰ نے میرا خط نہیں پھاڑا بلکہ اپنی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کر دی ہے۔"

ادھر باذان نے کسریٰ کا حکم ملنے پر بابویہ اور خرخسرہ نامی دو آدمیوں کو سرورِ کائنات ﷺ کی گرفتاری کے لیے مدینہ منورہ بھیجا اور حضور ﷺ کو کہلا بھیجا کہ کسریٰ نے تمہیں اپنے دربار میں طلب کیا ہے۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ فوراً میرے آدمیوں کے ساتھ چلے آؤ۔

بابویہ اور خرخسرہ یمن سے طائف پہنچے اور رسولِ عربی ﷺ کا اتا پتا پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ مدینہ منورہ میں رہتے ہیں۔ اہلِ طائف ابھی مشرّف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ ان کو بابویہ اور خرخسرہ کی آمد کا مقصد معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ قریش کے چند آدمی بھی مکّہ سے طائف آئے ہوئے تھے۔ وہ بھی خوشی سے بغلیں بجانے لگے کہ اب محمد ﷺ کو پتا چل جائے گا کہ خدائے واحد کا نام کیسے لیا جاتا ہے۔ طائف سے گورنر یمن کے فرستادے مدینہ منورہ پہنچے اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے آنے کی غرض و غایت بیان کی اور ساتھ ہی کہا کہ اگر آپ بخوشی ہمارے ساتھ چلیں تو ہمارا حاکم باذان شہنشاہِ ایران سے آپ کی سفارش کر دے گا ورنہ ہم جبراً آپ کو اپنے ساتھ لے جائیں گے اور کسریٰ آپ کو اور آپ کے ملک کو برباد کر ڈالے گا۔ حضور ﷺ نے یہ ساری گفتگو نہایت تحمّل سے سنی اور پھر فرمایا:

"تم طویل سفر کے بعد تھک گئے ہو اب جا کر آرام کرو۔ کل صبح آنا پھر تم کو جواب دیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔''

دوسرے دن عَلَی الصّباح بابویہ اور خرخسرہ دربارِ نبُوّت میں پہنچے تو آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا: ابلغا صاحبکما ان ربی قتل ربه فی هذه اللیلة'' (اپنے آقا سے جا کر کہہ دو کہ میرے رَبّ (اللہ تعالیٰ) نے اس کے رَبّ (خسرو پرویز) کو آج رات قتل کر ڈالا۔''

وہ اس خبر کو سن کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور کہنے لگے ''آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا ہم کو تو یہ جرأت نہیں کہ اپنے آقا کے سامنے ایسی بات منہ سے نکالیں۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''میں جو کچھ کہہ رہا ہوں' حقیقت ہے۔ تم میری طرف سے باذان کو یہ خبر پہنچا دو اور اسے یہ بھی بتا دو کہ اسلام کی حکومت ایران کے پایۂ تخت تک پہنچ کر رہے گی۔ اگر باذان دینِ حق قبول کر لے تو یمن کی حکومت اسی کے پاس رہے گی۔''

بابویہ اور خرخسرہ رسولِ اکرم ﷺ کے ارشادات سن کر بعجلت عازمِ یمن ہو گئے۔ جب انہوں نے باذان کے سامنے رسولِ اکرم ﷺ سے اپنی گفتگو کی تفصیل بیان کی تو وہ کہنے لگا۔ ''واللہ اس قسم کی باتیں ایک نبی اور رسول ہی کر سکتا ہے' اگر مدائن سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو بلا شبہ یہ شخص خدا کا سچّا رسول ہے۔ ہمیں اس خبر کی تصدیق یا تکذیب کے لیے چند دن انتظار کرنا چاہیے۔''

چند دن کے بعد باذان کو خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ کا خط ملا جس میں اس نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے باپ کو قتل کر ڈالا ہے کیونکہ وہ شرفائے فارس کے قتل میں بہت دلیر تھا اور اس نے جبر و تعدّی سے اپنے خزانے بھر لیے تھے۔ تم لوگوں کو میری اطاعت پر آمادہ کرو اور عرب کے اس شخص سے کوئی تعرّض نہ کرو جس کی گرفتاری کا حکم میرے باپ نے دیا تھا۔''

باذان یہ خط پڑھ کر اللہ اکبر پکار اٹھا اور یمن کے سربرآوردہ لوگوں کے ساتھ مشرّف باسلام ہو گیا۔ اس کے بعد رسولِ اکرم ﷺ کو اپنی بیعت کا خط لکھ دیا۔ حضور ﷺ نے اسے اپنی طرف سے یمن کا حاکم مقرر فرمایا:

واقدی کا بیان ہے کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو منگل کی رات ۱۰ جمادی الاولیٰ ۷ ہجری کو قتل کیا جبکہ چھ گھڑی رات گزر چکی تھی اور یہ وہی رات ہے جس کے اگلے دن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولِ اکرم ﷺ نے بابو یہ اور خرخسرہ کو کسریٰ کے قتل کی اطلاع دی۔

خسرو پرویز کے بعد شیرویہ تختِ ایران پر بیٹھا۔ اس نے اپنے تمام بھائیوں کو قتل کرا دیا اور ظلم وجور میں اپنے باپ سے بھی بڑھ گیا لیکن کل آٹھ مہینے حکومت کر پایا تھا کہ پیغامِ اجل آ پہنچا۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ اس کے درباریوں نے ناراض ہو کر اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے برعکس کچھ مؤرخین کا خیال ہے کہ شیرویہ اپنی طبعی موت مرا۔ شیرویہ کے بعد ایران میں شاہ گردی شروع ہو گئی۔[1]

علامہ شبلیؒ کا بیان ہے کہ "شیرویہ" کے بعد سلسلہ حکومت کی ترتیب اور ناموں کے تعین میں مؤرخین اس قدر مختلف ہیں کہ دو مؤرخ بھی باہم متفق نہیں۔[2]

فی الحقیقت جس دن کسریٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کا نامۂ مبارک چاک کیا تھا۔ اسی دن سے اس قدیم سلطنت کا زوال شروع ہو گیا تھا۔ شیرویہ کے بعد تختِ ایران یکے بعد دیگرے کئی ہاتھوں میں منتقل ہوا اور بالآخر ایک ایرانی شہزادی پوران دُخت کے سر پر

---

[1] "رسولِ اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی" میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں کہ خسرو پرویز کے قتل کے بعد مدائن میں جو شاہ گردی شروع ہوئی' اس کے بعد یہ معلوم نہیں کہ وہ (حضور ﷺ کا) نامۂ مبارک کس نے وصول کیا۔ ان کو واقدی کی اس روایت میں بھی شبہ ہے کہ خسرو پرویز کو شیرویہ نے ۱۰ جمادی الاولیٰ ۷ھ کی رات کو قتل کیا۔ ان کے خیال میں خسرو پرویز وسط رمضان ۶ ہجری میں قتل ہوا اور کسریٰ کو حضور ﷺ نے اس واقعہ کے بعد خط روانہ کیا تھا۔

طبری اور دوسرے تمام مشہور مؤرخین کی تحقیق کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ کا نامۂ مبارک خسرو پرویز ہی کو لکھا گیا اور اسی نے وصول کیا۔ خسرو پرویز نے ۵۹۱ء سے ۶۳۸ء تک حکومت کی اور ۶۲۸ء (مطابق ۷ ہجری) میں رسولِ اکرم ﷺ نے تبلیغی خطوط لکھے۔ اس لیے ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کوئی اشکال محسوس نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ کا نامۂ مبارک خسرو پرویز ہی نے وصول کیا۔ باقی رہا بابو یہ اور خرخسرہ کا مدینہ جانا اور باذان کا اسلام قبول کرنا تو یہ روایت اکثر مؤرخین نے تواتر سے بیان کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اصل روایت میں کچھ کمی بیشی ہو گئی ہو لیکن تمام مؤرخین کے بیانات کا مفہوم قریباً یکساں ہے۔

[2] الفاروق حصہ اوّل شبلی نعمانی"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاجِ کسریٰ اس شرط پر رکھا گیا کہ جب شہر یار کا خورد سال بیٹا یزدگرد (یا یزدجرد) سنِ شعور کو پہنچے گا تو وہی تخت و تاج کا مالک ہوگا[1] اسی ملکہ پوران دُخت کے زمانے میں رسولِ اکرم ﷺ نے رحلت فرمائی۔ طبری کا بیان ہے کہ ملکہ پوران دُخت نے تخت نشینی کے بعد رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجے تھے اور صلح کی طرح ڈالنی چاہی تھی لیکن حضور ﷺ کی رحلت کے بعد حالات نے کچھ ایسی کروٹ لی کہ عرب اور ایران ایک دوسرے کے مقابلے پر آ گئے۔

❁ ❁ ❁

www.KitaboSunnat.com

---

[1] یزدگرد خسرو پرویز کا پوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ پرویز کے اٹھارہ بیٹے تھے۔ اس نے سب بیٹوں کو شادی بیاہ سے روک دیا تھا کیونکہ منجموں نے اس کو بتایا تھا کہ فارس کا زوال تیری اولاد میں سے ایک ایسے شخص کے عہد میں ہوگا جس کے عضو میں نقص ہوگا۔ پرویز کے بیٹے شہر یار نے مخفی طور پر ایک عورت سے تعلّق قائم کر لیا جس کے نتیجہ میں یزدگرد پیدا ہوا۔ اس کا ایک سیرین چھوٹا تھا۔ آخر عمر میں پرویز کو بچوں سے رغبت پیدا ہوگئی۔ اس کی ملکہ شیریں نے جو سارے واقعہ سے آگاہ تھی پرویز کو یزدگرد کا حال بتا دیا۔ پرویز نے یزدگرد کو از راہِ محبت بلا بھیجا جب وہ اس کے سامنے آیا تو پرویز نے اس کے سرین میں نقص دیکھ کر قتل کرنا چاہا لیکن شیریں نے یہ کہہ کر اس کو روک دیا کہ مقدر کا لکھا کبھی نہیں مٹ سکتا۔ اس کے بعد اس نے یزدگرد کو کہیں دور بھیج دیا۔ (اشاعتِ اسلام مولانا محمد حبیب الرحمٰن مرحوم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب اور ایران میں جنگ کا آغاز

(۱)

بنوشیبان کی ترکتازیاں

اہلِ عرب اور ایرانی قدیم زمانے سے ایک دوسرے کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے۔ اہلِ عرب اگرچہ نہایت شجاع اور آزادی پسند تھے لیکن ان کے باہمی افتراق اور پسماندگی کا فائدہ اٹھا کر ایرانیوں نے بارہا سارے عرب کو تاخت و تاراج کر ڈالا تھا اور عراقِ عرب[۱] عراقِ عجم[۲] اور عرب کے کئی دوسرے سرحدی علاقوں پر اپنا مستقل تسلّط جما لیا تھا۔ ویسے شاہانِ ایران سارے عرب کو اپنے ماتحت سمجھتے تھے۔ عرب چونکہ جبلّی طور پر حریت پسند تھے اس لیے جب کبھی موقع پاتے ایرانی حُکّام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے۔ عراقِ عرب کا علاقہ عرب خاص سے ملحق تھا اس لیے عراقِ عرب کے ایرانی حُکّام اور سرحدی اہلِ عرب میں اکثر کُشت و خون کے معرکے ہوتے رہتے تھے۔

عراقِ عرب سے ملحقہ عرب علاقے میں بنوبکر بن وائل آباد تھے۔ یہ لوگ مدتوں سے حکومت ایران کے ظلم و ستم سہہ رہے تھے اور ایرانیوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ جب ان لوگوں نے ایران میں شاہ گردی اور سیاسی انقلابات کا حال سنا تو ایرانی ستم گروں سے

۱۔ عراقِ عرب کے حدودِ اربعہ یہ ہیں۔ مشرق میں خوزستان' مغرب میں دریا ربکر' شمال میں جزیرہ اور جنوب میں بحیرہ فارس ہے۔ آج کل عراقِ عرب کے مشہور شہر بغداد' بصرہ اور کوفہ ہیں۔

۲۔ عراقِ عجم کے حدودِ اربعہ یہ ہیں۔ مشرق میں خوزستان' مغرب میں شہر مراغہ' شمال میں طبرستان اور جنوب میں شیراز ہے۔ آج کل عراقِ عجم کے بڑے بڑے شہر تہران' ہمدان اور اصفہان ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرانے بدلے چکانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس قبیلہ کی شاخ بنوشیبان کے ایک سردار مُثنیٰؓ بن حارثہ شیبانیؓ[1] نے ایک جمعیت بہم پہنچا کر ایران کے مقبوضہ علاقوں حیرہ اور ابلہ پر چھاپے مارنے شروع کر دیئے لیکن مثنیٰؓ اور ان کے ساتھیوں کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ ایران کے انقلاباتِ حکومت نے اس کی عسکری قوت پر کوئی خاص اثر نہیں ڈالا اور اس کے مقابلہ کے لیے ایک منظّم قوت کی ضرورت ہے۔ یہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ کا عہدِ خلافت تھا۔ حضرت مثنیٰؓ نے بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر تمام حالات بیان کیے اور عراقِ عرب پر باقاعدہ لشکر کشی کی اجازت طلب کی۔ صدّیق اکبرؓ ان کے جذبۂ جہاد اور خلوص سے بے حد متاثر ہوئے اور ان کو ایرانیوں کے خلاف جنگ کی طرح ڈالنے کی اجازت دے دی لیکن ساتھ ہی ہدایت کی کہ ابھی اپنی سرگرمیوں کو جنگ چپاول تک ہی محدود رکھنا' یہاں تک کہ میں دارالخلافت سے تمہاری مدد کے لیے فوج بھیجوں۔[2]

---

[1] حضرت مُثنیٰؓ بن حارثہ شیبانیؓ اپنے قبیلہ کے ممتاز رُوسا میں سے تھے۔ وہ ۹ھ میں بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر مشرّف بہ اسلام ہوئے۔ گو ان کو فیضانِ نبوی سے بہرہ یاب ہونے کا موقع بہت کم ملا تاہم ان کے صحابی ہونے میں کلام نہیں۔ عمر فاروقِ اعظمؓ کے مصنّف محمد حسین ہیکل کا یہ لکھنا صحیح نہیں ہے کہ مُثنیٰؓ صحابی نہیں تھے۔ اس بارے میں ہیکل کو یقیناً تسامح ہوا ہے۔ اُسدُ الغابہ' الاستیعاب وغیرہ سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہے۔

[2] بعض روایتوں میں ہے کہ مُثنیٰؓ مدینہ نہیں گئے اور نہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنے ہی بل بوتے پر عراق کے ڈیلٹائی علاقے میں ایرانیوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ اس سے ان کا منشا یہ تھا کہ وہاں کے عرب قبائل کو ایرانیوں کے ظلم وستم سے نجات دلائی جائے۔ صدّیق اکبرؓ نے غائبانہ ان کی داستان جہاد کا حال سنا۔ وہ مُثنیٰؓ سے واقف نہیں تھے۔ لوگوں سے ان کے حالات دریافت کیے تو قیسؓ بن عاصم المنقری نے بتایا کہ "یہ شخص گمنام اور خود غرض نہیں ہے بلکہ اعلیٰ حسب ونسب کا مالک ہے اور ہر لحاظ سے اعتماد کے قابل ہے۔" اس کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ کو بتایا کہ مُثنیٰؓ نے فتنۂ ارتداد میں بحرین کے مرتدوں کے خلاف نہایت ثابت قدمی اور شجاعت سے جہاد کیا ہے۔ یہ حالات سن کر صدّیق اکبرؓ نے مُثنیٰؓ کو فوراً امداد بھیجنے کا فیصلہ کر لیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثنیٰؓ سیدھے اپنے قبیلے کے پاس پہنچے جس کا بڑا حصہ ابھی تک کفر و شرک کی ظلمتوں میں بھٹک رہا تھا۔ انہوں نے نہایت مؤثر طریقہ سے اپنے قبیلہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ چند دن کے اندر اندر ان کا سارا قبیلہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے قبیلے (بنوشیبان) کو ساتھ لے کر ایران کے خلاف باقاعدہ جہاد کا آغاز کر دیا۔[1]

(۲)

جنگوں کا طویل سلسلہ

حضرت مثنیٰؓ کے مدینہ سے رخصت ہوتے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ اُن کو کمک بھیجنے کی تدبیروں میں مصروف ہو گئے۔ اس وقت فتنۂ ارتداد کا استیصال ہو چکا تھا اور حضرت خالدؓ بن ولید یمامہ وغیرہ کی مہمات سے فارغ ہو چکے تھے۔ صدیق اکبرؓ کے رائے میں ایران کی قدیم اور زبردست سلطنت سے نبرد آزما ہونے کے لیے سیف اللہ خالدؓ ہی موزوں ترین شخص تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو مہم عراق کا امیر مقرر فرمایا اور ان کو مجاہدین کے ایک لشکر کے ساتھ مثنیٰؓ کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ حضرت خالدؓ نہایت تیزی سے عراق کی طرف بڑھے اور بناج کے مقام پر مثنیٰؓ کی فوج سے مل گئے۔ اب مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگوں کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔

---

[1] ایران پر مسلمانوں کی فوج کشی کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ایرانی حکام نے فتنۂ ارتداد میں بحرین کے مرتدوں کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ بحرین عہدِ رسالت ہی میں اسلامی حکومت میں شامل ہو گیا تھا۔ وہاں دو قبائل آباد تھے۔ بنوبکر اور بنوعبدالقیس۔ صدیق اکبرؓ کے عہدِ خلافت میں جب فتنۂ ارتداد نے زور پکڑا تو بنوبکر اسلام سے برگشتہ ہو گئے البتہ بنوعبدالقیس اسلام پر قائم رہے۔ ایرانی حکام نے بنوبکر کی کھلم کھلا مدد کی۔ صدیق اکبرؓ نے بنوبکر کی سرکوبی کے لیے حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو ایک لشکر دے کر بحرین کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے ایک ماہ کی معرکہ آرائیوں کے بعد بحرین میں مرتدین کا استیصال کر دیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ جب تک عراق عرب میں ایرانی قوت پر کاری ضرب نہیں لگائی جائے گی۔ وہاں کے عرب قبائل ہمیشہ ایرانیوں کے ظلم و جور کی چکی میں پستے رہیں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خالدؓ نے ایرانیوں کو تابڑ توڑ شکستیں دیں اور عرب کے سرحدی قبائل پر صدیوں سے ایرانیوں کا جو رعب چھایا ہوا تھا اسے کلیتہً زائل کر دیا۔

حضرت مُثنّیٰؓ جو ایرانیوں کے خصائل اور عراق عرب کے تمام علاقوں سے اچھی طرح واقف تھے ان تمام جنگوں میں حضرت خالدؓ کے دستِ راست بنے رہے۔ یہ معرکے حضرت خالدؓ بن ولید کے بڑے بڑے جنگی کارناموں پر مشتمل ہیں مختلف مؤرّخین نے ان معرکوں کا حال حضرت خالدؓ بن ولید کے سوانح حیات میں نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ہم یہاں ان میں سے چند مشہور جنگوں کا حال نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں:

۱۔ جنگِ کاظمہ یا ذات السّلاسل

حضرت خالدؓ بن ولید کی پہلی ٹکر عراق کے ڈیلٹائی علاقے کے ایرانی حاکم ہرمز سے ہوئی ہرمز ایران کا نامی بہادر تھا اور حسب ونسب کے لحاظ سے ایرانی امراء میں ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ اپنے عہدے کے لحاظ سے وہ ایک چھوٹا لیکن نہایت بیش قیمت تاج سر پر پہنتا تھا۔ یہ شخص عربوں کے حق میں نہایت ظالم تھا اور سرحد کے عرب قبائل اس سے حد درجہ متنفر اور بیزار تھے۔ ان لوگوں کے نزدیک وہ پرلے درجے کا خبیث اور بد باطن شخص تھا۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے پہلے ایک خط لکھ کر ہرمز کو دعوتِ اسلام دی۔ ہرمز یہ خط پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے فوراً دربارِ ایران کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاع دی[۱] اور

---

[۱] بعض مؤرّخین کا بیان ہے کہ اس وقت ایران کا شہنشاہ اردشیر تھا لیکن دوسری روایات سے اس بیان کی تغلیط ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیرویہ کے بعد ایران میں جو شاہ گردی شروع ہوئی۔ اس نے مؤرّخین کو سخت الجھن میں ڈال دیا ہے۔ علاّمہ شبلیؒ کے قول کے مطابق اس بارے میں دو مؤرخ بھی باہم متفق نہیں۔ عام روایت یہ ہے کہ اخیر عہدِ رسالت میں رستم پسر فرخ زاد ... سپہ سالارِ ایران کی مدد سے پوران دُخت نے تاجِ کسروی سر پر رکھا تھا۔ علاّمہ شبلیؒ اور زمانہ حاضر کے بعض دوسرے مؤرّخین میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ دس سال تک برسر اقتدار رہی اور بعض اس کا زمانۂ حکومت صرف ایک سال چند ماہ بتاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اوّل الذکر روایت قابلِ ترجیح ہے۔ عہدِ صدّیقی میں پوران دُخت ہی ایران کی فرمانروا تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود ایک جرّار لشکر کے ساتھ مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ کاظمہ کے مقام کے قریب مجاہدینِ اسلام اور ایرانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس جنگ میں ایرانیوں کے چند دستوں نے اپنے پاؤں میں زنجیریں باندھ لی تھیں تاکہ عربوں کے مقابلے میں میدان سے بھاگنے کا خیال بھی دل میں نہ لاسکیں لیکن مسلمانوں کی شجاعت اور طوفانی حملوں نے ایرانی لشکر کے پرخچے اڑا دیے۔ ہرمز حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور اس کا باقی ماندہ لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ اس لڑائی میں بے شمار مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ حضرت مثنیٰؓ نے بھگوڑے ایرانیوں کا دُور تک تعاقب کیا۔

۲- جنگِ مذار یا قارن[1]

ہرمز کی شکست کی اطلاع پا کر یا اس سے پہلے ہی دربارِ ایران کی طرف سے "قارن بن قریانس" نامی ایک نامور ایرانی سردار کو مسلمانوں کے مقابلے کے لیے ایک جرّار لشکر کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ راستے میں جنگِ کاظمہ سے بھاگے ہوئے ایرانی سپاہی بھی قارن کے لشکر میں شامل ہوگئے اور ایرانی سپاہ کی تعداد ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی۔ مذار کے مقام پر دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ پہلے کچھ دیر مبارزانہ جنگ ہوئی اس کے بعد جنگِ مغلوبہ شروع ہوگئی۔ ایرانی جی توڑ کر لڑے لیکن مسلمانوں کے سامنے ان کی کچھ پیش نہ چلی۔ قارن اور اس کے دو نامی سالار انوشجان اور قباذ مسلمانوں کے ہاتھوں مقتول ہوئے۔ اپنے سرداروں کو قتل ہوتے دیکھ کر ایرانی بددل ہوگئے اور تیس ہزار لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ بھگدڑ اور بدحواسی میں ہزاروں نہرِ ثنی میں ڈوب مرے۔

۳- جنگِ ولجہ

جنگِ مذار میں ایرانیوں کی شکست کی خبر دربارِ ایران پر بجلی بن کر گری۔ اب ایرانیوں نے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے پہلے سے بھی زیادہ تیاریاں کیں اور سرحد کے بعض

---

[1] بعض مؤرخین نے اس معرکہ کو جنگِ ثنی کا نام دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس مقام پر یہ جنگ لڑی گئی اس کے قریب ہی "نہرِ ثنی" بہتی تھی۔ یہ ایک عمیق نہر تھی جس کو کشتیوں کے بغیر عبور کرنا ممکن نہ تھا۔ یہ نہر دریائے دجلہ اور فرات کو آپس میں ملاتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام دشمن عرب قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ زگر (یا زغر[1]) اور بہمن جادویہ کی سرکردگی میں دو جرّار لشکر یکے بعد دیگرے مسلمانوں سے انتقام لینے کے لیے روانہ کیے گئے۔ ولجہ کے مقام پر زغر کی فوج اور مسلمان ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ ایک خون ریز جنگ کے بعد ایرانیوں نے شکست کھائی۔ زغر بھاگ کھڑا ہوا لیکن راستے میں مر گیا۔ اس کی فوج سے بہت کم آدمی جان بچا سکے۔ بہمن اس شکست کی خبر سن کر راستے ہی سے دربارِ ایران سے مشورہ کرنے کے لیے لوٹ گیا۔

۴۔ جنگ الیس

ولجہ میں ایرانیوں کو شکست دینے کے بعد حضرت خالدؓ الیّس کی طرف بڑھے جہاں ایرانیوں کی ایک زبردست فوج مسلمانوں پر حملہ کے لیے پر تول رہی تھی۔ اس فوج میں عربی النّسل عیسائی جنگجوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی شامل تھی۔ اس لشکر کا جرنیل جابان نامی ایک آزمودہ کار ایرانی سردار تھا۔ حضرت خالدؓ نے الیس پہنچتے ہی جنگ کا آغاز کر دیا اور شام تک ایرانی لشکر کو پیس کر رکھ دیا۔ اس جنگ میں اس قدر ایرانی مارے گئے کہ قریب بہنے والی نہر دریائے خون بن گئی۔

۵۔ فتح حیرہ

جنگِ الیس کے بعد حضرت خالدؓ نے حیرہ کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ حیرہ کا حاکم آزادبہ محاصرے سے پہلے ہی قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حیرہ کے باشندوں نے کچھ مدت قلعہ بند ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن بالآخر ہمت ہار بیٹھے اور مسلمانوں سے ایک لاکھ نوّے ہزار سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔

۶۔ جنگ انبار یا ذات العیون

حیرہ کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ انبار کی طرف بڑھے جو بابل سے اسّی میل دور دریائے فرات کے کنارے ایرانیوں کا ایک مضبوط گڑھ تھا یہاں ستّر ہزار ایرانی فوج

---

[1] بعض روایتوں میں اس کا نام "اندرزغر" بیان کیا گیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیرزاد کی سرکردگی میں جمع تھی۔ مسلمان انبار کے قریب پہنچے تو ایرانی قلعہ بند ہو گئے۔ قلعے کی محافظ فوج سرتاپا آہن پوش تھی۔ اس فوج نے مسلمانوں پر بے پناہ تیر باری کی اور ان کو پیچھے ہٹا دیا۔ قلعے کے چاروں طرف ایک چوڑی خندق تھی جو مسلمانوں کے مؤثر جوابی حملے میں حائل تھی۔ حضرت خالدؓ نے مسلمان تیراندازوں کو حکم دیا کہ آج تمہارا کام ہے تاک کر آہن پوش دشمن کی آنکھوں کو نشانہ بناؤ۔ مسلمانوں نے ایسی مہارت سے تیر برسائے کہ دشمن کے ایک ہزار سپاہیوں کی آنکھیں بیکار ہو گئیں اور وہ بوکھلا اٹھے۔[1] اس کے ساتھ ہی حضرت خالدؓ نے بیکار اونٹ ذبح کر کے ان سے خندق پاٹنے کا حکم دیا۔ اس تدبیر سے مسلمان قلعے کی دیواروں کے نیچے پہنچ گئے اور نہایت جوش وخروش سے حملہ کیا۔ ایرانی تاب مقاومت نہ لا سکے اور الامان الامان پکار اٹھے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت خالدؓ کو صلح کا پیغام بھیجا۔ حضرت خالدؓ نے ان کی درخواست قبول کر لی اور شیرزاد کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت تین دن کا سامان رسد لے کر شہر سے نکل جائے۔ شیرزاد کے جانے کے بعد مسلمان لشکر انبار میں داخل ہو گیا۔

۷- فتح عین التمر

انبار کی تسخیر کے بعد حضرت خالدؓ عین التمر کی طرف بڑھے۔ وہاں دربارِ ایران کی طرف سے مہران بن بہرام چوبین حاکم تھا۔ مہران کی فوج میں بہت سے اسلام دشمن عرب قبائل بھی شامل تھے۔ ان کا سردار عقبہ نامی ایک جنگجو بدوی تھا۔[1] اس نے مہران سے کہا کہ عربوں سے عرب ہی نبٹ سکتے ہیں۔ اگر تم اجازت دو تو میں اپنے قبائلی لشکر کو ہمراہ لے کر مسلمانوں کا مقابلہ کروں۔ مہران نے اسے بخوشی اجازت دے دی۔ کرخ کے مقام پر عقبہ اور حضرت خالدؓ کے لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ پہلی ہی جھڑپ میں عقبہ مسلمانوں کے ہاتھ اسیر ہو گیا اور اس کی فوج بھاگ نکلی۔ حضرت خالدؓ نے عقبہ کی گردن اڑا دی اور اس کی فوج کے جو آدمی مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ مہران کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ دہشت زدہ ہو کر عین التمر سے بھاگ گیا۔ عقبہ کی بھاگی

---

[1] بعض مؤرخین نے اس کا نام عقبہ اور بعض نے عتبہ لکھا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی فوج عین التمر میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئی۔ حضرت خالدؓ نے بہت جلد محصورین کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا اور عین التمر پر اسلامی جھنڈا لہرا دیا۔

۸۔ فتح دُومۃ الجندل

دومۃ الجندل شام' عراق اور عرب کی سرحدوں پر ایک عیسائی ریاست تھی۔ یہاں سے تینوں ملکوں کو راستے جاتے تھے اس لیے جغرافیائی لحاظ سے اس کی اہمیّت مُسلّم تھی۔ دومۃ الجندل کی ریاست عہدِ رسالت ہی سے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ عہدِ رسالت میں غزوۂ دومۃ الجندل اسی قسم کی سازشوں کے تدارک کے لیے ہوا تھا۔ صدّیق اکبرؓ کے عہدِ خلافت میں دومۃ الجندل کے عیسائی حکمرانوں نے پھر سر ابھارا۔ آپ نے ان کی سرکوبی کے لیے حضرت عیاضؓ بن غنم کو مامور فرمایا۔ دومۃ الجندل پر دو عیسائی سردار جودی بن ربیعہ اور اکیدر بن عبدالملک حکمران تھے۔ گو وہ دونوں ایک دوسرے کے حریف تھے لیکن حضرت عیاضؓ کے مقابلے پر مُتّحِد ہو گئے تھے۔

حضرت عیاضؓ ایک سال تک دومۃ الجندل کے عربی النّسل عیسائیوں سے معرکہ آرا رہے لیکن ان کو مطیع نہ کر سکے۔ بالآخر انھوں نے حضرت خالدؓ سے مدد طلب کی۔ حضرت خالدؓ آندھی اور طوفان کی طرح ان کی مدد کو بڑھے۔ اکیدر نے حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر سن کر جودی کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ جودی خون ریز لڑائی کے بعد مارا گیا اور دومۃ الجندل پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

۹۔ جنگِ فراض

دومۃ الجندل ایرانی علاقہ نہیں تھا اس لیے جب حضرت خالدؓ وہاں سے چلے گئے تو ایرانیوں نے اطمینان کا سانس لیا اور ازسرِنَو مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ حضرت قعقاعؓ بن عمرو تمیمی نے جو حیرہ میں مقیم تھے' ایک طرف تو حضرت خالدؓ کو ایرانیوں کے عزائم کی اطلاع دی اور دوسری طرف ایرانی فوجوں کی پیش قدمی کو روکا۔ اس اثناء میں حضرت خالدؓ حضرت عیاضؓ کے ساتھ حیرہ واپس آ گئے۔ حضرت خالدؓ اور ان کے ماتحت سرداروں حضرت قعقاعؓ اور ابولیلیٰؓ نے ایرانیوں کو حصید' خنافس' مصیخ' ثنی' الزمیل اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضاب کے مقامات پر پے در پے شکستیں دیں اور پھر فراض کی طرف بڑھے جہاں شام، عراق اور جزیرہ کی سرحدیں ملتی تھیں۔ ایرانی، رومی اور عیسائی عرب سب مُتّحد ہو کر یہاں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے۔ اس اتحادی لشکر نے نہایت جوش و خروش سے مسلمانوں پر حملہ کیا لیکن حضرت خالدؓ کی جنگی مہارت اور مسلمانوں کی پامردی نے اس حملہ کو پسپا کر دیا اور پھر جوابی حملہ کر کے دشمن کو عبرت ناک شکست دی۔ اتحادیوں کے قریباً ایک لاکھ آدمی اس لڑائی میں کام آئے۔ دس دن وہاں مقیم رہنے کے بعد اسلامی لشکر واپس حیرہ آ گیا۔

جنگِ فراض کے بعد ۱۳ھ میں حضرت خالدؓ نے خفیہ حج کیا اور پھر عراق میں اپنی فوجوں کی کمان آ سنبھالی۔ چند دن بعد ان کو حضرت ابوبکر صدّیقؓ کا حکم موصول ہوا کہ تم عراق میں مُثنّیٰؓ کو اپنا جانشین بنا کر شام کی طرف روانہ ہو جاؤ اور شام میں جو لشکر رومیوں سے نبرد آزما ہے اس کی قیادت سنبھالو۔

حضرت خالدؓ کے عراق سے رخصت ہوتے ہی ایرانیوں کی باسی کڑھی میں پھر ابال آیا۔ انہوں نے اپنے اندرونی جھگڑے فراموش کر دیے اور مسلمانوں کو عراقِ عرب سے نکالنے کے لیے مُتّحد ہو کر زبردست جنگی تیاریوں میں مشغول ہو گئے۔ حضرت خالدؓ شام کو جاتے وقت نصف فوج اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ حضرت مُثنّیٰؓ نے باقی نصف فوج کے ساتھ نہایت ثابت قدمی سے ایرانی یلغار کا مقابلہ کیا لیکن ایرانیوں کی عسکری قوت مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی اس لیے خدشہ تھا کہ کہیں مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ ان نازک حالات میں حضرت مُثنّیٰؓ نے خود بارگاہِ خلافت میں جا کر مدد مانگنا مناسب سمجھا چنانچہ وہ حضرت بشیرؓ بن خصاصیہؓ کو اپنی جگہ عارضی امیر مقرر کر کے مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت مُثنّیٰؓ نے پہلے صدّیق اکبرؓ کو ایک خط لکھا جس میں عراق کے مفصّل حالات لکھے۔ جب جواب آنے میں تاخیر ہوئی تو انہوں نے خود بارگاہِ خلافت میں حاضر ہونے کا ارادہ کر لیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران سے جنگ کا دوسرا دور

(۱)

صدیقِ اکبرؓ کی وصیت

حضرت مُثنیؓ جب مدینہ منورہ پہنچے تو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ شدید بیمار تھے اور زندگی کی آخری منزل طے کر رہے تھے۔ انہوں نے اسی حالت میں مُثنیؓ سے عراق کے حالات سنے اور پھر حضرت عمرِ فاروقؓ کو بلا کر وصیت[1] کی کہ اے عمرؓ! میرا پیمانہ زندگی لبریز ہو چکا ہے، امید نہیں کہ میں آج شام تک زندہ رہوں میرے مرنے کے بعد تم کل ہی مُثنیؓ کو مدد دے کر عراق روانہ کر دینا، کوئی مصیبت تمہیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور دین کے کام سے غافل نہ کرنے پائے۔ تمہیں علم ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی وفات کے بعد میں نے کون سا لائحہ عمل اختیار کیا تھا حالانکہ وہ بہت بڑا فتنہ تھا۔ اگر میں اس وقت کمزوری دکھاتا تو دینِ حنیفی کا خاتمہ ہو جاتا۔ جب اللہ تعالیٰ شام میں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے تو اہلِ عراق کو واپس ان کے علاقے میں بھیج دینا کیونکہ اہلِ عراق ہی اس علاقے کی مہمات کے لیے دوسرے لوگوں سے موزوں ہیں۔[1]

اس وصیت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا اور حضرت عمرِ فاروقؓ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ انہوں نے صدیقِ اکبرؓ کی وصیت کے مطابق سب

---

[1] اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرِ فاروقؓ کو اپنا جانشین نامزد کر چکے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے یہ کام کیا کہ مسلمانوں کا ایک اجتماعِ عظیم منعقد کیا اور اس میں لوگوں کو جہاد کے لیے عراق جانے کی ترغیب دی۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری کا کام تھا اور لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر خاموش ہو جاتے تھے۔ تین دن تک یہی کیفیت رہی' چوتھے دن حضرت مثنیٰؓ نے مجمع عام میں اٹھ کر بڑے جوش سے کہا: ''مسلمانو! معلوم نہیں تم خاموش کیوں ہو؟ ہم نے مجوسیوں کو آزما کر دیکھ لیا ہے۔ وہ مردِ میدان نہیں ہیں۔ ہم نے ان کے ملک کے ایک وسیع حصے پر قبضہ کر لیا ہے اور ان سے اپنی شجاعت کا لوہا منوا لیا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ وہ ہمارے مقابلے پر نہیں ٹھہر سکیں گے''۔

حضرت مثنیٰؓ کی تقریر ختم ہوئی تو قبیلہ بنو ثقیف کے ایک مجاہد حضرت ابو عبیدؓ بن مسعود اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا''۔ امیر المومنین! اس کام کے لیے میں حاضر ہوں''۔

حضرت ابو عبیدؓ کی جرات سے سارے مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا حضرت سلیطؓ بن قیس اور حضرت سعدؓ بن عبید انصاری بھی ''اِنَّا لِهٰذَا'' (ہم اس کام کے لیے حاضر ہیں) کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ہر طرف سے جہادِ عراق پر جانے کے خواہش مند لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔

حضرت عُمرِ فاروقؓ نے حضرت مثنیٰؓ کو مدد دینے کے لیے ایک ہزار جوان منتخب کئے اور ان کا سردار حضرت ابو عبیدؓ کو مقرر کیا حضرت ابو عبیدؓ صحابی نہیں تھے اس لیے بعض حلقوں کی طرف سے فاروقِ اعظمؓ کو مشورہ دیا گیا کہ اس لشکر کا سردار کسی صحابی کو مقرر کیا جائے لیکن حضرت عُمرِ فاروقؓ نے یہ مشورہ قبول نہ کیا اور فرمایا کہ ''ابو عبیدؓ نے جہاد کی دعوت قبول کرنے میں سبقت کی اس لیے اپنے آپ کو اس فوج کی قیادت کا مستحق بنا لیا''۔ تاہم آپؓ نے ابو عبیدؓ کو نصیحت کی کہ تمہارے لشکر میں بہت سے صحابہ بھی شامل ہیں ہر حال میں ان کا ادب ملحوظ رکھنا اور تمام معاملات میں انہیں مشورے میں شریک رکھنا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت مثنیٰؓ کو ہدایت کی کہ تم فوراً عراق روانہ ہو جاؤ۔

امدادی لشکر ضروری تیاری کے بعد بہت جلد تمہارے پاس پہنچ جائے گا جب تک یہ لشکر نہ پہنچے لڑائی کا آغاز نہ کرنا''۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مثنیٰؓ عراق پہنچے تو سارے ایران کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ پایا۔ انہوں نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ کمک پہنچنے تک اپنی فوج کو حیرہ سے ہٹا کر خفان لے آئیں جہاں ایرانی پشت کی طرف سے حملہ نہیں کر سکتے تھے ایک ماہ بعد حضرت ابو عبیدؓ بھی خفان میں ان سے آ ملے۔ حضرت ابو عبیدؓ کا لشکر اب کئی ہزار جوانوں پر مشتمل تھا کیونکہ راستے میں کئی عرب قبائل جہاد میں شرکت کا شرف حاصل کرنے کے لیے ان کے ہمراہ ہو لیے تھے۔

(۲)

حضرت ابو عبیدؓ کے مجاہدانہ کارنامے

جس زمانے کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس وقت ایران کا وزیر اعظم رستم بن فرخ زاد تھا۔ وہ ایک جنگجو اور صاحبِ تدبیر شخص تھا۔ اس نے ایران کی عسکری قوت کو نئے خطوط پر منظّم کیا اور تمام سرحدی اضلاع میں مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرا دی۔ اس کے بعد اس نے دو زبردست لشکر جابان اور شہزادہ نرسی کی ماتحتی میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے روانہ کئے جابان نے نمارق کے مقام پر پڑاؤ ڈالا حضرت ابو عبیدؓ خفان سے نکل کر ایرانی لشکر پر حملہ آور ہوئے اور ایک خون ریز جنگ کے بعد اسے شکستِ فاش دی۔ جابان کو ایک مسلمان سپاہی مطر بن فضہ نے گرفتار کر لیا مطر جابان کو نہیں پہچانتے تھے۔ انہوں نے جابان کی منت سماجت پر اسے امان دے دی بعد میں مسلمانوں نے جابان کو پہچان لیا اور اسے پھر گرفتار کر لیا حضرت ابو عبیدؓ کو اُس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے حکم دیا کہ جابان کو رہا کر دیا

۱؎ علامہ اقبالؒ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں نظم کیا ہے:

شُد اسیرِ مسلمے اندر نبرد — قائدے از قائدانِ یزدجرد
گبر باراں دیدہ و عیّار بود — حیلہ جُو و پُرفن وَ مکّار بود
از مقامِ خود خبردارش نہ کرد — ہم زِنامِ خود خبردارش نہ کرد
گفت میخواہم کہ جاں بخشی مرا — چوں مسلماناں اماں بخشی مرا
کرد مسلم تیغ را اندر نیام — گفت خونت ریختن بر من حرام
چوں دِرفشِ کادیانی چاک شُد — آتشِ اولادِ ساساں خاک شُد

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے کیونکہ ایک مسلمان اس کو امان دے چکا ہے [1]

دوسری طرف شہزادہ نرسی تیس ہزار فوج کے ساتھ کسکر آ پہنچا جابان کی بچی کچھی فوج بھی اس کے لشکر میں آ کر شامل ہو گئی۔ اُدھر رستم کو جب جابان کی شکست کی خبر ملی تو اس نے شہزادہ نرسی کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے ایک اور امدادی لشکر جالینوس نامی ایک ایرانی سردار کی سرکردگی میں کسکر کی طرف روانہ کر دیا شہزادہ نرسی ابھی اس امدادی لشکر کے پہنچنے کا انتظار کر رہا تھا کہ حضرت ابو عبیدؓ دریائے فرات عبور کر کے اس کے سر پر آ پہنچے دونوں فوجوں میں ہولناک جنگ ہوئی ایرانیوں نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے لیکن مسلمانوں کے تیز و تند حملوں ے سامنے ان کی پیش نہ چلی اور وہ جلد ہی بددل ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے اس کے بعد مسلمان جالینوس کی طرف بڑھے جو باقشیا میں خیمہ زن تھا مسلمانوں کے ایک ہی حملے نے اسے بھی بھاگنے پر مجبور کر دیا اور اس نے مدائن پہنچ کر دم لیا۔

نرسی اور جالینوس کی شکست کی خبر سن کر رستم سخت برہم ہوا۔ اب اس نے ایک جہاندیدہ اور بہادر افسر بہمن جادویہ کو ایک زبردست فوج دے کر اس شان سے روانہ کیا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

آ شکارا شُد کہ جابان است او
میر سرباز اِن ایران است او

قتلِ اُو از میرِ عسکر خواستند
از فریبِ او سخن آرا ستند

بو عبیدؓ آں سیّدِ فوجِ حجاز
درِّ غا غزمش زِ لشکر بے نیاز

گفت ”اے یاراں مسلمانیم ما
تارِ چنگیم و یک آہنگیم ما

نعرۂ حیدرؓ نوائے بوذرؓ است
گرچہ از حلقِ بلالؓ و قنبر است

ہر یکے از ما امینِ مِلّت است
صلح و کینش صلح و کینِ مِلّت است

مِلّت ار گردد اساسِ جانِ فرد
عہدِ مِلّت می شود پیمانِ فرد

گرچہ جابان دشمنِ مابودہ است
مسلمے اورا اماں بخشودہ است

خونِ او اے معشرِ خیر الانام
بردِمِ تیغ مسلماناں حرام

[1] ”دِرفشِ کاویانی“ ایران کا قومی جھنڈا تھا۔ اس کی نسبت ”کاوہ“ نامی ایک لوہار سے تھی جس نے زمانۂ قدیم میں ایران کے سفّاک بادشاہ ضحاک کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کیا تھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درفشِ کاویانی اس کے سر پر لہراتا تھا۔[1] ایرانی فوج میں تین سَو جنگی ہاتھی بھی تھے یہ ایرانی فوج دریائے فرات کے کنارے پر ایک مقام ''قسِ ناطف'' میں خیمہ زن ہوئی۔ ادھر سے حضرت ابو عبیدؓ کسکر سے روانہ ہو کر مشرقی فرات کے کنارے پر ایک مقام مروحہ میں مقیم ہوئے بہمن جادویہ نے انہیں پیغام بھیجا کہ تم اس پار اتر کر آؤ گے یا ہم آئیں حضرت مثنیٰؓ حضرت سلیطؓ اور دوسرے صائب الرّائے مسلمانوں نے ابو عبیدؓ کو مشورہ دیا کہ ایرانی فوج کو اس طرف بلانا چاہیے لیکن ابو عبیدؓ کے خیال میں دوسری طرف جا کر لڑنا مناسب تھا۔ چنانچہ وہ جوشِ شجاعت میں اپنی فوج کے ہمراہ دریا کے پار اتر گئے۔ بدقسمتی سے دریائے فرات اور ایرانی لشکر کے درمیان میدان بہت تنگ تھا۔ مسلمان اپنی صف بندی مناسب طریقے سے نہ کر سکے۔ بہرصورت مقابلہ شروع ہو گیا ایرانیوں نے پہلے اپنے ہاتھی آگے بڑھائے' مسلمانوں کے گھوڑے بدکے اس پر حضرت ابو عبیدؓ نے پیادہ فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور خود بھی اس کے ساتھ ہو کر ہاتھیوں پر حملہ آور ہوئے۔ وحشی ہاتھیوں نے کئی مسلمانوں کو اپنے پاؤں کے نیچے کچل دیا لیکن ابو عبیدؓ بڑھ بڑھ کر ہاتھیوں کی سونڈوں پر تلواریں مارتے تھے اور اپنے ساتھیوں کی ہمت بندھاتے تھے۔ اپنے امیر کی بے پناہ جرأت دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی دیوانہ وار ہاتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔ عین اس وقت ایک ہاتھی حضرت ابو عبیدؓ پر حملہ آور ہوا اور انہیں اپنے پاؤں تلے کچل کر شہید کر ڈالا۔ ان کے بھائی حکم بن مسعود ثقفیؓ نے آگے بڑھ کر پرچم اپنے ہاتھ میں لے لیا لیکن ایک ہاتھی نے انہیں بھی شہید کر دیا۔ غرض قبیلہ ثقیف کے چھ آدمی یکے بعد دیگرے عَلَم سنبھال کر آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔ آخر مثنیٰؓ بن حارثہ نے عَلَم سنبھالا اور لوگوں کی ٹوٹی ہوئی ہمتیں بندھانے کی کوشش کی لیکن ہاتھیوں کے خوفناک ریلے سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے۔ عین اسی وقت کسی نے دریا کا پل توڑ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد بدحواسی میں پیچھے ہٹتے ہوئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اور لوگوں کو اس کے ظلم وستم سے نجات دلائی تھی۔ اسی زمانہ سے یہ جھنڈا ایران کی قومی یادگار کے طور پر محفوظ چلا آتا تھا۔ ایرانی اس جھنڈے کو نہایت مقدس جانتے تھے اور اس کی موجودگی کو فتح کی ضمانت قرار دیتے تھے۔ یہ عَلَم چمڑے کا بنا ہوا تھا اور چار گز لمبا اور ایک گز چوڑا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرقِ آب ہو گئی تاہم حضرت مثنیٰؓ اور کچھ دوسرے سرفروش مسلمان ایرانیوں کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو گئے اور آخر تک میدان میں ڈٹے رہے حتیٰ کہ مسلمانوں کی ایک جماعت نے دریا پر پل تیار کر دیا اور مثنیٰؓ باقی ماندہ فوج کے ساتھ منظم طریقے سے دریا کی دوسری طرف اتر گئے۔ یہ افسوسناک واقعہ ماہِ رمضان ۱۳ھ میں ہفتہ کے دن پیش آیا اس لڑائی میں مسلمانوں کو شدید جانی نقصان اٹھانا پڑا اور نو ہزار میں سے ان کے چھ ہزار آدمی شہید ہو گئے تاہم بہمن کو مسلمانوں کا تعاقب کرنے کی ہمت نہ پڑی اور وہ اپنی فوج کو لے کر وہاں سے ہی واپس چلا گیا۔[1]

جنگِ بویب

فاروقِ اعظمؓ کو معرکۂ جسر میں مسلمانوں کی ہزیمت اور حضرت ابوعبیدؓ کی شہادت کی خبر ملی تو انہیں بے حد دُکھ ہوا۔ انہوں نے تمام عرب میں خطباء اور نقیب پھیلا دیے جو لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے تھے اور جسر کی شکست کا انتقام لینے پر عربوں کے قومی جذبے کو ابھارتے تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں عرب کے طول وعرض میں آگ سی لگ گئی اور چاروں طرف سے عرب قبائل جہاد کے لیے تیار ہو کر جوق در جوق مدینہ منورہ پہنچنے شروع ہو گئے یہاں تک کہ بنو نمر اور بنو تغلب کے عیسائی سردار بھی اپنے قبیلوں کے ہزاروں آدمی ساتھ لے کر ایران کے خلاف لڑنے کے لیے فاروقِ اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ان کے نزدیک یہ عرب اور عجم کی قومی جنگ تھی جس میں کسی عرب کا پیچھے رہنا بزدلی اور نامردی کے مترادف تھا حسنِ اتفاق سے اس موقع پر قبیلہ بجیلہ کے نامور سردار حضرت جریرؓ بن عبداللہ البجلی بھی

---

[1] یہ لڑائی معرکۂ جسر یعنی "پل کی لڑائی" کہلاتی ہے جن لوگوں نے اس لڑائی میں راہِ فرار اختیار کی وہ مدت العمر لوگوں سے اپنا منہ چھپاتے رہے۔ حضرت عمرِ فاروقؓ ان لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کو تسلی دیتے تھے اور ان کی تالیفِ قلب کرتے تھے لیکن وہ کسی تاویل سے مطمئن نہیں ہوتے تھے اور اپنے آپ کو غضبِ الٰہی کا مستحق گردانتے تھے۔ حضرت عمرِ فاروقؓ فرماتے تھے کہ تم ان لوگوں کی طرح ہو جو جنگِ اُحد میں میدانِ جنگ چھوڑ گئے تھے' تاہم اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا۔ اس کی رحمتوں اور بخششوں کا کوئی ٹھکانا نہیں' وہ تمہیں بھی اپنے دامنِ رحمت میں ڈھانک لے گا' تم اپنے اس فعل کی تلافی کرنے کے لیے گھروں سے باہر نکلو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے قبیلہ کے ہمراہ مدینہ منورہ آ پہنچے۔ حضرت عمرؓ ان کے آنے سے پہلے حضرت مُثنیٰؓ کو ابو عبیدؓ کی جگہ عراق میں مقیم مسلمان فوج کا سپہ سالار مقرر کر چکے تھے۔ حضرت جریرؓ کو انہوں نے امدادی فوج کا سردار مقرر کیا اور ایک زبردست فوج کے ساتھ ان کو حضرت مثنیٰؓ کی مدد کے لیے روانہ کر دیا۔[1] ادھر جواں ہمت مُثنیٰؓ نے سرحدی اضلاع میں نقیب بھیج کر ایک بڑی فوج جمع کر لی تھی اور بویب کے مقام پر خیمہ زن ہو گئے تھے۔ حضرت جریرؓ بھی امدادی فوج کے ساتھ بویب میں ان کے ساتھ آ ملے۔ دوسری طرف دربارِ ایران میں مسلمانوں کے دوبارہ مجتمع ہونے کی خبریں پہنچیں تو وہاں سے فوراً بارہ ہزار آزمودہ کار جنگجو مہران بن مہرویہ ہمدانی کی سرکردگی میں مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے روانہ کر دیے گئے۔ راستے میں ایرانی فوج کے کئی اور دستے بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے اور مہران کے جھنڈے کے نیچے ایک لاکھ سے بھی اوپر فوج جمع ہو گئی مہران سیدھا بویب پہنچا اور دریائے فرات کے دوسرے کنارے پر مسلمانوں کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ دوسرے دن اس نے مُثنیٰؓ کو پیغام بھیجا کہ تم دریا عبور کر کے اِدھر آؤ گے یا ہم اُدھر آئیں؟ حضرت مثنیٰؓ کو جسر کا واقعہ یاد تھا۔ انہوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم یہاں ہی مقیم رہیں گے تم اِدھر آ جاؤ۔

---

[1] ابو عمر جریرؓ بن عبداللہ البجلی یمن کے شاہی خاندان سے تھے۔ وہ رمضان ۱۰ ہجری میں رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور ﷺ نے اس موقع پر ان کی نہایت تعظیم و تکریم فرمائی اور ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھا دی۔ حجۃ الوداع میں لوگوں کو خاموش کرنے کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اور دوسرے مسلمان بھی ان کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ حضرت جریرؓ نہایت حسین و جمیل اور شجاع آدمی تھے۔ حضرت عُمرِ فاروقؓ ان کو ''اُمتِ محمدیہ ﷺ کا یوسف'' کہا کرتے تھے۔ انہوں نے عراقِ عرب کے معرکوں میں بڑا نام پیدا کیا۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے عہدِ خلافت میں وہ ہمدان کے گورنر تھے۔ ان کے بعد حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کی بیعت کر لی۔ امیر معاویہؓ نے شام میں بساطِ حکومت بچھائی تو جریرؓ حضرت علیؓ کی طرف سے ان کو بیعت کی دعوت دینے کے لیے دمشق تشریف لے گئے۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ یہ واپس کوفہ آئے تو مالک اشتر نے ان سے نہایت تلخ لہجہ میں گفتگو کی۔ جریرؓ بددل ہو کر قرقیسیا میں گوشہ نشین ہو گئے اور وہیں ۵۴ھ میں سفرِ آخرت اختیار کیا۔ حضرت جریرؓ سے سو حدیثیں مروی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہران نے دریا عبور کر کے مسلمانوں کے مقابل اپنی فوج کو اس طرح آراستہ کیا کہ سب سے آگے زرہ پوش پیادے تھے ان کے پیچھے جنگی ہاتھی تھے جن پر تیر انداز سوار تھے۔ داہنے اور بائیں سواروں کے دستے تھے۔ حضرت مثنیٰؓ نے بھی نہایت ترتیب سے اپنی صفیں درست کیں اور مسلمانوں کے سامنے ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔ ان کی تقریر نے ہر مسلمان کے دل میں شوقِ شہادت کے شعلے بھڑکا دیے۔ مسلمان ابھی حملہ کے لیے ہتھیار سنبھال ہی رہے تھے کہ ایرانی فوج نے حملہ کر دیا حضرت مثنیٰؓ نے نہایت ہمت سے اسلامی لشکر کو سنبھالا اور پھر دستور کے مطابق تین تکبیریں کہہ کر ایرانیوں سے نبرد آزما ہو گئے۔ ایرانیوں کا حملہ اتنا تند و تیز تھا کہ مسلمان لڑکھڑا گئے اور بنو عجل کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ حضرت مثنیٰؓ نے انہیں پیغام بھیجا کہ مسلمانوں کو رسوا نہ کرنا اور پیچھے ہٹنے کے بجائے کٹ کر مر جانے کو ترجیح دینا۔ بنو عجل یہ پیغام ملتے ہی سنبھل گئے اور جم کر لڑنے لگے۔ اب لڑائی کا میدان خوب گرم ہو گیا اور چند گھنٹے تک اس زور کا رن پڑا کہ دشت و جبل کانپ اٹھے۔ مثنیٰؓ اس جوش کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ سر پاؤں کا کچھ ہوش نہیں تھا۔ ان کے پہلو بہ پہلو بنو تغلب اور بنو نمر کے عیسائی سردار ابن مردی الفہر اور انس بن ہلال بھی دادِ شجاعت دے رہے تھے۔

عین معرکۂ کارزار میں مثنیٰؓ کے بھائی مسعود بن حارثہ شیبانی مہلک زخم کھا کر گرے۔ مثنیٰؓ نے للکارا۔ ''مسلمانو شرفا کے جان دینے کی یہی ادا ہوتی ہے تمہارے عَلَم ہرگز نہ جھکنے پائیں''۔ اسی اثنا میں انس بھی شدید زخم کھا کر گر پڑا۔ مثنیٰؓ نے اس کو اپنے بھائی کے پہلو میں لٹا دیا اور پھر شمشیر بدست دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ ایرانی فوج کے بھی بڑے بڑے افسر مارے گئے تھے لیکن مہران ثابت قدمی سے لڑ رہا تھا۔ بنو تغلب کے ایک جوان نے اسے تاڑ لیا اور یکا یک تلوار سونت کر اس پر جا پڑا۔ مہران گھوڑے سے گرا تو نوجوان اچک کر اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا اور باآواز بلند نعرہ لگایا۔ ''میں ہوں تغلب کی اولاد اور ایرانی سردار کا قاتل''۔ ایرانی فوج اپنے سردار کو قتل ہوتے دیکھ کر بددل ہو گئی اور نہایت ابتری سے بھاگ کھڑی ہوئی مثنیٰؓ فوج کے چند مضبوط دستوں کو ساتھ لے کر پُل پر پہنچ گئے اور بھاگتے ہوئے ایرانیوں کا رستہ روک کر انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ ہزاروں ایرانی دریا میں غرق ہو گئے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بروایت ابنِ خلدون ایک لاکھ کے قریب مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ کہتے ہیں کہ بویب کی لڑائی میں جس قدر ایرانی قتل ہوئے کسی دوسری لڑائی میں ان کو اتنا جانی نقصان نہیں اٹھانا پڑا۔ بویب کے میدان میں عرصۂ دراز تک ایرانیوں کے ہڈیوں کے بڑے بڑے ڈھیر پڑے رہے۔ مسافر ادھر سے گزرتے تو ان کی زبانوں پر بے اختیار عبرت کے الفاظ جاری ہو جاتے۔ بویب کا معرکہ فی الحقیقت معرکۂ جسر کا بھرپور جواب تھا۔ اس لڑائی میں ایک لاکھ ایرانی مقتولوں کے مقابلے میں صرف سو مسلمان شہید ہوئے۔

ایرانیوں میں بیداری کی لہر

معرکہ بویب کے بعد مسلمان عراقِ عرب میں چاروں طرف پھیل گئے۔ حضرت مثنیؓ کا خیال تھا کہ بویب کی شکست ایرانیوں کی کمرِ ہمت توڑ دے گی اور وہ ایک مدت تک اپنے زخموں کو سہلاتے رہیں گے لیکن ان کی توقّعات کے برعکس واقعۂ بویب نے ایرانیوں کو پہلے سے کہیں زیادہ مُتّحِد کر دیا۔ ایران کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگ گئی اور غیرتِ قومی نے ہر ایرانی کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ حیران ہو ہو کر ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ بھوکے ننگے عربوں میں آج یہ جرأت کیسے پیدا ہو گئی کہ وہ تختِ کیانی کی آرزو کرنے لگے ہیں۔ فردوسی اس زمانہ کے ایرانیوں کے خیالات کی ترجمانی ان الفاظ میں کرتا ہے۔

زشیرِ شُتر خوردن و سُو سمار
عرب را بجائے رسید است کار
کہ تختِ کیاں را کنند آرزو
تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو!

(یعنی کیا ہم کو یہ روزِ بد بھی دیکھنا تھا کہ اونٹنی کا دودھ پینے والے اور گوہ کا گوشت کھانے والے (جاہل اور غیر مہذّب) عرب آج ایران پر قابض ہونے کے خواب دیکھ رہے ہیں)۔

ایرانیوں نے اپنی شکستوں کا اسباب کا جائزہ لیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ سب کچھ پوران دُخت کی زنانہ حکومت اور ہمارے سرداروں کے باہمی اختلافات کا شاخسانہ ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ انہوں نے رستم اور فیروز میں مصالحت کرائی۔ یہ دونوں سلطنت ایران کے دست و بازو تھے لیکن ایک دوسرے کے مخالف تھے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے پوران دُخت کو معزول کر کے خاندانِ کسریٰ کے واحد وارث یزدگرد کو تخت نشین کر دیا۔ اس وقت اس کی عمر بُاختلافِ روایت سولہ یا اکیس برس کی تھی۔

یزدگرد کے تخت نشین ہوتے ہی ایرانیوں میں نئی جان پڑ گئی اور خواص و عوام مُتّحِد ہو کر مسلمانوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے جن علاقوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا' وہاں بھی بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھے اور مسلمان چاروں طرف سے خطرات میں گھر گئے۔

حضرت مثنیٰؓ نے تمام حالات دربار خلافت میں لکھ بھیجے۔ وہاں سے حکم موصول ہوا کہ اپنی فوجوں کو سمیٹ کر سرحدِ عرب کی طرف ہٹ آؤ اور ربیعہ اور مضر کے قبائل کو اپنی مدد کے لیے بلا بھیجو۔ حضرت مُثنیٰؓ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اپنی فوجوں کو سمیٹ کر مقام ذوقار میں مقیم ہو گئے اور مدینہ منورہ سے مزید احکام کا انتظار کرنے لگے۔

❁ ❁ ❁

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عساکرِ اسلامی کی قیادت

مسلمانوں کا جوشِ جہاد

خلیفۃ المسلمین حضرت عمرِ فاروقؓ کو جب حضرت مثنیٰؓ کے خط کے ذریعہ عراقِ عرب کے حالات کا علم ہوا تو آپ کو سخت جوش آیا اور آپ نے فرمایا:۔

واللهِ لَاَرْمِيَنَّ مُلُوْكَ العَجم بِمُلُوْكِ الْعَرَبِ.

خدا کی قسم اگر ملوکِ عجم نے اتحاد کر لیا ہے تو میں ان کے مقابلہ کے لیے ملوک عرب کو بھیجوں گا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت مثنیٰؓ کو مناسب ہدایات بھیجیں اور تمام عرب میں منادی کرا دی کہ لوگ جہاد کے لیے تیار ہو کر آئیں یہاں تک کہ اگر کسی قبیلہ میں ایک شخص بھی لڑنے کے قابل ہے یا کوئی اور ہنر جانتا ہے تو وہ بھی آجائے۔ فاروقِ اعظمؓ کی دردمندانہ دعوت جہاد پر سارے عرب نے لبیک کہا اور چاروں طرف سے مدینہ منورہ میں مجاہدین کا تانتا بندھ گیا۔ جو لوگ عراقِ عرب کی سرحد کے نزدیک تھے وہ تو براہ راست حضرت مثنیٰؓ کے پاس پہنچ گئے دوسرے لوگوں نے مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ اسی اثناء میں حج کا موسم آگیا۔ حضرت عمرِ فاروقؓ حج کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ واپس تشریف لائے تو حدِ نظر تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے اور مدینہ کے در و دیوار اور دشت و جبل تکبیر کے نعروں سے گونج رہے تھے۔ ان سرفروشوں میں ایسے آتش بیان مقرر بھی تھے جن کے چند جملے تنِ مردہ میں جان ڈال دیتے تھے اور ایسے شجاع بھی کہ اکیلے ہزار سواروں سے بھڑ جائیں۔ ان دنوں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص قبیلہ بنو ہوازن کے عامل تھے۔ حضرت عمرؓ کی دعوت پر انہوں نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی باختلافِ روایت ایک ہزار یا تین ہزار جنگجو مجاہدین جمع کیے اور مدینہ منورہ بھیجے۔ بروایت علامہ شبلیؒ حضرت سعدؓ کے آدمیوں میں سے ایک ایک شخص تیغ وعَلَم کا مالک تھا۔

حضرت عُمَرِ فاروقؓ مسلمانوں کا جذبۂ جہاد دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور تمام مجاہدین کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے باہر چشمۂ صرار پر آ کر قیام فرمایا۔ ابھی تک کسی کو معلوم نہیں تھا کہ مہم عراق پر جانے والی فوج کی قیادت کون کرے گا۔ صرار کے قریب حضرت عمرؓ نے تمام لشکر کو نہایت ترتیب سے آراستہ کیا اور پھر اکابر صحابہؓ سے فرمایا: ''میرا ارادہ ہے کہ اس لشکر کے ساتھ میں خود جاؤں' میری غیر حاضری میں علیؓ نظم ونسقِ خلافت چلائیں گے۔ طلحہؓ' زبیرؓ' اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف میرے ساتھ ہوں گے۔ طلحہؓ مقدمۃ الجیش کے افسر ہوں گے اور میمنہ ومیسرہ کی قیادت زبیرؓ اور عبدالرحمٰنؓ کریں گے''۔

عام مجاہدین کو جب حضرت فاروقؓ کے ارادے کا علم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے بیک آواز کہا کہ امیر المؤمنین آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں۔ یہ عظیم مہم آپ ہی کی قیادت کی محتاج ہے لیکن اہل الرّائے صحابہ حضرت عمرؓ کی بات سن کر سوچ میں پڑ گئے اور پھر سب نے یہ رائے دی کہ آپ کا مرکزِ خلافت سے باہر جانا بہت سے خطرات کا موجب بن سکتا ہے۔ لڑائی کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں' فتح یا شکست' اگر خدانخواستہ آپ کے قائد ہوتے ہوئے لشکر اسلام کو ہزیمت ہو گئی تو اس کے نہایت بھیانک نتائج نکلیں گے' یہاں تک کہ مسلمانوں کے صفحہ ہستی سے مٹ جانے کا اندیشہ ہے اور اگر آپ مرکزِ خلافت میں موجود ہوئے اور ایسی صورت پیش آ گئی تو اس سے نبٹنے کے لیے کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔ مناسب یہی ہے کہ آپ اس لشکر کی قیادت رسولِ اکرم ﷺ کے کسی دوسرے صحابی کے سپرد فرما دیں اور خود دارالخلافہ میں مقیم رہ کر اس لشکر کی نقل وحرکت کی نگرانی فرمائیں۔ اس صورت میں آپ ضرورت کے وقت اس لشکر کو آسانی سے امداد بھی بھیج سکیں گے۔

حضرت عُمَرِ فاروقؓ نے اکابر صحابہؓ کی رائے کو قبول فرمالیا اور ساری صورتِ حال عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کر دی۔ امیر المؤمنین کے مرکزِ خلافت سے دُور جانے میں جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطرات پنہاں تھے' لوگ انہیں سمجھ گئے اور خاموش ہو گئے۔

مہمِ عراق کی قیادت کے لیے حضرت سعدؓ کا انتخاب

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ اس عظیم مہم کی قیادت کس کے سپرد کی جائے۔ تمام اکابر صحابہؓ اس مسئلہ پر آپس میں نہایت سرگرمی سے صلاح مشورہ کرنے لگے۔ یکایک حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف[1] بول اٹھے "میں نے پالیا' میں نے پالیا۔" حضرت عمرؓ نے پوچھا "وہ کون" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جواب دیا "سعد بن مالک (ابی وقاص)"۔

سب نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور حضرت عمرِ فاروقؓ نے اسی وقت خط لکھ کر حضرت سعدؓ کو نجد سے بلا بھیجا۔[2] چند دن کے بعد حضرت سعدؓ مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت عمرؓ

---

[1] ابو محمد عبدالرحمٰنؓ بن عوف اصحابِ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ وہ خاندان بنو زُہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسلام کے سابقون الاولون سے ہیں۔ ان کو دو مرتبہ ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔ دو بار حبشہ تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس آنے پر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ منورہ میں انہوں نے اپنے مواخاتی بھائی حضرت سعدؓ بن ربیع انصاری کی راہ نمائی میں تجارت کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں ایسی برکت دی کہ وہ عرب کے ممتاز رؤسا میں شمار ہوئے۔ بدر اور احد میں نہایت شجاعت سے رسولِ اکرم ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا۔ ان کے بعد بھی اکثر غزواتِ نبوی میں شرکت کی۔ ۶ ہجری میں دومۃ الجندل کی مہم سر کی فتح مکہ' غزوہ حنین اور حجۃ الوداع میں بھی رسولِ اکرم ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ عہدِ صدیقی اور فاروقی میں تمام ملکی مسائل میں ان کی رائے کو بڑی وقعت دی جاتی تھی۔ حضرت عمرِ فاروقؓ نے اپنی شہادت سے پہلے جن چھ صحابہ کو منصبِ خلافت کی ذمہ داری اٹھانے کا اہل قرار دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ ان میں سے ایک تھے لیکن وہ اپنے حق سے دست بردار ہو گئے۔ عہدِ عثمانی میں انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اسی حالت میں ۳۱ھ میں سفرِ آخرت اختیار کیا۔ اس وقت کاروان عمر نے پچھتر منزلیں طے کی تھیں۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص جنازے میں شریک تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ "واجبلاہ" یعنی آہ یہ پہاڑ (علم و فضل کا پیکرِ عظیم) چل بسا۔

[2] بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اپنے لشکر کے ہمراہ نجد سے آئے تھے اور جس وقت ان کو عساکر کا قائد منتخب کیا گیا تو وہ مدینہ منورہ میں موجود تھے لیکن کثرتِ رائے یہی ہے کہ ان کو خط لکھ کر حضرت عمرؓ نے نجد سے بلوایا جہاں وہ بنو ہوازن سے صدقات کی وصولی پر مامور تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عراق جانے والی فوجوں کی قیادت ان کے سپرد کی اور عَلَم امارت ان کے سپرد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے سعدؓ! اس بات پر مغرور نہ ہونا کہ لوگ تمہیں رسول اللہ ﷺ کا ماموں اور صحابی کہتے ہیں۔ اللہ جل شانہ' برائی سے دور نہیں کرتا۔ ہاں نیکی سے برائیاں زائل ہو جاتی ہیں۔ اللہ اور اس کے بندوں میں قرابت کا کوئی رشتہ نہیں ہے ہاں رشتہ ہے تو طاعت کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ادنیٰ اور اعلیٰ سب برابر ہیں' ان میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ نفس کا محاسبہ کرنے اور گناہوں سے بچنے میں (سعی کرنے سے) ہے ان کو اللہ تعالیٰ کی کوشنودی اور انعامات صرف طاعت سے حاصل ہو سکتے ہیں تم اس طریقہ کو مضبوطی سے اختیار کرو جس پر رسول اللہ ﷺ بعثت سے رحلت تک قائم رہے پس یہی میری نصیحت ہے۔ اگر تم نے اسے نظر انداز کر دیا تو تمہارے پہلے اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے اور تم گھاٹا پانے والوں میں رہو گے۔''

حضرت سعدؓ نے وعدہ کیا کہ وہ ہر حال میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل کریں گے اور امیر المُومنین کی نصیحت کو مشعلِ راہ بنائیں گے۔

(۳)

فاروقِ اعظمؓ کی ہدایات

حضرت سعدؓ بڑے رتبہ کے صحابی تھے اور بارہا اپنی شجاعت اور بے خوفی کا وصف عوام سے منوا چکے تھے۔ حضرت عُمرِ فاروقؓ بھی ان کی شجاعت اور مردانگی کے معترف تھے لیکن ان کی قائدانہ استعداد کی طرف سے آپ مطمئن نہیں تھے۔ یہ کسی معمولی مہم کی قیادت نہیں تھی سارا ایران مُتّحِد ہو کر مسلمانوں کو پیس ڈالنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس سے نبرد آزما ہونے کے لیے زبردست قائدانہ صلاحیتوں کی ضرورت تھی اس سے پہلے حضرت سعدؓ کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی اہم مہم کی قیادت کا اتفاق کبھی نہیں ہوا تھا اور یہی چیز حضرت عمرؓ فاروقؓ کے تردّد کا باعث تھی تاہم جب حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے زور دے کر کہا کہ اس مہم کے لیے حضرت سعدؓ ہی موزوں ترین آدمی ہیں اور دوسرے سب لوگوں نے ان کی رائے کی پُرزور تائید کی تو پھر حضرت عمرؓ فاروقؓ نے حضرت سعدؓ کو یہ بارِگراں سپرد کرنے میں ایک لحہ بھی توقّف نہ کیا تاہم آپ نے بنظرِ احتیاط حضرت سعدؓ کو ہدایت کی کہ مدینہ منورہ سے روانہ ہونے کے بعد وہ ہر وقت اور ہر حال میں مرکزِ خلافت سے رابطہ قائم رکھیں اور جس جگہ پڑاؤ ڈالیں، وہاں کا نقشہ اور دوسرے حالات اس طرح لکھ بھیجیں گویا سب کچھ خلیفۃ المسلمین اور مجلسِ شوریٰ کی نظروں کے سامنے ہے۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ سے عراق تک تمام منزلیں متعیّن فرمادیں۔ (مؤرّخین نے ان منزلوں کی تصریح بھی کر دی ہے) اور پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو روانگی کا اِذن دے دیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے شام کی مہم کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو حکم بھیجا کہ عراق سے جو فوج شام بھیجی گئی تھی اسے واپس عراق بھیج دو تا کہ وہ سعدؓ کی فوج سے مل جائے۔

❀ ❀ ❀

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منوّرہ سے قادِسیّہ تک

(۱)

حضرت سعدؓ کی مدینہ سے روانگی

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص لشکرِ اسلام کے قائدین کر جب مدینہ منورہ سے چلنے لگے تو حضرت عُمرِ فاروقؓ نے ان کو علیٰحدگی میں بلاکر بدیں الفاظ خاص ہدایات دیں:۔

''میں تم کو عراق کی جنگ پر سپہ سالار بنا کر بھیجتا ہوں۔ میری یہ وصیّت یاد رکھنا کہ تم ایک سخت مشکل کام کے لیے جاتے ہو جس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اطاعتِ الٰہی کے سوا کوئی صورت نہیں ہے۔ اپنے نفس کو بھلائی کا کام کرنے کا عادی بناؤ اور نیک عمل کے ذریعے فتح طلب کرو اور جان لو کہ ہر عادت کے لیے اسباب اور سامان ہوتے ہیں اور خیر کے سامان کی بنیاد صبر پر ہے اور ہر مصیبت اور ناگہانی آفت میں صبر اختیار کرو ایسا کرنے سے خشیت الٰہی تمہارے دل میں پیدا ہوگی اور یاد رکھو کہ خشیتِ الٰہی کی دو نشانیاں ہیں' اللہ کے حکم کی اطاعت کرنا اور ارتکابِ گناہ سے بچنا اور احکامِ الٰہی کی پابندی وہی شخص کرتا ہے جو دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت کرتا ہے۔ اور حق تعالیٰ دلوں میں پاکیزہ اور عمدہ کیفیات پیدا کر دیتا ہے جن میں سے بعض ظاہر اور بعض مخفی ہوتی ہیں۔ ظاہر تو یہ ہیں کہ راہِ حق میں کسی کی تعریف یا ملامت کی پروا نہ ہو اور مخفی یہ ہیں کہ قلب کو حکمت سے معمور کر دیا جاتا ہے اور زبان اس کی ترجمانی کرتی ہے اور وہ عوام کی محبت کا مرجع بن جاتا ہے۔ تم اس کو ریا سمجھ کر اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

> سے احتراز نہ کرنا۔ انبیاء علیہم السلام نے عوام کی محبت کا مرجع بننے کی آرزو کی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اپنے بندوں میں بھی اس کو محبوب بنا دیتا ہے اور جب کوئی اس کے ہاں مبغوض بنا دیتا ہے تو لوگوں میں بھی اس کو مبغوض بنا دیتا ہے۔ تم اگر یہ جاننا چاہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا کیا درجہ ہے تو جو لوگ تمہارے ساتھی ہیں۔ ان کے نزدیک تمہاری جو قدر و منزلت ہے اس سے اندازہ کر لو۔"

حضرت سعدؓ نے حضرت عُمَرِ فاروقؓ کو یقین دلایا کہ وہ ہر حال میں رضائے الٰہی کو پیشِ نظر رکھیں گے اور اپنے ساتھیوں کی دلجوئی اور تالیفِ قلب میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں گے۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ نے لشکر کا نشان چڑھایا اور چار ہزار سرفروشوں کے ساتھ مدینہ مُنوّرہ سے کوچ کیا۔ حضرت عُمَرِ فاروقؓ صرار سے اعواض تک ان کو رخصت کرنے کے لیے تشریف لے گئے' وہاں پہنچ کر وہ ہر ایک قبیلہ کے پاس گئے اور اس کے جوانوں کو گراں بہا نصائح سے سرفراز فرمایا: بعض قبائل میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جن کے قدم فتنۂ ارتداد میں لڑکھڑا گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے اب تمہیں موقع عطا کیا ہے کہ اپنے گزشتہ اعمال کی تلافی کر لو۔" ان لوگوں میں طلیحہ بن خویلد اسدی اور عَمرؓو بن معدی کرب زبیدی جیسے زعمائے عرب بھی تھے۔ انہوں نے فتنۂ ارتداد میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا تھا لیکن بعد میں تائب ہو گئے تھے اور ازسرِنو خلیفۃ المسلمین کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام کے لیے جینے اور مرنے کا حلف اٹھایا تھا۔ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو یقین دلایا کہ اِنْ شَآءَ اللہ آپ ہمیں کُفّار کے مقابلہ پر ثابت قدم پائیں گے۔ حضرت عمرؓ مطمئن ہو گئے اور لشکرِ اسلام کو الوداع کہہ کر مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔

(۲)

مدینہ سے شراف تک

حضرت سعدؓ مدینہ منورہ سے اٹھارہ منزلیں طے کرنے کے بعد ثعلبہ پہنچے۔ یہاں پانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی افراط تھی اور فوج کے قیام کے لیے یہ جگہ نہایت موزوں تھی چنانچہ حضرت سعدؓ امیر المؤمنین کی ہدایت کے مطابق یہیں خیمہ زن ہو گئے۔ اسی اثنا میں حضرت عمرؓ نے چار ہزار مجاہدین کا ایک اور لشکر مدینہ منورہ سے روانہ کر دیا جو ثعلبہ میں حضرت سعدؓ سے آملا۔ اس طرح ان کے لشکر کی تعداد آٹھ ہزار ہو گئی۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد حضرت عمرؓ فوج کے مزید دستے بھی ثعلبہ کی طرف روانہ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت سعدؓ کے پاس ثعلبہ میں بیس ہزار فوج جمع ہو گئی۔ اس جگہ حضرت سعدؓ کا قیام تین ماہ تک رہا۔ ان دنوں حضرت مُثنّیٰؓ آٹھ ہزار فوج کے ساتھ ''ذوقار'' میں حضرت سعدؓ کی آمد کے منتظر تھے۔

مُثنّیٰؓ کو معرکۂ جسر میں شدید زخم آئے تھے' گو عارضی طور پر انہیں افاقہ ہو گیا تھا اور معرکۂ بویب میں انہوں نے ایک بار پھر اپنی تیغ شجاعت کے جوہر دکھا کر ایرانیوں کو دنگ کر دیا تھا لیکن قیامِ ذوقار کے دوران میں یہ زخم بگڑنے لگے اور کسی علاج سے مندمل نہ ہوئے۔ حضرت مُثنّیٰؓ کو یقین ہو گیا کہ اب خالقِ حقیقی کی طرف سے بلاوا آیا ہی چاہتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی جگہ بشیرؓ بن خصاصیہ کو فوج کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں وصیت کی کہ حضرت سعدؓ کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے' عرب کی سرحد کے قریب رہ کر ایرانیوں سے جنگ کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غالب کرے تو پھر بے دریغ ایران کے اندر گھس جائیں اور اگر خدانخواستہ مسلمانوں کو ہزیمت اٹھانی پڑے تو پھر وہ اپنے ملک کی سرحد کے اندر دوبارہ اپنی تنظیم کر سکیں گے۔

اسی وصیت کے بعد حضرت مُثنّیٰؓ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ اس اثناء میں حضرت سعدؓ ثعلبہ سے کوچ کر کے شراف میں خیمہ زن ہو گئے تھے۔ یہاں حضرت مُثنّیٰؓ کی آٹھ ہزار فوج بھی ان سے آملی۔ حضرت مُثنّیٰؓ کے بھائی معنیٰؓ بھی اپنی بیوہ بھاوج سلمیٰ کے ساتھ اس لشکر کے ہمراہ حضرت سعدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مُثنّیٰؓ کی وصیت ان کے سامنے بیان کی۔

حضرت سعدؓ اور دوسرے مجاہدین کو حضرت مُثنّیٰؓ کی رحلت کی خبر سن کر بے پناہ صدمہ پہنچا کیونکہ اس نازک وقت میں وہ ان کے نہایت قوی دست و بازو ثابت ہوتے۔ حضرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعدؓ نے تالیف قلب کے لیے حضرت مُثنیٰؓ کی بیوہ سلمٰی سے نکاح کر لیا اور مُعنیٰؓ کو ہدایت کی کہ وہ مُثنیٰؓ کے بچوں کی احسن طریقہ سے غور و پرداخت کریں۔ شراف میں حضرت سعدؓ نے فوج کا جائزہ لیا تو وہ تیس ہزار کے قریب ٹھہری۔ حضرت سعدؓ نے مُثنیٰؓ کی وفات کی خبر اور دوسرے حالات تفصیل سے حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجے۔ وہاں سے جو جواب موصول ہوا اس میں قریب قریب وہی ہدایات تھیں جو حضرت مُثنیٰؓ نے اپنی وصیت میں بیان تھیں۔ اس خط کے چند دن بعد حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو ایک اور خط بھیجا جس میں انہیں ہدایت کی کہ فلاں دن شراف سے آگے بڑھ کر قادسیہ میں قیام کرو کیونکہ قادسیہ ایران کا دروازہ ہے اور نہایت سرسبز اور شاداب مقام ہے یہاں کے اہم راستوں پر تم اپنی فوج کے کچھ دستے متعین کر دو اور باقی لشکر پیچھے کسی محفوظ مقام پر رکھو۔ گویا سامنے عجم کی سرزمین ہو اور پشت پر عرب کے پہاڑ، قادِسیہ پہنچ کر وہاں کے حالات مجھے اس تفصیل سے لکھو گویا میں لشکرِ اسلام کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے دشمن کی نقل و حرکت کی اطلاع دو اور ان کے سپہ سالار کا نام لکھو۔

امیر المؤمنینؓ کا خط ملنے پر حضرت سعدؓ نے مقررہ دن کو شراف سے کوچ کیا۔ چلتے وقت انہوں نے فوج کی تقسیم اور افسروں کا تقرر اس طرح کیا:

مقدمۃ الجیش	زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ
میمنہ	عبداللہ بن المعتصم
میسرہ	شرحبیل بن السمط
طلایہ (گشت کی فوج)	سواد بن مالک
پیدل	حمال بن مالک الاسدی
شتر سوار	عبداللہ بن ذی السہمین
ساقہ (فوج کا پچھلا حصہ)	عاصم بن عمرو التمیمی
بے قاعدہ فوج	سلیمان بن ربیعۃ الباہلی
قاضی و خزانچی	عبدالرحمٰن بن ربیعۃ الباہلی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہتمم رسد	حضرت سلمان فارسیؓ
مترجم	ہلال ہجری
کاتب	زیاد بن ابی سفیانؓ

اس فوج میں چھ سَو کے قریب صحابہؓ کرامؓ بھی شامل تھے۔ ان میں سے ستّر بدری صحابہؓ تھے اور تین سَو وہ جن کو بیعتِ رضوان میں شریک ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ایسے مجاہدین جو خود صحابہ نہیں تھے لیکن صحابہ کی اولاد تھے' سات سَو کے لگ بھگ تھے۔

(۳)

قادِسیّہ میں قیام

شراف اور قادِسیّہ کے درمیان عذیب کے مقام پر ایرانیوں کی ایک فوجی چوکی تھی جہاں وہ اپنا اسلحہ رکھتے تھے۔ اس چوکی کے محافظ ایرانی سپاہیوں کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی تو وہ بغیر مقابلہ کیے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس طرح عذیب سے کافی اسلحہ مسلمانوں کو مفت ہاتھ آ گیا۔ عذیب میں چند دن ٹھہرنے کے بعد حضرت سعدؓ قادِسیّہ[1] پہنچے اور حضرت عمرؓ کی ہدایات کے مطابق فوج کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے مناسب مقامات پر متعیّن کر دیا۔ قادسیہ میں پڑاؤ ڈال کر حضرت سعدؓ نے نواحی علاقوں میں چھاپا مار دستے بھیجنے شروع کر دیے جو فوج کے لیے غلّہ' مویشی اور دوسری ضروریات کا سامان بہم پہنچاتے تھے۔ یہ صورت

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس مقام سے گزر ہوا تو ایک بڑھیا نے ان کا سر اور کپڑے دھو کر صاف کئے جو سفر میں میلے ہو گئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا: قدست من ارض'' (خدا اس سرزمین کو پاک کرے) اسی وقت سے اس جگہ کا نام قادسیہ مشہور گیا۔ (اشاعتِ اسلام مولانا حبیب الرحمٰنؒ)

ابنِ عینیہ نے اس روایت کو کسی قدر مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السّلام قادِسیہ کے قریب سے گزرے۔ انہوں نے اس سرزمین کو شاداب پایا۔ وہاں انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جس نے اپنا سر دھویا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا: ''تجھے اس سرزمین کے پانی نے پاک کر دیا'' اسی وقت سے اس جگہ کا نام قادِسیّہ پڑ گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال قریباً دو ماہ تک جاری رہی۔[1] اس دوران میں حضرت سعدؓ نے اپنے اپنے مخبر ایران کے طول وعرض میں پھیلا دیے تا کہ وہ دشمن کے عزائم اور نقل وحرکت کی خبر لائیں۔ مخبروں نے چند دن کے بعد حضرت سعدؓ کو آ کر بتایا کہ سارا ایران اس وقت جنگی بخار میں مبتلا ہے۔ یزدگرد نے نہایت زور شور سے جنگ کی تیاریاں کی ہیں اور ایران کے نامور سورما رستم کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا ہے۔ وہ اس وقت ایک لاکھ سے اوپر فوج کے ساتھ ساباط میں خیمہ زن ہے۔ حضرت سعدؓ نے اسی وقت تمام حالات کی تفصیل حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجی۔

---

[1] اس ضمن میں بعض مؤرخین نے ایک دلچسپ روایت بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جنگِ قادسیہ سے پہلے مسلمانوں کے ایک چھاپا مار دستے کو جو عاصمؓ بن عمرو کی قیادت میں میسان کی طرف گیا ہوا تھا' ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ان ایام میں مسلمانوں کے لشکر میں دودھ اور گوشت کی سخت کمی تھی لیکن مویشی کہیں سے دستیاب نہیں ہو رہے تھے۔ اتفاق سے نواحِ میسان میں ایک جنگل کے قریب حضرت عاصمؓ کو ایک ایرانی چرواہا ملا۔ حضرت عاصمؓ نے اس سے پوچھا: ''گائے' بیل اور بکریاں کہاں ہیں؟'' چرواہے نے جواب دیا: ''مجھے معلوم نہیں'' عین اس وقت جنگل میں سے ایک بیل کی آواز آئی ''کذب عدواللہ ھانحن'' (یعنی دشمن خدا جھوٹ بولتا ہے ہم یہاں موجود ہیں۔) یہ آواز سن کر حضرت عاصمؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنگل میں گھس گئے اور تمام مویشیوں کو ہانک کر لائے۔ یہ مویشی نہایت کثیر تعداد میں تھے اور ان کے ملنے سے لشکرِ اسلام میں دودھ اور گوشت کی کمی دور ہو گئی جس دن تائیدِ غیبی سے مسلمانوں کو یہ مویشی دستیاب ہوئے۔ قدیم مؤرخین نے اسے ''یوم الاباقر'' کا نام دیا ہے۔ زمانہ حاضر کے بعض مؤرخین نے اس واقعہ کی یہ توجیہ کی ہے کہ چرواہے سے سوال وجواب ہو چکے تو مجاہدین نے جنگل کے اندر سے مویشیوں (یا ایک بیل) کے ڈکارنے کی آواز سنی چنانچہ وہ جنگل کے اندر گھس کر تمام مویشی ہانک لائے۔

کہتے ہیں حجاج بن یوسف ثقفی نے اپنے زمانہ میں چند ایسے لوگوں کو بلایا جو اس واقعہ کے وقت حضرت عاصمؓ کے ساتھ تھے اور ان سے اس روایت کی تصدیق چاہی۔ ان لوگوں نے قسم کھا کر شہادت دی کہ چرواہے کے اظہارِ لاعلمی کے بعد ہم نے خود بیل کی آواز سنی تھی۔ اس پر حجاج مطمئن ہو گیا اور اس نے پھر کبھی اس روایت کو نہیں جھٹلایا۔

(تاریخ الکامل......ابنِ اثیرؒ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)

ایرانیوں کی جنگی تیاریاں

حضرت سعدؓ کو مدینہ منورہ سے چلے ہوئے کئی مہینے ہو چکے تھے لیکن ابھی تک ایرانیوں سے مقابلہ کی نوبت نہیں پہنچی تھی۔ اس تمام عرصے میں یزدگرد کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاعات پیہم مل رہی تھیں اور وہ غافل نہیں بیٹھا تھا بلکہ اپنی تمام جنگی قوتوں کو مجتمع کر رہا تھا جس طرح حضرت عمرؓ کو اسلامی افواج کے قائد کے انتخاب میں دقت پیش آئی تھی اسی طرح یزدگرد بھی ایرانی فوجوں کی قیادت کے لیے کسی آزمودہ کار جرنیل کی تلاش میں تھا۔ اس کی نظریں رہ رہ کر رستم کی طرف اٹھتی تھیں جو آرمینیہ کے رئیس فرخ زاد کا بیٹا تھا اور اس وقت دربارِ ایران میں وزیرِ حرب کے عہدے پر مامور تھا۔ رستم فی الحقیقت بڑا شجاع اور دُور اندیش شخص تھا اور اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص ایرانی فوجوں کی قیادت کے لیے موزوں نہیں تھا۔ یزدگرد کی نگاہِ انتخاب اسی پر پڑی اور اس نے رستم کو طلب کر کے کہا کہ آج ایران کو اگر کوئی شخص عربوں کے ہاتھ سے بچا سکتا ہے تو وہ تم ہو۔ افواجِ ایران کی عنانِ قیادت اپنے ہاتھ میں لو اور ایک تباہ کُن حملہ کر کے عربوں کو ختم کر دو یا اپنی سرزمین سے نکال دو۔

رستم نے جواب دیا کہ اس وقت میرا مسلمانوں کے مقابلہ پر جانا مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ پہلے جالینوس مسلمانوں سے نبرد آزما ہو۔ اگر وہ مسلمانوں کو شکست دے دے تو ہوالمراد بصورتِ دیگر ہم یکے بعد دیگرے تازہ دم ایرانی فوجیں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے بھیجتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ لڑتے لڑتے تھک جائیں گے۔ اس وقت میں خود تازہ دم فوج کے ساتھ ان پر ایک فیصلہ کُن ضرب لگاؤں گا جس سے وہ کبھی نہ سنبھل سکیں گے۔ یزدگرد نے کہا کہ دوسرے سرداروں نے مسلمانوں سے شکست کھائی تو ایرانی قوم بددل ہو جائے گی اور ایسی صورتِ حال سخت نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ مناسب یہی ہے کہ تم پہلے ہی حملہ میں عربوں کا سر کچل ڈالو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رستم نے یزدگرد کو ہر قسم کے نشیب و فراز سمجھائے لیکن وہ اپنی رائے پر اڑا رہا اور رستم کی قومی غیرت وحمیت کو للکارتا رہا۔ آخر رستم کو اپنے بادشاہ کے اصرار کے سامنے سر خم کرنا پڑا اور اس نے ایرانی افواج کی قیادت سنبھال لی۔ جب وہ مدائن سے چلا تو ساٹھ ہزار پرجوش ایرانی ہر قسم کے ساز و سامان سے لیس اس کے جھنڈے کے نیچے جمع تھے۔ اس لشکر نے مدائن سے چل کر ساباط کی فوجی چھاؤنی میں پڑاؤ ڈالا۔ یہاں ایران کے ہر حصہ سے امدادی فوجیں رستم کے گرد جمع ہونے لگیں حتیٰ کہ اس کے لشکر کی تعداد ڈیڑھ لاکھ (یا بروایتِ دیگر ایک لاکھ بیس ہزار) تک پہنچ گئی۔ اس پُرخروش لشکر کا ہر ایک سپاہی کٹنے مرنے کے لیے تیار تھا اور جلد از جلد مسلمانوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے بے تاب تھا لیکن ان کا سپہ سالار نہایت ٹھنڈے دل و دماغ کا مالک تھا اور ایسے ذرائع اختیار کرنا چاہتا تھا کہ مسلمان جنگ کے بغیر ہی مرعوب ہو جائیں اور اپنے ملک کو واپس چلے جائیں۔ اس کے خیال میں مسلمانوں سے نبٹنے کے لیے جلد بازی کی بجائے سست روی ہی بہترین طریق کار تھا۔ ساباط میں قیام کے بعد حضرت سعدؓ کی طرح اس نے بھی نواحی علاقوں میں فوجی دستے بھیجنے شروع کر دیے۔ اس سے رستم کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں ایرانی حکومت کا اعتماد بحال کیا جائے اور گزشتہ جنگوں میں ایرانی فوجوں کو مسلمانوں سے جو ہزیمتیں اٹھانا پڑی تھیں ان کا اثر زائل کیا جائے۔ رستم کی اس تدبیر کا خاطر خواہ اثر ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں تمام نواحی علاقوں کے لوگ دل و جان سے دربارِ ایران کی حمایت پر کمربستہ ہو گئے۔ حضرت عمرِ فاروقؓ کو جب ان تمام حالات کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت سعدؓ کے خط کے جواب میں لکھا:

"تم ایرانی فوجوں کی کثرت اور ان کے ساز و سامان کی فراوانی سے مت گھبراؤ۔ کارسازِ حقیقی پر بھروسا رکھو اور اسی سے مدد مانگو۔ (جنگ سے پہلے) شاہِ ایران کے پاس چند ذی رائے، بہادر اور وجیہ لوگوں کو سفیر بنا کر بھیجو جو اس کو دعوتِ اسلام دیں۔ ان شاء اللہ اس دعوت سے ایرانیوں کے ارادوں میں سستی پیدا ہو گی اور اگر شاہِ ایران اسلام کو رد کرے گا تو اس کا وبال بھی اسی کی گردن پر پڑے گا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دربارِ ایران میں اسلامی سفارت

(ا)

اسلام کے چودہ سفیر

حضرت عمرؓ فاروقؓ کا حکم ملتے ہی حضرت سعدؓ نے چودہ آدمیوں کی ایک سفارت ترتیب دی اور اس کی قیادت حضرت نعمانؓ بن مقرن کے سپرد کی۔ اس سفارت میں حضرت نعمانؓ کے علاوہ یہ حضرات شامل تھے۔ اشعثؓ بن قیس' مغیرہؓ بن شعبہ' معنّیؓ بنؓ حارثہ شیبانی' حارثؓ بن حسان' عطاردؓ بن حاجب' عاصمؓ بن عمرو' عمروؓ بن معدیکرب' مغیرہؓ بن زرارہ' عدیؓ بن سہیل' حنظلہؓ بن الربیع تمیمی' فراتؓ بن حیان العجلی' بشیرؓ بن ابی رہم' اور قیسؓ بن زرارہ۔ یہ تمام حضرات وجاہت' شجاعت اور تقریر و گفتگو میں چوٹی کے آدمی تھے۔

حضرت سعدؓ نے اس وفد کو ضروری ہدایات دے کر ایرانی پایۂ تخت مدائن کی طرف روانہ کر دیا۔ دینِ حق کے یہ داعی رُستم کے لشکر کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے سیدھے مدائن پہنچے۔ یہ لوگ عرب کے سادہ روایتی لباس میں ملبوس تھے اور معمولی کوڑوں کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ دو چار کے گھوڑوں پر زین تھی اور باقی گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے ان کو دیکھ کر مدائن کے لوگ حیران ہوتے تھے کہ یہ لوگ کسی ہیئت کذائی میں اپنے ملک کی نمایندگی کرنے آئے ہیں۔ یزدگرد کو اِسلامی سفارت کی آمد کی اِطلاع ملی تو اس نے نہایت شان و شوکت سے دربار سجایا اور اِسلامی سُفراء کو بلا بھیجا۔[1]

---

[1] بعض روایتوں میں ہے کہ یزدگرد نے اس موقع پر رستم کو بھی ساباط سے بلوایا تھا اور وہ بھی اسلامی سفارت سے گفتگو کے وقت دربار میں موجود تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

کِسریٰ کے دربار میں

مسلمان سفیر کسریٰ کے عظیم الشّان اور پر جلال دربار میں بڑی بے نیازی سے داخل ہوئے۔ چونکہ دونوں فریق ایک دوسرے کی زبان سے نا آشنا تھے اس لیے ایک ترجمان کے ذریعہ گفتگو کا آغاز ہوا۔

یزدگرد نے پوچھا: ''تم لوگ فارس پر کیوں حملہ آور ہوئے؟ کیا اس لیے کہ ہم اپنے داخلی امور میں مشغول تھے؟''۔

رئیسِ وفد حضرت نعمانؓ آگے بڑھے اور یزدگرد کے جواب میں یوں گویا ہوئے:۔

''اے بادشاہ ہم دُنیا جہان کی برائیوں میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم فرمایا اور ہمارے پاس اپنا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا۔ جس نے ہمیں برائی اور شر سے روکا اور نیکی کی تلقین کی۔ عملِ خیر کے عوض اس نے ہم سے دُنیا و آخرت کی فلاح کا وعدہ فرمایا اور عرب کے سارے قبائل کو مُتّحِد کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عرب کے قریبی لوگوں کو اِسلام کی دعوت دیں۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ ہو گئے۔ اس کے بعد ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ان قوموں کو اِسلام کی دعوت دیں جو ہم سے قریب تر ہیں۔ ہمارا مقصد لُوٹ مار نہیں ہے۔ اگر تم شرک کو ترک کر دو اور اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آؤ تو ہمارا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہے ہم صرف کتاب اللہ تمہارے درمیان چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے۔ اگر یہ منظور نہیں تو جزیہ دینا قبول کرو اور اگر تم اس پر بھی رضا مند نہیں تو پھر تلوار تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی''۔

یزدگرد اس جواب پر غضب ناک ہو گیا اور اُس نے کہا:

''تم بھوکے اور ننگے لوگ کہ سانپ اور چھپکلی تمہاری غذا ہے' ہمارے ملک کو لُوٹنا چاہتے ہو لیکن وقت آ گیا ہے کہ تم لوگوں کو عبرت ناک سزا دے کر بیک بینی دو دوگوش اِس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک سے نکال دیا جائے۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ میں تمہارے لیے کر سکتا ہوں' وہ یہ ہے کہ تمہارے اُونٹوں پر غلّہ اور چھوہارے لاد دوں اور عرب پر ایسا حاکم مقرّر کر دوں جو تم لوگوں کی آسائش کا خیال رکھے۔ اس کے علاوہ اگر تم کچھ چاہتے ہو تو ذلت اور نامرادی کی موت کے سوا کچھ نہ ملے گا''۔

اب حضرت قیسؓ بن زرارہ آگے بڑھے اور کہا:

''اے بادشاہ! ہم سب شرفائے عرب ہیں۔ تمہاری اہانت آمیز باتیں اس قابل نہیں کہ اُن کا جواب دیا جائے۔ تاہم سن لو کہ ہم واقعی خدا کی بدترین مخلوق تھے لیکن خدا نے ہم پر اپنا فضل کیا اور ہمارے درمیان ایک پیغمبر بھیجا۔ اس ذاتِ اقدس نے ہمیں ہدایت کا راستہ دکھایا۔ اس نورِ ہدایت سے ہم تمہارا سینہ بھی منور کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اِسلام قبول کر لو تو بہتر ورنہ جزیہ یا تلوار ایک چیز تمہیں قبول کرنی پڑے گی''۔

یزدگرد کا پیمانۂ صبر اب لبریز ہو گیا اور اس نے چلّا کر کہا:

''اگر ایلچیوں کو قتل کرنا جائز ہوتا تو آج تم میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر نہیں جا سکتا تھا' اے دوسروں کے ملک لُوٹنے والو! تمہیں یہ خاک ملے گی خاک''۔

یہ کہہ کر اس نے خاک ڈھول منگا کر مسلمانوں کے آگے پھینک دی۔

حضرت عاصم بن عمروؓ (اور بروایتِ دیگر حضرت عمرؓو بن معدیکرب) نے مٹی[1] اپنی چادر میں ڈال لی اور شاداں و فرحاں وہاں سے چل کر اپنی لشکر گاہ میں واپس آئے اور حضرتِ سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس پہنچ کر اُنہیں مبارک باد دی کہ اے امیر! دُشمن نے خود اپنی زمین ہم کو دے دی۔ اِن شاءَاللہ اب ہم ضرور سرزمینِ فارس پر قابض ہوں گے۔

---

1. جن روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رستم بھی اس موقع پر دربارِ ایران میں موجود تھا' وہاں یہ بھی ہے کہ رستم علمِ نجوم میں مہارت رکھتا تھا۔ مسلمانوں نے سرزمینِ ایران کی مٹی خوشی خوشی اٹھالی تو اس نے اسے بدشگونی پر محمول کیا اور مسلمان سفیروں کے پیچھے آدمی دوڑا دیے کہ یہ مٹی ان سے چھین لائیں۔ اس دوران میں اسلامی وفد گھوڑے دوڑاتا ہوا بہت دور نکل گیا تھا۔ رستم کے آدمی ناکام واپس پھرے تو وہ بہت بددل ہوا اور برسرِ دربار یزدگرد کو اس کی غلطی پر متنبہ کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِتمامِ حُجّت

(۱)

اِیرانی لشکر کی نقل وحرکت

اِسلامی سفارشات کے مدائن سے جاتے ہی یزگرد نے رستم کو حکم بھیجا کہ ساباط سے چل کر قادِسیہ پہنچو اور مسلمانوں کو پیس ڈالو۔

رستم نے ایک لاکھ اَسّی ہزار فوج اور تین سو جنگی ہاتھیوں کے ساتھ ساباط سے قادسیہ کی طرف کوچ کیا۔ اس لشکر کی ترتیب اس طرح تھی۔

حصہ	تعداد	نام افسر
مقدمۃ الجیش	(چالیس ہزار)	جالینوس
قلبِ لشکر	(ساٹھ ہزار)	رُستم
میمنہ	(تیس ہزار)	ہرمزان
میسرہ	(تیس ہزار)	مہران بن بہرام
ساقہ	(بیس ہزار)	مؤرّخین نے نام کی تصریح نہیں کی

---

۱ مؤرّخین میں رستم کی فوج کی تعداد کے بارے میں سخت اختلاف ہے۔ بعض نے اس لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار اور بعض نے ایک لاکھ اسی ہزار لکھی ہے۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو اس لشکر کی تعداد تین لاکھ کے لگ بھگ بتاتے ہیں ہم نے بنظرِ احتیاط ایک لاکھ اسّی ہزار والی روایت کو اپنایا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لشکر ساباط سے چل کر کوثیٰ میں خیمہ زن ہوا۔ کہتے ہیں کہ یہاں ایک مسلمان عرب ایرانیوں کے ہاتھ اسیر ہو گیا۔ جب وہ رستم کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے مسلمان قیدی سے سوال کیا کہ تم لوگ ہمارے ملک میں کیا لینے آئے ہو؟ قیدی نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے تمہارے ملک کا وعدہ کیا ہے۔ یہاں ہم اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے آئے ہیں اِن شاءاللہ جلد ہی تمہارا ملک ہمارے قدموں کے نیچے ہوگا'' رستم کو اس کی بے باکانہ گفتگو پر سخت غصہ آیا اور اُس نے بے گناہ قیدی کو قتل کرا دیا۔

اس کے بعد رستم برس اور حیرہ سے گزرتا ہوا نجف میں مقیم ہوا۔ راستے میں اُس کے لشکر نے خوب بدمستیاں کیں اور شراب کے نشہ میں دھت ہو کر عورتوں پر دست درازیاں کیں۔ لوگ رستم کے پاس فریاد لے کر آئے تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا ''مجھے عجم کی خیر نظر نہیں آتی''۔

حضرت سعدؓ دشمن کی نقل و حرکت پر پوری نظر رکھ رہے تھے۔ ایرانی لشکر نے نجف میں پڑاؤ ڈالا تو اُنہوں نے طلیحہ اسدی اور عمروؓ بن معدیکرب کو چند مجاہدین کے ساتھ دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ لوگ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اُن کا سامنا ایرانی لشکر کے ہراوّل سے ہو گیا۔ عمروؓ بن معدیکرب اور دوسرے مجاہدین واپس ہو گئے لیکن طلیحہ نے ان کے ساتھ واپس جانے سے اِنکار کر دیا۔ عمروؓ بن معدیکرب کو اُن کی نیت پر شبہ ہوا اور انہوں نے کہا: ''معلوم ہوتا ہے تیرے دِل میں ابھی تک اِسلام راسخ نہیں ہوا' عُکاشہؓ بن محصن کے قتل کے بعد تجھ سے فلاح کی اُمید نہیں''۔[1]

---

[1] حضرت ابو محصن عُکّاشہ بن محصن الاسدیؓ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ ہجرت سے پہلے مشرّف بہ اسلام ہوئے۔ ہجرت کے بعد غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور نہایت ثابت قدمی سے لڑے۔ اس کے بعد دوسرے تمام مشہور غزواتِ نبوی ﷺ میں دادِ شجاعت دی۔ خلافت صدیقی میں جب فتنۂ ارتداد نے سر اٹھایا اور طلیحہ نے نبوّت کا دعویٰ کیا تو اس کی سرکوبی کے لیے حضرت خالدؓ بن ولید مامور ہوئے۔ حضرت عُکّاشہؓ بھی خالدؓ بن ولید کے لشکر میں شریک تھے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن طلیحہؓ اپنے ارادے پر قائم رہے۔ فی الحقیقت اس موقع پر عمروؓ کا شبہ صحیح نہیں تھا۔ طلیحہؓ اب سچے اور پکے مسلمان تھے۔ واپس نہ جانے سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ کوئی کارنامہ سرانجام دیں۔ چنانچہ رات ہوئی تو وہ ایرانی لشکر میں جا گھُسے اور ایک افسر کا قیمتی گھوڑا کھول لیا اور اس کی رسّی اپنے گھوڑے کی باگ سے باندھ کر چل پڑے۔ اسی اثناء میں گھوڑے کا مالک اور کچھ دوسرے لوگ جاگ پڑے اور طلیحہؓ کے پیچھے دوڑے۔ طلیحہؓ نے پلٹ کر دیکھا تو تین سواروں کو اپنے سر پر پایا۔ وہ مطلق ہراساں نہ ہوئے۔ اور اپنے نیزے سے دوسواروں کا سینہ چھید ڈالا۔ تیسرا سوار دہشت زدہ ہو گیا اور اس نے امان طلب کی۔ طلیحہؓ نے اُسے قیدی بنا لیا۔ اِتنے میں ایرانی فوج کچھ اور لوگ بھی پہنچ گئے لیکن طلیحہؓ نے سب کو پیچھے دھکیل دیا اور گھوڑے اور قیدی سمیت سیدھے حضرت سعدؓ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت سعدؓ ان کے کارنامہ کا حال سن کر بہت مسرور ہوئے۔ قیدی نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت سعدؓ کو بتایا کہ میری نظر سے آج تک ایسا بہادر شخص نہیں گزرا' جن دوسواروں کو اس نے قتل کیا' وہ ایران کے نامی جنگجو تھے اور ایک ایک ہزار سوار کے برابر مانے جاتے تھے۔ میں ان کا ابنِ عم ہوں اور مجھے بھی لوگ ایک ہزار سوار کے برابر مانتے ہیں لیکن اس عرب کی شجاعت دیکھ کر موت میری آنکھوں کے سامنے گھوم گئی اور میں نے اس کا قیدی بننے ہی میں مصلحت سمجھی۔ سب سے بڑھ کر حیرت مجھے اس بات پر ہوئی کہ یہ شخص بے شمار دشمنوں سے نبرد آزما ہو گیا اور محض اپنی قوّتِ بازو کے بل بوتے پر ان کے نرغے سے مال غنیمت سمیت بچ کر نکل آیا۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا: تم یہاں ہر ایک مسلمان کو ایسا ہی شجاع اور نڈر پاؤ گے۔

اس قیدی کا اسلامی نام مسلم رکھا گیا۔ اس نے نہایت مفید معلومات حضرت سعدؓ کو بہم

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

ایک دن حضرت ثابتؓ بن اقرم کے ساتھ طلایہ کی خدمت انجام دے رہے تھے کہ مرتدوں کی فوج کے ایک دستے سے مڈبھیڑ ہو گئی اس میں طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ بھی شامل تھے۔ ثابتؓ اور عکاشہؓ نہایت ثابت قدمی سے لڑتے ہوئے طلیحہ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ حضرت عمروؓ بن معدیکرب نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ (مہاجرین حصّہ اوّل)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچائیں اور شروع سے لے کر آخر تک تمام معرکوں میں مسلمانوں کے ساتھ رہا۔

(۲)

رستم اور حضرت سعدؓ میں گفتگوئے مصالحت

رستم نجف سے چل کر قادسیہ کے سامنے پہنچا اور عتیق کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ فی الحقیقت وہ ایک تجربہ کار جرنیل تھا اور مسلمانوں کی عسکری قوت اور بے پناہ جوشِ جہاد کا اسے بخوبی اندازہ ہو گیا تھا' اس لیے وہ جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا۔ مدائن اور قادسیہ کے درمیان صرف چند دن کا فاصلہ تھا لیکن رستم نے نہایت سست رفتاری سے چلتے ہوئے قادسیہ پہنچنے تک چھ مہینے صرف کر دیے۔ مؤرخین نے اس کی سست رفتاری کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ ان میں صحیح تر یہ ہے کہ رستم اسلامی لشکر کو قلّتِ رسد میں مبتلا کرنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح مسلمان تنگ آ کر خود ہی اپنے ملک کو واپس چلے جائیں گے اور لڑائی تک نوبت نہیں پہنچے گی لیکن جب اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا اور دوسری طرف دربارِ ایران کی طرف سے پیہم اصرار ہوا کہ فوراً مسلمانوں سے لڑائی چھیڑو تو وہ مجبور ہو کر مسلمانوں کے سامنے آ گیا' تاہم لڑائی کی طرح ڈالنے سے پہلے اس نے مناسب سمجھا کہ مسلمانوں سے صلح کی گفتگو کی جائے شاید اسی ترکیب سے جنگ ٹلنے کی کوئی صورت نکل آئے چنانچہ اس نے حضرت سعدؓ کو پیغام بھیجا کہ اپنا کوئی معتمد میرے پاس صلح کی گفتگو کے لیے بھیجو۔ حضرت سعدؓ نے حضرت ربعیؓ بن عامر کو اس کام پر مامور کیا۔[1]

---

[1] ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ ربعی بن عامرؓ کی سفارت سے پہلے رستم کی گفتگو زہرہؓ بن عبداللہ بن قتادہ سے ہوئی جو لشکرِ اسلام کے مقدمۃ الجیش کے افسر تھے۔ زہرہؓ زمانۂ جاہلیت میں بحرین کے حاکم تھے۔ عہدِ رسالت میں اپنی قوم کے وکیل بن کر مدینہ منورہ آئے تھے اور رسولِ اکرم ﷺ کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ رستم نے ان کے سامنے ترغیب و تحریص کے سبز جال بچھائے اور ان سے کہا کہ ہم نے عربوں پر بے شمار احسانات کیے ہیں اور کئی موقعوں پر ان کو قحط اور فاقہ کی مصیبتوں سے بچایا ہے۔ اگر وہ لڑائی کے ارادہ سے باز آ جائیں تو ہم انہیں کچھ دے دلا کر رخصت کر دیں گے۔ زہرہؓ نے جواب دیا کہ اب عربوں کی حالت بدل گئی ہے۔ ان کی لشکر کشی کا مقصد لوٹ مار نہیں ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربعیؓ اس شان سے سفیر بن کر چلے کہ معمولی کپڑے زیب بدن تھے۔ کمر میں پیٹی کی جگہ رسی بندھی ہوئی تھی۔ سر پر ایک معمولی صافہ رکھا ہوا تھا اور تلوار میان کی بجائے چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی تھی۔ دوسری طرف رستم نے نہایت اہتمام سے دربار سجایا۔ دور دور تک بیش بہا قالینوں کا فرش بچھوایا۔ راستے کے دونوں طرف نہایت اعلیٰ وردیوں میں ملبوس فوج کے دستے کھڑے کر دیے اور خود امراء کے درمیان سونے کے تخت پر بیٹھا۔ ربعیؓ نہایت بے پروائی سے رستم کے دربار میں داخل ہوئے اور اپنے نیزے کی اَنی سے دیبا و حریر کا فرش پھاڑتے ہوئے سیدھے رستم کے تخت کے قریب پہنچے۔ نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور گھوڑے کی باگ ڈور ایک گاؤ تکیہ سے باندھ فرش کا ایک کونہ اٹھا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ ان کی شانِ استغنا دیکھ کر سارا دربار مبہوت ہو گیا۔ درباریوں نے چاہا کہ دستور کے موافق ربعیؓ سے ہتھیار رکھوا لیے جائیں لیکن انہوں نے ہتھیار رکھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں خود نہیں آیا' تمہاری دعوت پر آیا ہوں۔ اگر تمہیں میرے ساتھ اس حالت میں گفتگو کرنا منظور نہیں ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔

رستم نے اشارے سے درباریوں کو منع کر دیا کہ انہیں کچھ نہ کہو۔ اس کے بعد رستم اور ربعیؓ کے درمیان ترجمان کے ذریعہ گفتگو شروع ہوئی۔ رستم نے پوچھا: تم قالین پر کیوں نہیں بیٹھے؟''

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

بلکہ وہ اپنے ملک کو تمہاری غلامی سے نجات دلانے اور تمہیں دعوتِ اسلام دینے آئے ہیں۔ اگر تم دینِ حق قبول کر لو تو سارا جھگڑا مٹ جائے گا اور وہ تمہارا ملک چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے۔ زہرہؓ نے کچھ ایسے فصیح و بلیغ پیرائے میں گفتگو کی کہ رستم کھسیانا ہو گیا اور اس سے کوئی جواب بَن نہ پڑا۔ زہرہؓ کے واپس جانے کے بعد اس نے اپنے فوجی افسروں سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کا دماغ آسمان پر چڑھا ہوا ہے تلوار کے بغیر یہ لوگ سیدھے نہیں ہوں گے۔ (تاریخ الکامل' جلد دوم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ربعیؓ نے جواب دیا: ''ہم پُرتکلّف فرش پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے' ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا فرشِ زمین کافی ہے۔''

رستم نے سوال کیا: ''تم اس ملک میں کس مقصد کے لیے آئے ہو؟''

حضرت ربعیؓ نے جواب دیا: ''ہم کو اللہ تعالیٰ یہاں لایا ہے۔ ہم مخلوق خدا کو گمراہی سے نکال کر راہِ ہدایت پر لانا چاہتے ہیں۔ اگر تم لوگ دینِ حق قبول کرلو گے یا جزیہ دینا منظور کرو گے تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے ورنہ ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔''

رستم نے کہا: ''لیکن تمہاری تلوار کا میان تو بہت بوسیدہ ہے' تلوار بھی ایسی ہی ہوگی۔ لڑائی میں یہ کیا کام دیتی ہوگی؟''

ربعیؓ چمک کر بولے۔ ''اس کی کاٹ بہت تیز ہے ابھی آزما کر دیکھ لو۔''

ایرانیوں نے کچھ مضبوط ڈھالیں ان کے سامنے رکھیں۔ ربعیؓ نے اپنی تلوار سے ان کے ٹکڑے اڑا دیے۔

کچھ دیر اسی قسم کی نوک جھونک ہوتی رہی۔ اس کے بعد رستم نے کہا کہ ہم تمہاری باتوں پر غور کریں گے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ ربعیؓ جس شانِ بے نیازی سے آئے تھے' اسی طرح دربار سے رخصت ہوگئے۔

(۳)

دوسری اسلامی سفارت

دوسرے دن رستم نے حضرت سعدؓ سے پھر ایلچی بھیجنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت سعدؓ نے اب کی بار حضرت حذیفہؓ بن محصن کو بھیجا۔ وہ بھی حضرت ربعیؓ کی سی ''ہیئت کذائی'' کے ساتھ رستم کے دربار میں داخل ہوئے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ انہوں نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے رستم سے گفتگو شروع کردی۔ رستم نے پوچھا کہ آج کل والا سفیر کیوں نہیں آیا؟

حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا: ''ہمارا سردار اسلام کے قانونِ مساوات پر عمل کرتا ہے اور ہر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص کو مسلمانوں کی خدمت کا موقع دیتا ہے کل ربعیؓ کی باری تھی آج میری ہے۔''

رستم نے پوچھا: ''تم ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو؟''

حضرت حذیفہؓ نے وہی جواب دیا جو پہلے دن ربعیؓ نے دیا تھا۔ اب رستم نے پوچھا: ''تم ہم کو کتنے دن کی مہلت دے سکتے ہو؟''

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: زیادہ سے زیادہ تین دن کی جن میں سے ایک دن گزر چکا ہے۔'' اس گفتگو کے بعد حضرت حذیفہؓ اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گئے۔

(۴)

تیسری اسلامی سفارت

اگلے دن رستم نے پھر حضرت سعدؓ سے سفیر طلب کیا۔ انہوں نے اب حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو اس خدمت پر مامور کیا[۱] مغیرہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت ربعیؓ اور حذیفہؓ کی طرح شانِ بے نیازی کے ساتھ رستم کے دربار میں داخل ہوئے اور سیدھے رستم کے تخت پر اس کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے۔ سارے دربار میں ہل چل مچ گئی اور چوبداروں نے آگے بڑھ کر ان کو تخت سے نیچے اتار دیا۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ میں نے تو سنا تھا کہ اہلِ ایران

---

[۱] ابوعبداللہ مغیرہ بن شعبہ ۵ ہجری میں دولتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوئے۔ غزوۂ حدیبیہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد بھی کئی غزوات میں شریک ہوئے۔ عہدِ صدیقی میں یمامہ کے مرتدوں کی سرکوبی میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا۔ عہدِ فاروقی میں عراق کے معرکوں میں جانبازی کے جوہر دکھائے اور دو مرتبہ سفارت کی خدمت سرانجام دی۔ اس کے بعد بصرہ اور کوفہ کے گورنر رہے۔ عہدِ مرتضوی میں وہ امیر معاویہؓ کے سرگرم حامیوں میں تھے۔ امیر معاویہؓ نے ۴۱ھ میں ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ اسی جگہ انہوں نے ۵۰ھ میں بعارضۂ طاعون وفات پائی۔ مغیرہؓ غیر معمولی دل و دماغ کے مالک تھے اور ان کا شمار عرب کے مدبرین میں ہوتا تھا۔ لوگ عام طور پر انہیں ''مغیرۃ الرائے'' کے نام سے پکارتے تھے۔ مغیرہؓ بن شعبہ کی سیاست اور طریقِ کار سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن تاریخِ اسلام میں ان کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے انکار کرنا ممکن نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے مہذّب اور ذی شعور ہیں لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ ایک شخص کو خدا بنا کر تخت پر بٹھا دیتے ہیں اور پھر اس کی پرستش کرتے ہیں' خدا کا شکر ہے کہ ہم عربوں میں یہ دستور نہیں ہے' تم نے خود مجھے یہاں مہمان بنا کر بلایا ہے اس لیے میرے ساتھ تمہارا یہ سلوک کسی طرح مناسب نہ تھا۔ اگر تمہارے یہی اعمال و اخلاق ہیں تو سمجھ لو کہ تمہارے آخری دن آ گئے ہیں۔

رستم حضرت مغیرہؓ کی باتیں سن کر شرمندہ ہوا اور کہا کہ میں نے تمہیں اپنے پاس سے اٹھانے کے لیے حکم نہیں دیا تھا' یہ میرے ملازموں کی غلطی تھی لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم اپنی بوسیدہ تلوار اور ان ذرا ذرا سے تیروں کے ساتھ ہمارا کیا مقابلہ کرو گے؟''

حضرت مغیرہؓ نے جواب دیا کہ بے شک میری تلوار بوسیدہ ہے لیکن اس کی دھار کی تیزی پر مجھے پورا اعتماد ہے۔ رہے تیر تو سمجھ لو کہ شعلۂ آتش خواہ چھوٹا سا ہو' پھر بھی آگ ہے اور اس کی خاصیت جلانا ہے۔

اس کے بعد رستم نے وہی گفتگو کی جو حضرت ربعیؓ اور حضرت حذیفہؓ سے کر چکا تھا۔ حضرت مغیرہؓ نے نہایت معقول اور برجستہ جواب دیے اور تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر تم دین حق قبول نہیں کرتے تو جزیہ دینا قبول کرو ورنہ تلوار ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔

رستم کا پیمانۂ صبر اب لبریز ہو گیا اور اس نے غیظ و غضب کے عالم میں للکار کر کہا:

''آفتاب کی قسم! اب ہرگز تم سے صلح نہ ہوگی۔ کل تم سب کو ہلاک کر دوں گا۔[1]''

مغیرہؓ نے کہا: ''بہت اچھا جو اللہ چاہے گا۔'' اس کے بعد وہ اپنے لشکر میں واپس آ گئے اور حضرت سعدؓ کو رستم کے عزائم سے مطلع کیا۔ انہوں نے اسی وقت مجاہدین کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا[2]۔ دوسری طرف ایرانی لشکر بھی جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔ اب

---

[1] رستم کے اصل الفاظ یہ تھے۔ ''کل ہم ان کو کچل ڈالیں گے۔'' (ابنِ اثیر)

[2] بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت مغیرہؓ کی واپسی کے بعد حضرت سعدؓ نے اِتمامِ حجت کے لیے رستم کے پاس ایک اور سفارت بھیجی جو تین آدمیوں پر مشتمل تھی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصالحت کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہو چکا تھا اور جنگ سے مفر کی کوئی صورت نہیں رہی تھی۔ دونوں لشکروں کے درمیان دریا حائل تھا۔ رستم نے حضرت سعدؓ کو پیغام بھیجا کہ تم دریا عبور کر کے آؤ گے یا ہم ادھر آئیں؟ حضرت سعدؓ نے کہلا بھیجا کہ تم ادھر آ جاؤ۔ دریا میں اس وقت پانی کم تھا۔ رستم نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس پر ایک مضبوط پُل بنا دو۔ چنانچہ راتوں رات پُل بن گیا۔

www.KitaboSunnat.com

❁ ❁ ❁

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

مسلمان سفراء نے نہایت نرمی اور ملاطفت سے رستم کو اسلام کی دعوت دی لیکن وہ اپنی بات پر اڑا رہا اور یہ آخری سفارت بھی ناکام ہو گئی۔ اس سفارت کی واپسی پر حضرت سعدؓ نے لشکرِ اسلام کو کمر بندی کا حکم دے دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگِ قادسیّہ

(۱)

ایرانیوں اور مسلمانوں کی صف آرائی

آخر اسلامی سفارت کی واپسی کے دوسرے دن رستم بڑے جاہ و جلال کے ساتھ دریا سے پار اترا۔ قلبِ لشکر میں سونے کا جواہر نگار تخت اس کے لیے بچھایا گیا جس پر سنہری چتر سایہ کیے ہوئے تھا۔ ساری کی ساری فوج (جس کی تعداد دو لاکھ کے لگ بھگ تھی) لوہے میں ڈوبی ہوئی اپنے سردار کے اشارے کی منتظر تھی۔ جنگی ہاتھیوں کے قدموں کی دھمک سے زمین دہل رہی تھی۔ رستم نے نہایت ترتیب سے اپنی صفیں آراستہ کیں اور مناسب جگہوں پر ہاتھیوں کے پرے جمائے۔ یزدگرد کا حکم تھا کہ اسے جنگ کے حالات سے ہر لحظہ باخبر رکھا جائے۔ رستم نے اس کا یوں اہتمام کیا کہ میدانِ جنگ سے لے کر دارالسلطنت مدائن تک تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہرکارے بٹھا دیے۔ پہلا آدمی دوسرے کو خبر دیتا' دوسرا تیسرے کو اس طرح پل پل کی خبریں یزدگرد کو پہنچ جاتی تھیں۔

اس پُرخروش لشکر کے مقابلے میں اسلامی لشکر کی تعداد تیس ہزار سے کچھ اوپر تھی لیکن دینِ حق کے جانباز سپاہی دشمن کی کثرتِ تعداد اور ساز و سامان کو کب خاطر میں لاتے تھے۔ سروں سے کفن باندھ کر اپنے سے کئی گنا لشکر کے مقابلے پر صف آراء ہو گئے لیکن خدا کا کرنا کہ عین اس نازک موقع پر امیر المجاہدین حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص ایک مرض کی وجہ سے لڑائی میں شرکت کرنے سے معذور ہو گئے۔ یہ مرض کیا تھا؟...... اس بارے میں مؤرّخین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بیانات میں خاصا اختلاف ہے۔ تین مشہور روایات یہ ہیں:

۱۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرق النِّساء میں مبتلا تھے۔ چلنا پھرنا تو کُجا حرکت کرنے سے بھی معذور تھے۔

۲۔ حضرت سعدؓ کی رانوں میں دنبل کے پھوڑے نکلے ہوئے تھے اس لیے گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے اور پیدل چلنا پھرنا بھی دشوار تھا۔

۳۔ (بہت مدت پہلے) حضرت سعدؓ کو ایک جنگ میں گہرے زخم آئے تھے۔ گویا یہ زخم مندمل ہو گئے تھے لیکن قادسیہ میں خیمہ زن ہونے کے بعد کسی وجہ سے یہ زخم پھر ہرے ہو گئے تھے اور ان کی تکلیف کی وجہ سے وہ لڑائی میں حصہ لینے کے قابل نہ تھے۔

بہر صورت تمام مُورّخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت سعدؓ ایک ایسے مرض میں مبتلا تھے کہ ان کے لیے عملی طور پر جنگ میں حصہ لینا ممکن نہ تھا۔ عام لوگوں کو حضرت سعدؓ کی بیماری کا حال معلوم نہ تھا۔ اس لیے بعض مجاہدین کو غلط فہمی ہوئی کہ ان کے امیر نے جان بوجھ کر لڑائی میں شامل ہونے سے گریز کیا ہے۔ بعد میں جب حضرت سعدؓ نے ان کو اپنی بیماری کا حال بتایا اور اس کا ثبوت پیش کیا تو وہ لوگ اپنی بدگمانی پر نادم ہوئے۔ حضرت سعدؓ کی گزشتہ تمام زندگی راہِ حق میں بے مثال استقامت، ایثار کوشی اور سرفروشی کے کارناموں سے عبارت تھی۔ اُن جیسے نڈر اور شجاع شخص کے متعلق ایک لمحہ کے لیے بھی باور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی موقع پر جان بوجھ کر جنگ سے پہلوتہی کر سکتے تھے۔ جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لینا تو ایک مومن کی سب سے بڑی آرزو ہوتی ہے اور فی الحقیقت حضرت سعدؓ بھی اپنے مسلمان بھائیوں کے شانہ بشانہ کفر و شرک کی طاغوتی طاقتوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے بے تاب تھے لیکن عین موقع پر مذکورہ مرض نے انہیں بے بس کر دیا۔ اب ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ میدانِ جنگ کے قریب کسی ایسی جگہ مقیم ہو جائیں جہاں سے لڑائی کا تمام نقشہ ان کی نظروں کے سامنے ہو اور وہ بالواسطہ اپنی فوجوں کو خود لڑا سکیں۔ میدانِ جنگ کے قریب زمانۂ قدیم کا ایک قصر تھا۔ حضرت سعدؓ اس کی دوسری منزل پر تکیہ کے سہارے اس طرح بیٹھ گئے کہ سارا میدانِ جنگ نظر کے سامنے تھا۔ اب انہوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حضرت خالدؓ بن عرفطہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ''خالد میری حالت تم دیکھ رہے ہو کہ بمشکل حرکت کر سکتا ہوں۔ دشمن سر پر آ پہنچا ہے اور لڑائی کو ٹالنا ممکن نہیں۔ مَیں میدانِ جنگ میں تمہیں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ اللہ کا نام لے کر مجاہدین کی قیادت سنبھالو۔ وقفہ وقفہ کے بعد میں تمہیں مناسب احکام بھیجتا رہوں گا۔'' اس کے بعد حضرت سعدؓ نے فوج کے عَلَمبَرداروں کو پیغام بھیجا کہ ''میں بیماری کی وجہ سے لڑائی میں شرکت کرنے سے معذور ہوں، خالدؓ بن عرفطہ کو میں نے اپنی جگہ تمہارا امیر مقرر کیا ہے اس کے حکم کو میرا حکم سمجھو اور اس کی اطاعت کرو۔''

حضرت سعدؓ کا حکم مجاہدین کو سنایا گیا تو سب نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اب حضرت سعدؓ نے اپنے قریب کی فوج کے سامنے ایک ولولہ انگیز تقریر کی جس میں جہاد کے فضائل بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ''اگر تم نے ثابت قدمی دکھائی تو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے موعودہ انعام کے حقدار ہو جاؤ گے اور اگر تم نے پَست ہمتی کا مظاہرہ کیا تو دنیا و آخرت دونوں کو برباد کر لو گے۔''

حضرت سعدؓ کی تقریر نے مسلمانوں کے دلوں میں شوقِ شہادت کے شعلے بھڑکا دیے اور انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے امیر اِنْ شَاءَ اللہ آپ ہمیں میدانِ جہاد میں ثابت قدم پائیں گے۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ نے فوج کے تجربہ کار اور اہل الرّائے اصحاب کو بلایا اور انہیں ضروری ہدایات دے کر رخصت کیا۔ خالدؓ بن عرفطہ کو احکام بھیجنے کے لیے حضرت سعدؓ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ کاغذ کے پرزے پر ہدایات لکھتے اور اس کو گولی بنا کر بالاخانے سے نیچے خالدؓ کی طرف پھینک دیتے۔ چنانچہ خالدؓ شروع سے لے کر آخر تک حضرت سعدؓ کی ہدایات کے مطابق فوج لڑاتے رہے۔[1]

(۲)

جنگ کا آغاز

اب دونوں فوجیں تیار ہو کر ایک دوسرے کے مقابل کھڑی تھیں، ایک طرف رستم اور

---

[1] علّامہ شبلیؒ ''الفاروق'' میں لکھتے ہیں: ''تمدن کے ابتدائی دَور میں فنِ جنگ کا اس قدر ترقی کرنا تعجب کے قابل اور عرب کی تیزیِ طبع اور لیاقتِ جنگ کی دلیل ہے۔''

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ایرانی امراء اپنے لشکر کا جذبہ قومی ابھار رہے تھے تو دوسری طرف عرب کے مشہور شعراء وخطیب تمام لشکرِ اسلام میں پھیل گئے تھے اور اپنی رجز خوانی سے مجاہدین میں ہیجان بپا کر دیا تھا۔ ان میں حضرت عمروؓ بن معدیکرب، ربعیؓ بن عامر، طلیحہؓ بن خویلد اسدی، عاصمؓ بن عمرو، ہذیل اسدیؓ، شماخؓ، عبدہؓ بن طیب، قیسؓ بن ہبیرہ اور حطیہؓ پیش پیش تھے۔ ان کی پُراثر تقریروں اور رجزیہ اشعار نے لشکرِ اسلام کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک آگ سی لگا دی۔ اس کے ساتھ ہی قاریوں نے نہایت خوش الحانی سے ''سورۂ جہاد'' یعنی سورۂ انفال'' کی تلاوت شروع کر دی۔ کلامِ الٰہی کی تاثیر نے دلوں کو گرما دیا اور ہر مسلمان شوقِ شہادت سے بے تاب ہو گیا۔ یہاں یہ ذکر کرنا بے محل نہ ہو گا کہ جہاد میں حصہ لینے کے لیے بہت سے مجاہدین اپنے اہل وعیال سمیت قادسیہ آئے تھے۔ اس موقع پر مشہور صحابیہ حضرت خنساءؓ بنتِ عمرو بن الشرید[1] بھی اپنے چار فرزندوں کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔

---

[1] حضرت غنساءؓ بنتِ عمرو بن الشرید بڑی جلیل القدر صحابیہ ہیں۔ ان کا اصل نام تماضر تھا اور خنساء لقب تھا جو عربی زبان میں ہرنی کو کہتے ہیں۔ وہ نجدی قبیلہ قیس کے خاندانِ سُلیم سے تھیں۔ ان کا پہلا نکاح رواحۃ بن عبدالعزّٰی سے ہوا۔ اس کی موت کے بعد مرداس بن ابو عامر کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ ان کی پرورش بڑے اچھے ماحول میں ہوئی تھی۔ شعر وسخن سے فطری لگاؤ تھا۔ عنفوانِ شباب ہی میں اُن کی شاعری کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی تھی۔ صخر نامی ان کا ایک بھائی بڑا شجاع اور روجیہ نوجوان تھا۔ خنساءؓ اس سے بڑی محبت کرتی تھیں۔ ایک قبائلی جنگ میں صخر شدید زخمی ہو گیا اور کئی ماہ صاحبِ فراش رہنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اپنے محبوب بھائی کی موت پر خنساءؓ کی دنیا تاریک ہو گئی اور ان کے ذوقِ شعر وسخن نے مرثیوں کی صورت اختیار کر لی۔ انہوں نے صخر پر خنساءؓ کی دنیا تاریک ہو گئی اور ان کے ذوقِ شعر وسخن نے مرثیوں کی صورت اختیار کر لی۔ انھوں نے صخر کی موت پر ایسے دردناک مرثیے کہے کہ سارے عرب میں وہ ''ارثی العرب'' یعنی عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔ ان کو عربی ادب پر کامل عبور حاصل تھا اور ان کے مرثیے اتنے پُرتاثیر ہوتے تھے کہ جو انہیں سنتا بے اختیار رو دیتا۔ زمانۂ جاہلیت میں وہ عُکاظ کے مشہور سالانہ میلے میں ضرور شرکت کیا کرتی تھیں۔ ان کے خیمے کے دروازے پر ایک جھنڈا نصب ہوتا تھا جس پر جلی حروف میں ''ارثی العرب'' کے الفاظ لکھے ہوتے تھے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اگرچہ ضعیف العمر تھیں لیکن اعلانِ جہاد سن کر بے اختیار ہو گئیں اور اپنے فرزندوں کے ساتھ لشکرِ اسلام میں آ شامل ہوئیں۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے انہوں نے اپنے فرزندوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میرے بچو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے اور اپنی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذاتِ لایزال کی قسم، جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح تم ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل و رسوا کیا، تمہارا نسب بے عیب ہے اور تمہارا حسب بے داغ۔ خوب سمجھ لو کہ جہاد سے بڑھ کر کوئی کارِ ثواب نہیں۔ آخرت کی دائمی زندگی دنیا کی فانی زندگی سے

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

اس خیمے کے گرد لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہوتا تھا جو خنساءؓ کی زبان سے مرثیے سننے کا مشتاق ہوتا تھا۔ اُس دَور کے تمام مشہور شعراء شعر و ادب کے میدان میں حضرت خنساءؓ کی استادی کے معترف تھے۔ علمائے عرب کے نزدیک خنساءؓ کے برابر عرب میں کوئی عورت شاعر پیدا نہیں ہوئی نہ ان سے پہلے اور نہ ان کے بعد۔

حضرت خنساءؓ کے بڑھاپے کا آغاز تھا کہ آفتابِ اسلام فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا۔ حضرت خنساءؓ کو اللہ تعالیٰ نے فطرتِ سلیم عطا کی تھی جونہی ان کے کانوں میں دعوتِ حق کی بھنک پڑی، انہوں نے اس پر لبیک کہا اور اپنے قبیلے کے چند لوگوں کے ساتھ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دولتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوئیں۔ حضور ﷺ دیر تک ان کا فصیح و بلیغ کلام سنتے رہے اور ان کی قادر الکلامی پر حیرت کا اظہار فرماتے رہے۔ اس کے بعد وہ اپنے قبیلہ میں واپس جا کر تبلیغِ حق میں مشغول ہو گئیں اور بہت جلد اپنے قبیلہ کو بھی مشرف بہ اسلام کر لیا۔ صدّیق اکبرؓ کے عہدِ خلافت میں وہ اُن ثابت قدم لوگوں میں تھیں جن کے قدم فتنۂ ارتداد کے خوفناک طوفان میں بھی نہ لڑکھڑائے۔ عہدِ فاروقی میں وہ قادسیہ کی ہولناک جنگ میں اپنے فرزندوں کے ہمراہ شریک ہوئیں۔ ان کے فرزندوں کی شہادت کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے آٹھ سَو درہم سالانہ وظیفہ حضرت خنساءؓ کے نام منتقل کر دیا۔ حضرت خنساءؓ نے ۲۴ھ میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ (سیر الصّحابیات، ادب العرب زبید احمد)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ط

(ال عمران ع ۲۰)

(یعنی اے مسلمانو صبر کرو اور ثابت قدم رہو اور آپس میں مل کر رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو)

کل اللہ نے چاہا اور تم خیریت سے صبح کرو تم تجربہ کاری کے ساتھ اور خدا سے نصرت کی دعا مانگتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑنا اور جب تم دیکھو کہ لڑائی کا تنور خوب گرم ہو گیا اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو تم خاص آتش دانِ جنگ میں گھس پڑنا اور راہِ حق میں دیوانہ وار تلوار چلانا۔ اگر کامیاب رہے تو بہتر اور اگر شہادت نصیب ہوئی تو یہ اس سے بھی بہتر کہ آخرت کی فضیلت کے مستحق ہو گئے۔"

(اُسدُ الغابہ جلد ۵۔ ابنِ اثیر)

چاروں نونہالوں نے (جن کے نام عبداللہؓ ابو شجرؓ زیدؓ اور معاویہؓ تھے) یک زبان ہو کر کہا:

"اے مادرِ محترم! اِنْ شَاءَ اللہ ہم آپ کی توقعات پر پورے اتریں گے اور آپ ہمیں ثابت قدم پائیں گی۔"[1]

---

[1] طبریؒ نے اس سے ملتا جلتا واقعہ ایک دوسری خاتون کے متعلق بیان کیا ہے۔ یہ بوڑھی خاتون قبیلہ نخع سے تھیں۔ انہوں نے اپنے چار فرزندوں کو میدانِ جنگ میں بھیجتے وقت یہ الفاظ کہے۔
"پیارے فرزندو تم اسلام لائے اور اس پر ثابت قدم رہے، تم نے ہجرت کی تو تم کو کسی نے ملامت نہ کی، تمہارا وطن تمہارے ناموافق نہ تھا نہ تمہارے یہاں قحط پڑا تھا۔ اس کے باوجود تم نے اپنی بوڑھی ماں کو اپنے ساتھ لا کر اہل فارس کے سامنے ڈال دیا ہے۔ خدا کی قسم تم ایک باپ کی اولاد ہو اور اسی طرح ایک ماں کے بطن سے ہو۔ نہ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ میں نے تمہارے ماموں کو ذلیل کیا، جاؤ اور شروع سے اخیر تک لڑو۔"

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خنساءؓ کی طرح میدانِ جہاد میں موجود دوسری مسلمان خواتین نے بھی اپنے بچوں، بھائیوں اور شوہروں کو اسی طرح رخصت کیا۔ حضرت سعدؓ نے دستور کے مطابق تین تکبیریں کہیں جس پر مجاہدین نے اپنی تلواریں بے نیام کر لیں اور نیزے دشمن کی طرف سیدھے کر لیے۔ چوتھی تکبیر پر لڑائی کا آغاز ہو گیا۔ سب سے پہلے ایرانی لشکر کی طرف سے ہرمز نامی ایک جنگجو شہزادہ میدانِ جنگ میں نکلا اور مبارزت طلب کی۔ اس کے مقابلے کے لیے مسلمانوں کی طرف سے حضرت غالبؓ بن عبداللہ اسدی رجز پڑھتے ہوئے نکلے اور دو جھڑپوں میں ہی ہرمز کو مغلوب کر لیا لیکن کسی خیال سے اسے قتل نہ کیا اور گرفتار کر کے اپنے لشکر میں لے آئے۔ اس کے بعد ایرانیوں کا ایک شہسوار میدان میں آیا۔ حضرت عاصمؓ بن عمرو اس کے مقابلے پر آئے۔ ایرانی شہسوار بہت جلد جی ہار بیٹھا اور تابِ مقاومت نہ لاتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا۔ اب ایک اور ایرانی جنگجو للکارتا ہوا میدان میں آیا۔ حضرت عمروؓ بن معدیکرب اس کے مقابل ہوئے ایرانی شہسوار بڑا ماہر

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

بظاہر یہ دونوں واقعے ایک ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن مولانا سید سلیمان ندویؒ کی رائے میں یہ دو مختلف واقعے ہیں۔ وہ اپنے مضمون ''خواتینِ اسلام کی بہادری'' میں لکھتے ہیں۔

''یہ دونوں واقعے موقعِ جنگ، تعداد اور بعض الفاظ کے اتحاد سے ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن بعض اختلافات بھی ایسے ہیں جو ایک واقعہ نہیں ہونے دیتے۔ پہلی عورت قبیلہ نخع کی ہے۔ خنساءؓ قبیلہ سُلَیم کی ہے۔ پہلی عورت کی مختصر اور سادہ تقریر ہے، دوسری عورت کی تقریر طویل، فصاحت اور جوش سے لبریز ہے جو خنساء کے شایانِ شان ہے۔ طَبَری نے پہلی عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے بیٹے مالِ غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے۔ ابنِ اثیر نے دوسری عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے بیٹے شہید ہوئے اور ان کی تنخواہ حضرت عمرؓ ان کی ماں کو دیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم'' اپنے مضمون میں سید سلیمانؒ نے قبیلہ نخع کی خاتون کا ذکر پہلے کیا ہے اور حضرت خنساءؓ کا بعد میں اسی لیے انہوں نے قبیلہ نخع کی خاتون کو پہلی اور خنساءؓ کو دوسری عورت لکھا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرانداز تھا۔ اس نے تاک کر حضرت عمروؓ پر تیر چلایا لیکن وہ بال بال بچ گئے اور برق رفتاری سے ایرانی کے سر پر جا پہنچے۔ ایرانی کے ہاتھ پاؤں پھول گئے حضرت عمروؓ نے اس کی کمر بند میں ہاتھ ڈال کر زمین پر ڈے مارا اور پھر اس کا سر کاٹ کر ایرانی لشکر کی طرف پھینک دیا۔ لشکر اسلام سے نعرہ ہائے تحسین بلند ہوئے۔ اب عام لڑائی شروع ہوگئی اور دونوں لشکر ایک دوسرے سے گتھ گئے۔

(۳)

یوم الارماث

ایرانیوں نے سب سے پہلے جنگی ہاتھیوں کو مسلمانوں کی طرف دھکیلا۔ ہاتھیوں کی یلغار کو قبیلہ بجیلہ کے جانبازوں نے روکا۔ بہت سے بجیلی مجاہدین ہاتھیوں کے پاؤں کے نیچے مسلے گئے۔ حضرت سعدؓ نے بنی اسد کو بجیلہ کی مدد کے لیے پہنچنے کا حکم دیا بنی اسد مردانہ وار ہاتھیوں کی طرف بڑھے وحشی ہاتھیوں نے انہیں بھی پیچھے دھکیل دیا۔ اب حضرت سعدؓ نے بنی تمیم کو' جو نیزہ بازی اور تیراندازی میں بے پناہ مہارت رکھتے تھے' پیغام بھیجا کہ اے بنی تمیم! آج تمہارے کمالِ فن کا مظاہرہ ہے۔ آگے بڑھ کر اپنے بھائیوں کی مدد کو پہنچو۔ بنی تمیم نے تکبیر کا نعرہ لگا کر اس جوش سے حملہ کیا کہ ہاتھیوں کے منہ پھیر دیے اور ان کے سواروں کو اپنے نیزوں اور تیروں سے نیچے گرا دیا۔ اب دونوں فوجوں میں دست بدست اس گھمسان کی جنگ ہوئی کہ الامان والحفیظ۔ اس وقت حضرت خنساءؓ کے چاروں بیٹے گھوڑوں کی باگیں اٹھائے رجز پڑھتے ہوئے میدانِ جنگ میں کود پڑے اور نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ حضرت خنساءؓ نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا:

''خدا کا شکر ہے کہ میرے فرزندوں نے میدانِ جنگ سے پیٹھ نہیں موڑی' اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی شہادت کا شرف مجھے بخشا' اس ذاتِ رحیم سے امید ہے کہ اپنی رحمت کے سائے میں وہ میرے بچوں کے ساتھ مجھے بھی جگہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے گا“

صبح سے شام تک ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ حضرت سعدؓ جنگ کا نظارہ دیکھ کر بہت بے چین ہو رہے تھے اور بار بار پہلو بدلتے تھے۔ ان کی نو بیاہتا بیوی سلمٰی کو بھی حضرت سعدؓ کی تکلیف کا پورا اندازہ نہ تھا اور وہ لڑائی میں ان کے شرکت نہ کرنے کی وجہ سے کچھ رنجیدہ سی تھیں۔ انہوں نے سعدؓ کو بار بار کروٹیں بدلتے دیکھا تو طنزاً کہا کہ افسوس آج مُثنّیٰؓ (سلمٰی کے پہلے شوہر) نہ ہوئے۔“

حضرت سعدؓ کو سلمٰی کی بات پر سخت غصہ آیا اور انہوں نے ان کے منہ پر طمانچہ مار کر کہا ”مُثنّیٰ ہوتے تو وہ اس سے بڑھ کر کیا کر لیتے جو بنی اسد اور بنی تمیم کے جانباز کر رہے ہیں“

سلمٰی نے جذبات سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا ”اللہ اللہ یہ بزدلی اور اس کے ساتھ یہ غیرت“

حضرت سعدؓ سمجھ گئے کہ سلمٰی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ انہوں نے ان کو اپنی تکلیف سے پوری طرح آگاہ کیا اور فرمایا ”اگر تم بھی مجھے معذور نہ سمجھو گی تو میں دوسرے مسلمان تو لامحالہ مجھے بھگوڑا ہی سمجھیں گے“

سلمٰی اب مطمئن ہو گئیں اور دونوں میاں بیوی مسلمانوں کی سلامتی کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہو گئے۔ رات کی تاریکی جب گہری ہو گئی تو دونوں لشکر زخموں سے چُور ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ قادِسیّہ کی جنگ کا یہ پہلا دن ”یوم الارماث“ کہلاتا ہے اس دن پانچ اور چھ سَو کے درمیان مسلمان شہید ہوئے اور ہزار ہا ایرانی ہلاک ہوئے۔ چونکہ حضرت سعدؓ لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس لیے بعض مسلمانوں کو ان کی طرف سے بدگمانی تھی یہاں تک کہ ایک شاعر نے یہ شعر موزوں کر کے پڑھے۔

نقاتل حتّٰی انزل اللّٰہ نصرہ	وسعد ”بباب القادسیّہ معصم
ہم لڑتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ امداد نازل فرماتا ہے	مگر سعد قادِسیّہ کے دروازے پر پناہ گزین ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فأبنا وقدامت نساء كثيرة | ونسوة سعد ليس فيهن ايم

ہم واپس ہوئے تو اس حالت میں تھے کہ ہماری بہت سی عورتیں بیوہ ہو چکی تھیں | لیکن سعد کی بیویوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہ ہوئی

بدگمان مسلمان ان شعروں کو بار بار پڑھتے تھے یہاں تک کہ تمام فوج میں ان کا چرچا ہونے لگا۔ حضرت سعدؓ کو اس بارے میں اطلاع ملی تو انہیں بہت دکھ ہوا چنانچہ انہوں نے تمام فوج کو جمع کیا اور ان کو اپنے زخم (یا آبلے) دکھائے۔ اس کے ساتھ ہی بدگمانی کرنے والوں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم لوگ دشمن کے مقابلہ پر نہ ہوتے تو سخت سزا کے مستحق تھے (کیونکہ ایسے نازک موقع پر اپنے امیر کے خلاف محاذ بنانا دشمن کے ہاتھ مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔) اگر کسی نے آیندہ ایسی حرکت سے فوج میں بددلی پھیلانے کی کوشش کی تو میں اس کا سخت محاسبہ کروں گا۔

غلط فہمی کے شکار مسلمانوں نے جب اپنی آنکھوں سے حضرت سعدؓ کی تکلیف کا حال دیکھا تو اپنی بدگمانی پر نادم ہوئے اور ان کی اطاعت کا عہد کیا۔[1]

---

[1] بعض روایتوں میں ہے کہ یہ واقعہ قادسیہ کی جنگ ختم ہونے کے بعد پیش آیا لیکن اکثر روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ارماث کے دن ہی بعض حلقوں میں حضرت سعدؓ کے خلاف چہ میگوئیاں شروع ہو گئی تھیں۔ چنانچہ جب مسلمان میدانِ جنگ سے واپس ہوئے تو حضرت سعدؓ نے ان کے سامنے اپنی معذوری ثابت کی۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت سعدؓ کو ان اشعار کی اطلاع ملی تو ان کو اس بے جا سوئے ظنّی پر بڑا دکھ ہوا اور انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی۔ اللهم ان كان هذا كاذبا وقال الذى قاله رياء وسمعة فاقطع عنى لسانه (الٰہی اگر اس شاعر نے غلط کہا ہے اور محض اپنا نام مشہور کرنے کے لیے کہا ہے تو اس کی زبان بند کر دے۔) حضرت سعدؓ کی دعا قبول ہوئی۔ یہ شعر کہنے والے صاحب ایک صف میں کھڑے تھے کہ دشمن کا ایک تیر ان کے منہ میں آ کر لگا جس سے ان کی زبان بند ہو گئی اور وہ شہید ہو گئے۔ (اشاعتِ اسلام محمد حبیب الرحمٰن)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)

یوم الاغواث

دوسرے دن حضرت سعدؓ نے عَلَی الصَّباح شہداء کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ اس کے بعد دونوں فوجیں پھر ایک دوسرے کے مقابلے پر صف آرا ہو گئیں۔ طبلِ جنگ پر چوٹ پڑی ہی تھی کہ شام کی امدادی فوج کا مقدمۃ الجیش حضرت قعقاع بن عمروؓ کی زیرِ کمان آ پہنچا۔ یہ امدادی فوج حضرت ابوعبیدہؓ بن الجرّاح نے شام سے امیر المُومنین عُمرِ فاروقؓ کی ہدایت کے مطابق روانہ کی تھی۔ قعقاعؓ کے ساتھ ایک ہزار آزمودہ کار جنگجو تھے۔ باقی امدادی فوج جو پانچ ہزار جوانوں پر مشتمل تھی، پیچھے آ رہی تھی۔ اس کے سپہ سالار حضرت ہاشمؓ بن عتبہ تھے جو حضرت سعدؓ کے حقیقی بھتیجے تھے۔ مسلمانوں کو کمک پہنچ جانے سے بڑی تقویت ملی۔ قعقاعؓ نامی بہادر تھے اور ایک ہزار سواروں کے برابر مانے جاتے تھے۔ وہ اگرچہ بڑے طویل سفر کے بعد قادِسیّہ پہنچے تھے لیکن ایک لمحہ دم لیے بغیر انہوں نے آتے ہی ایرانیوں کو مقابلے کے لیے للکارا۔ ایرانیوں کا نامی امیر بہمن جادویہ (جس کے ہاتھوں مسلمانوں کو معرکۂ جسر میں ہزیمت اٹھانی پڑی تھی۔) حضرت قعقاعؓ کے مقابلہ پر آیا۔ قعقاعؓ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اسے خاک وخون میں لوٹا دیا۔ اس کے بعد چند اور ایرانی جنگجو میدان میں نکلے اور مقتول ہوئے۔ اب عام لڑائی شروع ہوئی۔ آج ایرانیوں کے ساتھ ہاتھیوں کی تعداد کم تھی تاہم وہ مسلمانوں کے لیے مصیبت کا باعث بنے ہوئے تھے۔ ان کے تدارک کے لیے حضرت قعقاعؓ نے اونٹوں پر بڑی بڑی جھولیں ڈال کر انہیں بھی ہاتھیوں کی طرح مہیب بنا دیا۔ ایرانیوں کے گھوڑے انہیں دیکھ دیکھ کر بدکتے اور مسلمان ان کے سواروں کو اپنے نیزوں پر رکھ لیتے۔ رستم نے اب پیدل فوجوں کو سواروں کی مدد کے لیے آگے بڑھایا۔ یہ فوجیں آندھی اور طوفان کی طرح مسلمانوں پر حملہ آور ہوئیں۔ مسلمانوں نے بڑی ہمت سے اس طوفانی حملہ کو روکا۔ اس زور کا رن پڑا کہ زمین کانپ اٹھی۔ دوسری طرف مدائن سے ایرانی فوجوں کو برابر کمک پہنچ رہی تھی۔ عین اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع پر حضرت ہاشمؓ بن عتبہ بھی اپنی فوج کے ساتھ میدانِ کارزار کے قریب آ پہنچے۔ انہوں نے حضرت قعقاعؓ کے مشورہ کے مطابق اس فوج کے کئی دستے بنادیے۔[1] ہنگامۂ کارزار میں ہر ایک دستہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد نعرۂ تکبیر لگاتا ہوا داخل ہوتا جس سے مسلمانوں کی ہمت بلند ہوتی اور ایرانیوں پر ہراس طاری ہو جاتا لیکن ان کا ٹڈی دل کسی طرح کم ہونے میں نہ آتا تھا۔ اس وقت قبیلہ بنو ثقیف کے نامور بہادر ابو محجن شراب نوشی کے جرم میں حضرت سعدؓ کی اقامت گاہ کے قریب پابستہ ایک کوٹھڑی میں مقیّد تھے۔[2] وہ

---

1. بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ہاشمؓ بن عتبہ امدادی فوج کے ساتھ تیسرے دن قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے۔ (عُمرِ فاروقِ اعظمؓ محمد حسین ہیکل) علامہ شبلی کا بیان ہے کہ جنگِ قادِسیّہ کے تیسرے دن شام سے جو امدادی فوج پہنچی وہ صرف سات سَو جوانوں پر مشتمل تھی اور اس کی قیادت ہشامؓ کر رہے تھے۔ (الفاروق)

2. ابو مِحجن عمروؓ بن حبیب ثقفی رسولِ اکرم ﷺ کے صحابی تھے۔ وہ زمانہ جاہلیّت ہی سے عرب کے نامور بہادروں میں شمار ہوتے تھے۔ ۹ ھ میں مشرّف بہ اسلام ہوئے۔ بدقسمتی سے وہ شراب نوشی کی عِلّتِ بد میں مبتلا ہوگئے تھے۔ عہدِ فاروقی میں ان پر سات یا آٹھ مرتبہ شراب نوشی کے جرم میں حد جاری کی گئی لیکن یہ عادت ان سے کسی طرح چھوٹنے نہ پاتی تھی بلکہ ان کی طبیعت میں اور راسخ ہوتی جاتی تھی گویا۔

مارا گرفتہ یار سوئے دار می برد   ساقی بیار مئے کہ دم گیرودارِ ماست

والا معاملہ تھا۔ بالآخر حضرت عمرؓ نے انہیں گرفتار کر کے ایک جزیرہ میں نظر بند کر دیا۔ بروایتِ دیگر انہیں دو آدمیوں کی نگرانی میں کسی جزیرہ کی طرف روانہ کیا لیکن وہ راستے ہی میں موقع پا کر فرار ہو گئے۔) حضرت ابو محجنؓ نے عراق کی جنگ کا حال سنا تو ان کی رگِ شجاعت پھڑک اٹھی اور (قید خانے سے فرار ہو کر) سیدھے قادِسیّہ جا پہنچے۔ حضرت عُمرِ فاروقؓ کو ان کے قادِسیّہ پہنچنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت سعدؓ کو حکم بھیجا کہ ابو محجنؓ کو پابہ زنجیر کر کے قید کر دو۔ اس کے ساتھ ہی ان کے جرم اور فرار کی ساری کیفیت لکھ بھیجی۔ حضرت عمرؓ کے حکم کی حضرت سعدؓ نے تعمیل کی تاہم حضرت ابو محجنؓ کسی نہ کسی طرح لڑائی میں شریک ہو گئے اور اس کے بعد ہمیشہ کے لیے شراب نوشی سے توبہ کر لی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قید خانے کے سوراخوں سے لڑائی کا تماشا دیکھ کر سخت بے قرار ہو رہے تھے۔ جوشِ شجاعت میں اپنے ہونٹ دانتوں میں دباتے تھے اور رانوں پر ہاتھ مارتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی زوجہ سلمٰی قریب ہی تھیں۔ ابُومحجنؓ نے ان سے التجا کی کہ اس وقت مجھے چھوڑ دو۔ شہید ہو گیا تو بہتر ورنہ خود ہی آ کر بیڑیاں پہن لوں گا۔ سلمٰی نے حضرت سعدؓ کے عتاب کے ڈر سے انکار کر دیا۔ حضرت ابومحجنؓ بہت مایوس ہوئے اور ان کی زبان پر بے اختیار یہ دردناک اشعار جاری ہو گئے۔

کفی حزنا ان تردی الخیل بالقنا — وازک مشدودًا علی وثاقیا

اس سے بڑھ کر کیا غم ہوگا کہ سوار نیزہ بازیاں کر رہے ہیں — اور میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں

اذا قمت عنا فی الحدید واغلقت — مصاریع دونی تصم المنادیا

جب میں کھڑا ہونے کا ارادہ کرتا ہوں تو زنجیریں دامن کش ہو جاتی ہیں — اور دروازے اس طرح بند کر دیے جاتے ہیں کہ پکارنے والا پکارتے پکارتے تھک جاتا ہے۔

وقد کنت ذااھل کثیراو خوۃ — فقد ترکونی واحدًا لااخالیا

میرے بھائی بند کثیر تعداد میں ہیں — لیکن انھوں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے اور سب میرے حال سے غافل ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حضرت ابومِحجنؓ نے آذربائیجان میں وفات پائی۔ مؤرخین نے سالِ وفات کی تصریح نہیں کی۔ حضرت ابومِحجنؓ کو شعر و سخن سے فطری لگاؤ تھا۔ جنگِ قادسیہ کے موقع پر جو شعر وہ قید خانے میں پڑھتے تھے وہ ان کے طبعزاد بیان کیے جاتے ہیں۔ حضرت ابومحجنؓ کا دیوان بھی یورپ اور قاہرہ میں طبع ہو چکا ہے۔ وہ شعرائے مخضرمین سے ہیں۔

(الاستیعاب، اُسدُ الغابہ، دائرہ معارفِ اسلامیہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وللہ عہدٌ لا اخیس بعھدہ — **لئن فرجت ان لا ازور الحوانیا**

میں نے اپنے اللہ سے عہد کیا ہے اور میں اس عہد کو نہیں توڑوں گا کہ — اگر مے خانوں کے دروازے (اب) مجھ پر وا کر دیے جائیں تو بھی میں ان کی طرف نہیں جاؤں گا۔

سلمیٰؓ ان اشعار سے بہت متاثر ہوئیں اور انہوں نے ابو مجحنؓ کو رہا کر دیا۔ اب انہوں نے سلمیٰؓ سے درخواست کی کہ تم نے اتنا کیا ہے تو اب مجھے جنگ کا سامان اور ایک گھوڑا بھی دے دو۔ سلمیٰؓ نے حضرت سعدؓ کا ابلق گھوڑا اور ان کے ہتھیار ابو مجحنؓ کے حوالے کر دیے۔ ابو مجحنؓ حضرت سعدؓ کے گھوڑے پر سوار ہو کر منہ سر پر ڈھاٹا باندھے تیر کی طرح میدانِ جنگ میں پہنچے اور اس جوش اور وارفتگی سے لڑے کہ اپنے بیگانے سبھی عش عش کر اٹھے۔ وہ دشمنوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے ہوئے کبھی میدانِ جنگ کے اس کنارے پر ہوتے اور کبھی دوسرے کنارے پر۔ جس طرح رخ کرتے صفیں الٹ دیتے اور کشتوں کے پشتے لگا دیتے مسلمان حیران تھے کہ معلوم نہیں یہ کون شخص ہے؟ غالباً خدا نے مسلمانوں کی مدد کے لیے کوئی فرشتہ نازل کیا ہے۔ حضرت سعدؓ اپنی اقامت گاہ سے میدانِ جنگ کا معائنہ کر رہے تھے۔ حضرت ابو مجحنؓ کے بہادرانہ کارنامے دیکھ کر متحیّر تھے کہ لڑنے کا انداز تو ابو مجحن کا ہے لیکن وہ تو اس وقت قید ہے۔ شام تک میدانِ رزم گرم رہا۔ جب ظلمتِ شب اپنے سائے چاروں طرف پھیلانے لگی تو دونوں فوجیں اپنی قیام گاہوں کو لوٹیں۔ اس دن دس ہزار ایرانی مقتول ہوئے اور دو ہزار مسلمانوں نے جامِ شہادت پیا۔ جنگِ قادِسیّہ کا دوسرا دن ''یوم الاغواث'' کہلاتا ہے۔ حضرت ابو مجحنؓ نے لڑائی ختم ہونے پر اپنی بیڑیاں خود ہی آ کر پہن لیں۔ حضرت سعدؓ بالا خانے سے نیچے اترے تو سلمیٰ نے ان سے دریافت کیا کہ میدان جنگ کی کیا خبریں ہیں؟ حضرت سعدؓ نے فرمایا:

لقینا لقینا حتی بعث اللہ رجلا علی فرس ابلق لولا انی ترکت ابا محجن فی القیود لظننت انما بعض شمائل ابی محجن

www.KitaboSunnat.com

یعنی ہم دشمنوں سے لڑتے رہے حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ابلق گھوڑے پر کسی آدمی کو بھیج دیا۔ (جس نے دشمنوں کا منہ پھیر دیا۔) اگر میں نے ابوُمحجنؓ کو قید میں نہ ڈالا ہوتا تو میرا یہی گمُان تھا کہ اس شخص کے انداز ابومحجنؓ کے سے تھے۔

سلمیٰ نے کہا: ''اے امیر یہ ابوُمحجنؓ ہی تھے۔'' حضرت سعدؓ نے متعجب ہو کر پوچھا: ''یہ کیونکر ہوسکتا ہے؟'' سلمیٰؓ نے انہیں سارا واقعہ بلاکم وکاست سنا دیا۔ حضرت سعدؓ بے حد متاثّر ہوئے اور چشم پُرآب ہو کر فرمایا: خدا کی قسم! میں ایسے مجاہد کو قید میں نہیں رکھ سکتا۔'' یہ فرما کر فوراً حضرت ابومحجنؓ کو رہا کر دیا۔ ابومحجن بھی مردِ مومن تھے، رہا ہو کر انہوں نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ ''اے امیر حد کا خوف مجھے شراب نوشی سے باز نہ رکھ سکا لیکن آج میں خدا کے خوف سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔''[1]

(۵)

یوم العماس اور لیلۃ الہریر

تیسرے دن علیٰ الصّبَاح پھر دونوں فوجیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں۔ حضرت سعدؓ نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ آج لڑائی کا فیصلہ ہو کر رہے گا۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضرت سعدؓ نے کچھ فوج کو میدانِ جنگ سے دور بھیج دیا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ جب لڑائی کا تنور گرم ہو جائے تو اس فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے تکبیر کے نعرے لگاتے

---

[1] ''صاحبِ کفایہ شعبیہ'' اور صاحب نصاب الاحتساب'' نے حضرت ابومِحجنؓ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس وقت عساکرِ اسلامی کے امیر خالدؓ بن ولید تھے لیکن ان دونوں بزرگوں کو تسامح ہوا ہے۔ دوسرے تمام اربابِ تاریخ وسیر متفق ہیں کہ قادِسیّہ کی جنگ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کی قیادت میں لڑی گئی۔ حضرت خالدؓ بن ولید اس جنگ سے بہت پہلے شام چلے گئے تھے اور جنگِ قادِسیّہ کے دنوں میں شام میں رومیوں سے نبرد آزما تھے۔ اسی طرح بلاذُری کا بیان ہے کہ حضرت ابومِحجنؓ کو حضرت سعدؓ کی اُمّ ولد زبراء نے قید خانے سے نکالا تھا لیکن دوسرے مُؤرّخین کی اکثریت نے اس سلسلہ میں سلمیٰ کا نام لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدانِ جنگ میں داخل ہوں' اس سے دشمن سمجھے گا کہ مسلمانوں کو کمک پہنچ رہی ہے اور اس طرح وہ سراسیمہ ہو جائے گا۔ حضرت قعقاعؓ نے حضرت سعدؓ کی ہدایات پر نہایت خوش تدبیری سے عمل کیا۔ لڑائی کا فیصلہ شام سے پہلے ہی ہو جاتا لیکن یوم الارماث کی طرح آج بھی ایرانیوں کے ہاتھیوں نے بڑی تباہی مچائی اور مسلمانوں کو فیصلہ کن ضرب لگانے سے باز رکھا۔ دو کوہ پیکر ہاتھی ایک سفید اور ایک چتکبرا' سب ہاتھیوں کے سردار تھے اور بڑی آفت ڈھا رہے تھے۔ حضرت سعدؓ نے کچھ نو مسلم پارسیوں کو بلا کر پوچھا کہ ان ہاتھیوں سے کیسے نبٹا جائے؟ انہوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں اور سونڈ بے کار ہو جائیں تو بھاگ کھڑے ہوں گے۔ حضرت سعدؓ نے عاصمؓ اور قعقاعؓ کو پیغام بھیجا کہ تم سفید ہاتھی کو نرغے میں لے کر اس کی آنکھیں اور سونڈ بے کار کر دو۔ ایسا ہی پیغام انہوں نے چتکبرے ہاتھی کے بارے میں بنو اَسَد کے جاں بازوں حمال اور ربیل کو بھیجا۔ عاصمؓ اور قعقاعؓ نے کچھ مجاہدین کو ساتھ لے کر سفید ہاتھی پر حملہ کیا۔ یہ ہاتھی سدھایا ہوا تھا جو مجاہد اس کی طرف بڑھتا اسے اپنی سونڈ میں لپیٹ کر یا پاؤں کے نیچے مَسَل کر شہید کر دیتا۔ یکے بعد دیگرے کئی مجاہدوں نے جامِ شہادت پیا۔ آخر قعقاعؓ اور عاصمؓ اس ہاتھی کی طرف بڑھے اور نہایت پھرتی اور شجاعت سے اس کی سونڈ کاٹ ڈالی اور آنکھیں بے کار کر دیں۔ دوسری طرف چتکبرے ہاتھی کا بھی حمال اور ربیل کے ہاتھوں یہی حشر ہوا۔ دونوں ہاتھی درد کی شدت سے چنگھاڑیں مارتے ہوئے بھاگے تو دوسرے ہاتھی بھی ان کے پیچھے ہو لیے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کی مصیبت سے مسلمانوں کو نجات دی۔ اب شام ہو چکی تھی لیکن حضرت سعدؓ لڑائی کا فیصلہ کرنے پر تُلے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی فوج کو از سرِ نو مرتب کیا اور فرمایا کہ جب میں تیسرا نعرہ بلند کروں تو عام حملہ کر دینا۔ حضرت قعقاعؓ ہاتھیوں کو بھگا کر جوشِ شجاعت سے سرشار تھے۔ ابھی حضرت سعدؓ نے پہلا ہی نعرہ بلند کیا تھا کہ وہ بے تاب ہو کر غنیم پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت سعدؓ نے ان کا جوشِ شجاعت دیکھ کر فرمایا: ''اے اللہ تو قعقاعؓ کو معاف کرنا اور اس کا مددگار رہنا۔''

قعقاعؓ کے بعد دوسرے قبائل بھی صبر نہ کر سکے اور انہوں نے قعقاعؓ کی تقلید میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایرانیوں پر حملہ کر دیا۔ جونہی کوئی قبیلہ آگے بڑھتا۔ سعدؓ اس کی فتح ونصرت کی دعا مانگتے۔ آدھی رات تک خوں ریز جنگ ہوتی رہی اور میدانِ جہاد غازیوں کے نعرہ ہائے جہاد سے گونجتا رہا لیکن لڑائی نے کوئی فیصلہ کُن صورت اختیار نہ کی۔ آخر قعقاعؓ نے اپنے قبیلے کو للکارا کہ ایرانیوں کے قلبِ لشکر پر ایک جان توڑ حملہ کرو اور ان کے سپہ سالار کو گرفتار کر لو۔ مسلمانوں نے قعقاعؓ کی آواز سن کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ ایرانیوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ بدحواس ہو کر پیچھے کی طرف بھاگے۔ مسلمان لڑتے لڑتے رستم کے تخت تک پہنچ گئے۔ اب وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے حفاظتی دستے کو ساتھ لے کر جی توڑ کر لڑا لیکن فدائیانِ توحید کے سامنے کچھ پیش نہ چلی۔ قعقاعؓ، عاصمؓ، عمرؓو بن معدیکرب، اشعثؓ بن قیس اور ان کے ساتھی مجاہدین نے رستم کے آہن پوش حفاظتی دستے کے پرخچے اڑا دیے۔ رستم شدید زخمی ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ہلال بن علقمہؓ نامی ایک مجاہد نے تعاقب کیا۔ رستم نے نہر میں چھلانگ لگا دی۔ ہلالؓ نے ٹانگ پکڑ کر باہر گھسیٹ لیا اور سر کاٹ کر لاش خچروں کے پاؤں میں ڈال دی۔ اس کے بعد وہ رستم کے تخت پر چڑھ گئے اور زور سے پکارے:

"میں نے رستم کو قتل کر دیا ہے۔"[1]

اس آواز کے سنتے ہی ایرانیوں کے ہوش وحواس بالکل جاتے رہے اور وہ بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح ہو گئے۔ جس رات کو یہ خونیں معرکہ سر ہوا اسے "لیلۃ الہریر" کہتے ہیں۔ اس سے پہلا (یعنی جنگ کا تیسرا دن) "یوم العماس" کے نام سے مشہور ہے۔ اس لڑائی میں تیس ہزار ایرانی ہلاک ہوئے اور انہیں ایسی عبرت ناک شکست ہوئی کہ تختِ کسریٰ کی بنیادیں ہل گئیں۔ ایرانیوں کا قومی پرچم "دُرفشِ کاویانی" بھی اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ دوسرے مالِ غنیمت کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا۔ مسلمان شہداء کی مجموعی

---

[1] فردوسی نے شاہنامہ میں حضرت سعدؓ کو رستم کا قاتل بتایا ہے حالانکہ حضرت سعدؓ سرے سے لڑائی میں شریک ہی نہیں تھے۔ اس بارے میں علامہ شبلیؒ الفاروق میں یوں رقم طراز ہیں۔ افسوس ہے کہ اس واقعہ کو ہمارے ملک الشعراء نے قومی جوش کے اثر سے بالکل غلط لکھا ہے۔

برآمد خروشے بکردارِ رعد ز یکسوئے رستم ز یکسوئے سعدؓ
چوں دیدار رستم بخوں تیرہ گشت جواں مرد تازی برو چیرہ گشت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد آٹھ ہزار کے لگ بھگ تھی۔

(۶)

دربارِ خلافت سے خط و کتابت

لڑائی ختم ہوئی تو حضرت سعدؓ نے حضرت عُمرِ فاروقؓ کو ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعہ فتح کی اطلاع دی۔ امیر المؤمنین بڑی بے چینی سے لڑائی کے نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے۔ فتح کی خبر ملی تو سجدۂ شکر بجا لائے اور لوگوں کو مسجدِ نبوی ﷺ میں جمع کر کے یہ خوش خبری سنائی اور اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ "میں بادشاہ نہیں ہوں بلکہ تمہارا خادم ہوں البتہ خلافت کی جو ذِمّہ داری میرے کندھوں پر ہے' اسے میں اگر اس طرح سرانجام دوں کہ تم لوگ امن اور چین کے ساتھ زندگی بسر کر سکو تو یہ میری خوش قسمتی ہے اور اگر میں یہ چاہوں کہ تم لوگ میرے سامنے حاضری دیا کرو تو یہ میری حرماں نصیبی ہوگی' میں تم کو محض قول سے نہیں بلکہ عمل سے تعلیم دینا چاہتا ہوں۔"

مسلمان قادِسیّہ کی فتح کا حال سن کر نہایت مسرور اور شادماں ہوئے۔ ادھر حضرت سعدؓ نے مالِ غنیمت کا حساب لگایا تو اس کا کوئی شمار ہی نہ تھا۔ حضرت عُمرِ فاروقؓ نے حکم بھیجا کہ تمام مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دو حتّٰی کہ خُمس بھی۔ حضرت سعدؓ نے ہر سوار کو چھ ہزار اور ہر پیدل کو دو ہزار دیے جن لوگوں نے لڑائی میں غیر معمولی شجاعت و بسالت کا مظاہرہ کیا تھا' اُن کو عام حصے سے علاوہ پانچ پانچ سَو زاید دیے۔ اسی طرح حُفّاظِ قرآن کو زاید رقم دی گئی یہاں تک کہ جو لوگ کسی وجہ سے لڑائی میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے بھی مالِ غنیمت سے حصہ پایا۔[1]

جنگ قادِسیّہ عراق کی تمام جنگوں سے اہم ہے۔ اس جنگ سے ایرانیوں پر مسلمانوں کی شجاعت کی دھاک بیٹھ گئی اور دربارِ ایران میں زلزلہ آ گیا۔ قادِسیّہ کی فتح نے تمام ایران

---

[1] بعض مُوَرّخین کا بیان ہے کہ شام سے جو امدادی فوج قادِسیّہ بھیجی گئی تھی' اس کا کچھ حصہ پیچھے رہ گیا تھا۔ یہ مجاہدین اس وقت قادِسیّہ پہنچے جب لڑائی ختم ہو چکی تھی۔ یہی وہ لوگ تھے جن کو حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق لڑائی میں شرکت نہ کر سکنے کے باوجود مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دروازے مسلمانوں پر کھول دیے۔ قادسیہ کی جنگ باختلافِ روایت ۱۴ہجری اور ۱۶ہجری کے درمیان لڑی گئی۔ فتح کے بعد حضرت سعدؓ دو ماہ تک قادسیہ میں مقیم رہے۔ اس عرصہ میں اطراف و اکناف سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امن کی درخواست کی۔ حضرت سعدؓ نے تمام حالات حضرت عمرِ فاروقؓ کو لکھ بھیجے۔ وہاں سے حکم موصول ہوا کہ ان لوگوں کے لیے عام معافی کا اعلان کر دو اور ان کو اجازت دو کہ اپنے گھروں میں آباد ہو جائیں۔ یہ حکم پہنچنے پر حضرت سعدؓ نے اس علاقہ کے سب لوگوں کو امن دے دیا اور لوگ اپنے گھروں میں واپس جا کر امن چین سے رہنے لگے۔ ان میں سے ہزارہا لوگ مسلمانوں کے اَخلاقِ حَسَنہ سے متاثر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ دو ماہ میں مسلمانوں کی تکان دور ہو گئی اور حضرت سعدؓ بھی کامل طور پر صحت یاب ہو گئے۔ اب وقت آ گیا تھا کہ مسلمان قادسیہ سے آگے بڑھیں۔[1]

❁ ❁ ❁

---

[1] ساسانیوں کے عہد میں عرب قبائل کے حملوں سے حفاظت کے لیے قادسیہ میں چوکیوں (مسالح) کا ایک سلسلہ ایک عظیم الشان دیوار اور خندق بنی ہوئی تھیں۔ آج کل ان کے کھنڈر نجفِ اشرف کے عین جنوب میں کوفے سے ۱۹ میل دُور ملتے ہیں۔ انہی کھنڈروں کے مضافات میں قادسیہ کی فیصلہ کُن جنگ ہوئی تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتحِ بابِل وکُوثیٰ

(ا)

فتحِ بابِل

قادِسیّہ میں شکست کھانے کے بعد ایرانی لشکر کی ایک اچھی خاصی تعداد نے بھاگ کر بابِل[1] میں پناہ لی تھی۔ بابِل ایران کی ایک مستحکم چھاؤنی تھی اور اس کے وسیع وعریض کھنڈر

---

[1] بابِل قدیم زمانہ میں ایک عظیم الشّان سلطنت کا دارالحکومت رہ چکا تھا۔ یہ شہر کب آباد ہوا؟ اس کا صحیح زمانہ تو متعیّن نہیں کیا جاسکتا البتہ اتنا پتا ضرور چلتا ہے کہ ولادتِ مسیح سے چار ہزار سال قبل یہ شہر صفحۂ ہستی پر موجود تھا۔ سب سے پہلے اکیسویں صدی قبلِ مسیح میں مشہور کلدانی بادشاہ حمورابی (Hammurabi) نے اسے اپنی سلطنت (شومیر واکد) کا پایۂ تخت بنایا۔ حمورابی کے عہد کے جو کتبات ملے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کلدانی بڑے مہذب لوگ تھے اور ان کی معاشرت بڑی ترقی یافتہ تھی۔ حمورابی نے ایک مفصل ضابطۂ قوانین مرتب کر کے پتھر کی تختیوں پر کندہ کرایا تھا۔ ان قوانین کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہزاروں سال قبل بھی بابل کے لوگ تہذیب وتمدّن کے انتہائی عروج پر تھے۔ کلدانیوں کے بعد بابل پر آشوری حکمران رہے۔ آشوریوں کا پایۂ تخت شہر نینوا تھا جسے انہوں نے بڑی رونق اور وسعت دی۔ ۶۵۸ قبل مسیح میں سلطنتِ نینوا کلدانیوں اور مدیوں کے ہاتھوں برباد ہوگئی۔ بابل اور اس کا نواحی علاقہ نئے کلدانی حکمران نابوپلاسار کے حصے میں آیا۔ سلطنتِ بابل میں بین النہرین اور فرات کے تمام ساحلی ممالک شامل تھے۔ سوریہ اور فنیقیہ کے حکمران بھی اس کے باجگزار تھے۔ نابوپلاسار نے اپنا دارالحکومت پھر بابل کو بنایا اور اسے کافی ترقی دی۔ ۶۵۴ قبلِ مسیح میں

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج کے لیے بیرکوں کا کام دیتے تھے۔ یہاں دو ماہ کے عرصہ میں ایرانیوں نے فیروزان کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

نابو پلاسار کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا بخت نصر (نبوکدنزر) (Nebuchadnezzar) تخت نشین ہوا۔ بخت نصر کا شمار دنیا کے عظیم ترین بادشاہوں میں ہوتا ہے۔ اس نے بابل پر خاص توجّہ دی اور اسے دنیا کا عظیم الشّان شہر بنا دیا۔ اس کی تعمیر کردہ بعض عمارتیں دنیا کے عجائبات میں شمار ہوئیں۔ ان میں ''بابل کے معلق باغات'' بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ بابل کی شہر پناہ کا دَور رومی میلوں کے حساب سے ۶۰ میل تھا۔ دیواروں کی اونچائی تین سو فُٹ تک تھی اَور جگہ جگہ نہایت مستحکم برج اور مینار بنے ہوئے تھے۔ دیواروں پر دو گاڑیاں پہلو بہ پہلو چل سکتی تھیں۔ بخت نصر نے دوسری عمارتوں کے علاوہ فرات پر ایک زبردست بند بندھوایا جس کی بلندی ایک پہاڑ کے برابر تھی۔ اس کے اوپر نہایت خوبصورت اور وسیع کمرے بنوائے۔ محل کے نزدیک دریا کے کنارے مشہورِ عَالم مُعلّق باغات تھے۔ ان کے کئی درجے تھے اور ایسی ہنرمندی اور کاریگری سے لگائے گئے تھے کہ سطح زمین سے بتدریج بلند ہوتے جاتے تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ باغات فضا میں مُعلّق ہیں۔ ان کے علاوہ اس نے پرانے معبدوں کی مَرَمّت کروائی اور آٹھ عظیم الشّان نئے معبد تعمیر کرائے۔ بخت نصر اپنے ایک کتبے میں لکھتا ہے ''چونکہ خداوند ماردوک (دیوتا) نے مجھے بادشاہ بنایا ہے، میں نے شہر بنوانے میں سخت محنت اور کوشش کی، بابل میں جسے میں آنکھ کی پتلی کی طرح عزیز رکھتا ہوں، میں نے ایک ایسا محل بنوایا ہے جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جاتے ہیں اور ایک تحیّر خیز بالا خانہ دریائے فرات کے ساحل سے شہر تک بنوایا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس زمانہ میں یہ شہر بابلِ اعظم کے نام سے مشہور تھا اور اس کے چاروں طرف جاہ و جلال، حشمت و شوکت اور سیم و زر کا مینہ برس رہا تھا۔ بخت نصر کے جانشینوں میں کوئی بھی اس جیسا قابل نہ ہوا۔ اس کے چوتھے جانشین نابونید NOBONID کے عہد میں سیروس شاہِ ایران نے بابل پر حملہ کیا اور نابونید کو شکست دے کر بابل کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ یہ ۵۳۸ ق م کا واقعہ ہے۔ اسی وقت سے بابل کا زوال شروع ہو گیا۔ اس کی حیثیت دارالحکومت سے گھٹ کر محض ایک صوبہ کی رہ گئی اور رفتہ رفتہ اس کی عظیم الشّان عمارات کھنڈروں میں تبدیل ہو گئیں۔ مسلمانوں نے جب بابل فتح کیا تو اس کی شان و شوکت ایک داستان پارینہ بن چکی تھی۔ (تاریخ مِلَلِ قدیمہ، تاریخِ بابل و نینوا، تاریخِ عراق)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیادت میں از سرِ نو جنگ کی تیاریاں کرلیں۔ حضرت سعدؓ ایرانیوں کی نقل وحرکت پر کڑی نظر رکھ رہے تھے۔ انہیں بابل میں ایرانیوں کے جمع ہونے کی اطلاع ملی تو تمام حالات حضرت عمر فاروقؓ کو لکھ بھیجے اور ان سے قادِسیّہ سے آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی۔ بہت جلد ان کو دارالخلافہ سے جواب موصول ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو نہ صرف ایران کے دارالسلطنت مدائن کی طرف پیش قدمی کرنے کی اجازت دے دی تھی بلکہ ایک مضبوط فوج بھی ان کی مدد کے لیے روانہ کردی تھی۔ حضرت سعدؓ نے خواتین' بچوں اور معذوروں کو تو قادِسیّہ میں ہی چھوڑا اور ان کی حفاظت کے لیے چند فوجی دستے متعیّن کر کے باقی لشکر کے ہمراہ مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ مقدمۃ الجیش کے افسر زُہرہ بن حویّہ تھے۔ وہ حضرت سعدؓ کے حکم کے مطابق پہلے روانہ ہوگئے۔ راستے میں "برس" کے مقام پر ایک ایرانی سردار بصیری ان کے مقابل ہوا۔ زہرہ نے اسے شکست دی اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بابل میں دوسرے بھگوڑوں سے جاملا۔ برس کے رئیس بسطام نے مسلمانوں سے صلح کرلی اور بابل تک پل وغیرہ تیار کرنے میں مسلمانوں سے گہرا تعاون کیا۔ ایرانی بھگوڑوں نے دریائے دَجلہ اور اس کی نہروں اور ندیوں کے پل تباہ کردیے تھے اور مسلمانوں کو نقل وحرکت میں بڑی دِقّت پیش آرہی تھی۔ بسطام کے تعاون نے یہ مشکل حل کردی اور اسلامی افواج بڑی تیزی سے بابل کے قریب جاپہنچیں۔ بابل میں مقیم ایرانی مسلمانوں کے ایک حملے کی تاب بھی نہ لاسکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت سعدؓ نے اپنی فوج کے ہمراہ بابل میں قیام کیا اور زہرہؓ کو پھر آگے روانہ کردیا۔ بابل کے نواحی علاقہ کے باشندے جوق در جوق حضرت سعدؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اسلام قبول کرلیتے یا جزیہ دینے کا عہد کرتے تھے۔ حضرت سعدؓ سب کی تالیفِ قلب کرتے تھے اور ان کو اپنے گھروں میں آباد ہونے کی اجازت دیتے تھے۔ بابل پر مسلمانوں کے قبضہ کی اطلاع یزدگرد کے لیے بڑی ہمت شکن ثابت ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایران کے تمام نامی امراء فیروزان' ہرمزان' مہران' مہرجان وغیرہ بابل میں جمع ہوگئے تھے۔ یہ لوگ رستم سے دوسرے درجہ پر تھے اور اب یزدگرد کی امیدوں کا انحصار انہی پر تھا لیکن جب وہ مسلمانوں کے سامنے نہ ٹھہر سکے تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین اس کو اپنے نیچے سے کھسکتی معلوم ہوئی تاہم دل کڑا کر کے مدائن میں جما رہا۔

(۲)

فتح کوثیٰ

حضرت زہرہؓ کوثیٰ[1] کے قریب پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ ایرانیوں کا ایک نامی رئیس شہریار ایک بڑی جمعیّت کے ساتھ کوثیٰ میں مقیم ہے اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ حضرت زہرہؓ بلا توقف اس سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ شہریار اپنی فوج کے ساتھ شہر سے باہر آیا اور میدان میں آگے بڑھ کر پکارا کہ تم میں سے جسے بہادری کا دعویٰ ہو وہ میرے مقابلے پر آئے۔ حضرت زہرہؓ نے جواب میں کہا: ''تمہارے غرور کا سر نیچا کرنے کے لیے میری فوج کا ایک معمولی سپاہی بھی کافی ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے بنو تمیم کے ایک غلام نائل بن جعشم اعرج کو اشارہ کیا کہ تم شہریار کے مقابلے پر جاؤ۔ نائل گھوڑا دوڑاتے ہوئے تیر کی طرح شہریار کے سامنے جا پہنچے۔ شہریار بڑا قوی ہیکل اور شہزور جوان تھا۔ اس نے اپنے سامنے ایک منحنی سے آدمی کو دیکھا تو ہتھیاروں کے استعمال کی ضرورت محسوس نہ کی اور نائلؓ کو گردن سے پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر ان کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ اتفاق سے شہریار کا انگوٹھا نائلؓ کے منہ میں آ گیا۔ انہوں نے اس زور سے کاٹا کہ شہریار کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ نائلؓ نے اسی وقت اپنا خنجر نکال کر اس کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ شہریار نے آناً فاناً تڑپ کر جان دے دی۔

ایرانیوں نے اپنے سردار کو مرتے دیکھا تو مقابلہ کیے بغیر بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمان فاتحانہ کوثیٰ میں داخل ہو گئے۔ بہت جلد حضرت سعدؓ بھی عام لشکر کے ہمراہ کوثیٰ پہنچ گئے۔ شہریار کا قیمتی ملبوس مرصّع ٹوپی اور ہتھیار حضرت نائلؓ نے اتار لیے تھے۔ وہ حضرت سعدؓ کے سامنے پیش کیے گئے تو آپ نے فرمایا: ''ان کا حق دار نائلؓ ہے۔'' پھر نائلؓ کو حکم دیا

---

[1] کوثیٰ ایک تاریخی مقام تھا۔ یہاں وہ جگہ محفوظ تھی جہاں نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو قید میں رکھا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ''شہر یار کا لباس پہن کر اور ہتھیار لگا کر مسلمانوں کے سامنے آؤ۔'' نائلؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ مسلمانوں نے یہ نظارہ دیکھا تو عبرت سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

کوثیٰ میں حضرت سعدؓ اس جگہ بھی تشریف لے گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السّلام قید رہے تھے۔ حضرت سعدؓ نے درود پڑھا اور پھر ان کی زبان پر یہ آیت جاری ہو گئی۔

تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتحِ مدائن

(۱)

فتحِ بہرہ شیر (یا بہر شیر)

کسریٰ کا پایہ تخت ''مدائن'' تھا۔ یہ عظیم الشّان شہر دریائے دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد تھا۔ مشرقی کنارے کی آبادی کو مدائن قصویٰ کہتے تھے۔ اس کا قدیم نام طیسفون (ٹیسی فون) تھا اور شاہی محل اور دفاترِ حکومت یہیں تھے۔ مغربی کنارے کی آبادی کو بہرہ شیر یا مدائنِ دنیا کہتے تھے۔ اس کا قدیم نام سلوقیہ یا سیلیوشیہ تھا۔

بہر شیر یا بہرہ شیر کو بعض مؤرّخین نے ایک الگ شہر لکھا ہے لیکن فی الحقیقت وہ مدائن خاص کے متعلّقات میں تھا۔ اسے مدائن کی حفاظتی چھاؤنی کہا جا سکتا ہے۔ یہاں ایک مضبوط قلعہ تھا' جس میں چیدہ جانبازوں پر مشتمل ایک شاہی رسالہ رہتا تھا۔ اس رسالہ کے جانباز ہر روز صبح اٹھ کر حلف اٹھاتے تھے کہ جب تک ہمارے دم میں دم ہے' ہم سلطنتِ ایران کی حفاظت کریں گے۔ یزدگرد نے اپنا ایک پالتو شیر بھی اس رسالہ کے سپرد کر رکھا تھا کہ ضرورت پڑے تو اسے دشمن پر چھوڑ دیا جائے۔

حضرت سعدؓ بہرہ شیر پہنچے تو ایرانی فوج قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئی۔ مسلمان بہ اختلافِ روایت دو یا تین ماہ تک بہرہ شیر کا محاصرہ کیے پڑے رہے۔ آخر ایرانی محاصرے کی سختی برداشت نہ کر سکے اور قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں کے مقابل ہوئے۔ کسریٰ کا شیر ایرانیوں کے آگے تھا۔ وہ غُرّا کر مسلمانوں پر جھپٹا۔ حضرت سعدؓ کے بھتیجے ہاشمؓ بن عتبہ نے آگے بڑھ کر اس صفائی سے تلوار کا ہاتھ مارا کہ شیر دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ حضرت سعدؓ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرطِ مسرّت سے ہاشمؓ کی پیشانی چوم لی۔ اب عام جنگ شروع ہوگئی۔ ایرانی جانبازوں نے جم کر مقابلہ کیا لیکن مسلمانوں نے آناً فاناً انہیں روند ڈالا اور فاتحانہ شہر میں داخل ہوگئے۔ یہاں کے عام شہریوں نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی اور مسلمانوں نے معمولی جزیہ پر انہیں امان دے دی۔

(۲)

بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

مسلمان بہرہ شیر میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ دریائے دجلہ کے دوسرے کنارے پر ایک رفیع الشّان سفید عمارت کھڑی ہے جس کے پُرشکوہ کنگرے اوجِ ثرّیا کو شرما رہے ہیں۔ انسانی ہنرمندی کے اس عظیم وجلیل شاہکار کو دیکھ کر مسلمان مبہوت ہوگئے۔ حضرت ضرارؓ بن خطاب نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''مسلمانو! یہ کسریٰ کا قصرِ ابیض ہے جس کی فتح کا وعدہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے کیا ہے۔'' مسلمان حضرت ضرارؓ کی بات سن کر بے اختیار اللہ اکبر پکار اٹھے۔ عرب اس قصر کی عظمت وشوکت کی داستانیں اپنے بڑے بوڑھوں سے سنا کرتے تھے' آج اسے اپنی آنکھوں کے سامنے پایا تو بے اختیار ان کی زبانوں پر ذکرِ الٰہی جاری ہوگیا۔ یہی قصرِ کسریٰ کی تخت گاہ تھا۔ وہی کسریٰ جس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مُبارک کو چاک کر ڈالا تھا اور سارے عرب کو برباد کر دینے کے عزم کا اظہار کیا تھا۔ آج اسی محمد عربی ﷺ کے نام لیوا اس قصر کی دیواروں کے نیچے آ پہنچے تھے اور کجکلاہِ ایران اس پر حسرت بھری نظریں ڈالتا بھاگ رہا تھا۔

حضرت سعدؓ نے بہرہ شیر میں زیادہ دیر قیام کرنا مناسب نہ سمجھا اور مدائن کی طرف بڑھنے کی تیاری کی لیکن دریائے دجلہ بیچ میں حائل تھا۔ اتفاقاً اس سال بارشیں نہایت کثرت سے ہوئیں جن کی وجہ سے دریا میں خوفناک طغیانی آ گئی تھی اور پانی کے پھیلاؤ اور زور شور کی انتہا نہ تھی۔ ایرانیوں نے تمام پُل توڑ ڈالے تھے اور کشتیاں دریا کی پرلی طرف لے گئے تھے۔ وہاں ان کے تیرانداز دستے متعیّن تھے کہ اگر مسلمان مدائن کا رخ کریں تو انہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے تیروں پر رکھ لیں۔ ایسی خوفناک طغیانی میں گھوڑوں کا تیرنا بھی بہت مشکل تھا۔ غرض مدائن کی تسخیر کی کوئی صورت نہ تھی۔ حضرت سعدؓ نے لشکرِ اسلام کو جمع کیا اور ان کے سامنے ایک ولولہ انگیز تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''مسلمانو! میں تو تہیّہ کر چکا ہوں کہ اللہ کے بھروسے پر گھوڑے کو دریا میں ڈال دوں' بولو کون مجاہد اس کام میں میرا ساتھ دے گا؟''

تمام مسلمانوں نے یک زبان ہو کر کہا: ''اے امیر ہم نے بھی اپنی جانیں راہِ خدا میں بیچی ہوئی ہیں' ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے۔''

حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ کچھ جانباز ہم سے پہلے آگے بڑھیں اور دوسرے کنارے پر جا کر قابض ہو جائیں۔ حضرت عاصمؓ بن عمرو اور ذوالباسؓ بروایتِ دیگر قعقاعؓ بن عمرو) نے چھ سَو تیر انداز سواروں کے ساتھ یہ آیت پڑھتے ہوئے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیے:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ط (ال عمران: ۱۴۵)

(کوئی ذی روح اللہ کے اِذن کے بغیر نہیں مر سکتا' موت کا وقت تو لکھا ہوا ہے۔)

دوسرے کنارے سے ایرانیوں نے مجاہدین پر بے پناہ تیر اندازی شروع کر دی۔ ادھر سے مجاہدین نے بھی مردانہ وار جواب دیا اور تھوڑی دیر میں ایرانیوں کو کنارے سے دور ہٹا دیا۔ اب حضرت سعدؓ نے حکم دیا کہ تمام لشکر دریا میں داخل ہو جائے۔ مسلمانوں نے اپنے گھوڑوں کو باگیں اٹھائیں اور نستعین باللہ ونتوکل علیہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ لینصرن اللہ ولیہ ولیظھرن دینہ ولیھزمن عدوہ ولا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العَلِیِّ العَظِیْم (ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسا کرتے ہیں۔ اللہ کافی ہے۔ وہ اچھا وکیل ہے' خدا کی قسم! اللہ اپنے دوست کو فتح دے گا اور اپنے دین کو غالب کرے گا اور دشمن کو ناکام کرے گا سوائے رَبِّ بزرگ و برتر کے کسی میں قوّت نہیں۔) پڑھتے ہوئے دجلہ کے بحرِ ظلمات میں داخل ہوگئے۔ ہزار ہا اسلامی شہسوار دجلہ کے پھنکارتے ہوئے پانی پر اس طرح جا رہے تھے۔ گویا صحنِ چمن میں گلگشت کر رہے ہوں۔ دو دو سوار ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو چل رہے تھے اور نہایت سکون واطمینان سے ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سے باتیں کرتے جاتے تھے۔ حضرت سعدؓ بار بار فرماتے تھے:

واللّٰہ لینصرن اللّٰہ ولیہ ولیظھرن دینہ ولیظھر من عدوہ مالم یکن فی الجیش بغی او ذنوب تغلب الحسنات۔

(قسم ہے خدا کی اللہ اپنے دوست کی مدد کرے گا اور اپنے دین کو غالب کرے گا اور دشمن کو مغلوب کرے گا جب تک کہ لشکر میں عصیان وظلم کی کثرت نہ ہو جائے۔)

حضرت سعدؓ کے پہلو میں حضرت سلمان فارسیؓ جا رہے تھے[1]۔ وہ بار بار فرماتے تھے۔

---

[1] حضرت سلمان فارسیؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ وہ اصفہان کے ایک مجوسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جب وہ چھوٹے سے تھے تو باپ نے اپنے آتشکدہ کی دیکھ بھال ان کے سپرد کر رکھی تھی۔ ایک دن انہوں نے عیسائیوں کو عبادت کرتے دیکھ لیا۔ اس سے بے حد متاثر ہوئے اور دین مسیحی قبول کر لیا۔ باپ کو معلوم ہوا تو اس نے بیٹے پر بہت سختیاں کیں اور ان کو پابہ زنجیر کر کے مقید کر دیا۔ سلمانؓ کس طرح قید سے نکل بھاگے او شام' موصل اور نصیبین میں وہاں کے مسیحی علماء اور راہبوں سے استفاضہ کرتے ہوئے عموریہ پہنچے اور وہاں کے اُسقُف کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ ایک عالم اور نیک شخص تھا۔ کچھ عرصہ بعد اسے پیغامِ اجل آ پہنچا۔ مرنے سے پہلے اس نے حضرت سلمانؓ کو وصیت کی کہ نبی آخر الزمان ﷺ کے ظہور کا وقت قریب ہے۔ وہ وادیِ غیر ذی زرع میں پیدا ہوں گے اور دینِ حنیف کو زندہ کریں گے۔ ان کی پہچان یہ ہوگی کہ کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کریں گے' ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ کو حرام سمجھیں گے۔ اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو ان کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا۔ سلمانؓ عموریہ سے بنو کلب کے ایک قافلے کے ہمراہ وادی القریٰ پہنچے۔ اہلِ قافلہ نے انہیں غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ اس یہودی کا ایک چچازاد بھائی مدینہ کا رہنے والا تھا۔ ایک دفعہ وہ اسے ملنے آیا تو سلمانؓ کو خرید کر مدینہ لے آیا۔ اس زمانہ میں رسولِ اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقاء مکہ میں کفار کے جور وستم برداشت کر رہے تھے۔ کچھ عرصہ بعد حضور ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے قبا تشریف لائے۔ حضرت سلمانؓ نے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو شوقِ دیدار سے بے تاب ہو کر قبا پہنچے۔ حضور ﷺ میں نبی آخر الزماں کی تمام علامتیں موجود پائیں تو فوراً مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ماں باپ کا رکھا ہوا نام مابہ تھا۔ حضور ﷺ نے اسلامی نام سلمان رکھا۔ غزوۂ اُحُد کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی آزادی کا سامان کر دیا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قسم ہے ربُّ العزّت کی، مجھے اس کے فضل و کرم سے امید ہے کہ تمام مسلمان صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچیں گے۔"

دوسرے کنارے پر ایرانیوں نے مسلمانوں کو اس شان سے آتے دیکھا تو ان پر دہشت طاری ہوگئی اور وہ "دیواں آمدند' دیواں آمدند" کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کی قوّتِ ایمانی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تمام لشکر کو صحیح سلامت کنارے پر پہنچا دیا۔ ایک مجاہد غرقدہؓ دریا میں گر پڑے۔ ان کے پہلو میں مشہور جوانمرد حضرت قعقاعؓ بن عمرو تمیمی چل رہے تھے۔ انہوں نے فوراً غرقدہؓ کو پانی سے نکال لیا۔ ایک دوسرے مجاہد کا پیالہ دریا میں گر پڑا تھا چونکہ اور کسی شخص کی ایک سوئی تک بھی ضائع نہیں ہوئی تھی' اس مجاہد کو اس کے ایک ساتھی نے ازراہِ تفنّن کہا: "اصابه القدر فطاح" (تقدیر نے اس کو اڑا دیا) پیالہ کے مالک کا ایمان و اخلاص دیکھیے کہ انہوں نے فوراً کہا: "واللّٰه انی العلی حالة ماكان الله يسلبني قدحي من بين اهل العسكر" (بخدا میں ایسی حالت میں ہوں کہ تمام لشکر میں سے صرف میرا پیالہ ہرگز سلب نہیں کیا جائے گا۔)

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

آزاد ہونے کے بعد سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شرکت کی۔ حضور ﷺ نے انہی کے مشورہ کے مطابق خندق کھدوائی۔ خندق کے بعد دوسرے تمام غزوات میں بھی شریک رہے۔ عہدِ فاروقی میں مسلمانوں نے ایران پر فوج کشی کی تو سلمانؓ بھی مجاہدین میں شامل ہوگئے اور کئی معرکوں میں دادِ شجاعت دی۔ عہدِ فاروقی میں کچھ عرصہ مدائن کے گورنر بھی رہے۔ حضرت عثمان ذُوالنّورَینؓ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔ حضرت سلمانؓ علم و فضل اور زُہد و اِتّقا میں صحابۂ کرامؓ میں امتیازی درجہ رکھتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو سلمان الخیر کا لقب عطا فرمایا تھا اور نہایت محبوب رکھتے تھے۔ ایک بار فرمایا "سلمانؓ ہمارے اہل بیت میں ہیں۔" مہاجرین اور انصار کے نزدیک ان کی عزت و وقعت اس قدر تھی کہ ان کو اپنی اپنی جماعت سے نسبت دینے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ حضرت سلمانؓ کی طوالتِ عمر کے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں۔

(بخاری' طبقات ابنِ سعد' مُسندِ احمد بن حنبل' اُسدُ الغابہ و دیگر کُتُبِ رِجال)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کی قدرت کہ جب مجاہدین دوسرے کنارے پر پہنچے تو دریا کی ایک لہر نے یہ پیالہ بھی کنارے پر ڈال دیا۔

مسلمانوں کی فاتحانہ یلغار نے یزدگرد کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اس سے جس قدر خزانہ سمیٹا جا سکتا تھا' سمیٹا اور کچھ امیروں اور محافظوں کے ساتھ حلوان کی طرف بھاگ گیا۔ اپنے اہل وعیال کو اس نے پہلے ہی وہاں بھیج دیا تھا۔

نافع بن الاسود رضی اللہ عنہ نے مدائن کی فتح اور کسریٰ کے بھاگنے کا واقعہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

واملنا علی المدائن خیلا   بحرها من برهن اریضا

فانتثلنا خزائن المرکسری   یوم ولوا وحاص مناحریضا

(یعنی ہم نے مدائن پر گھوڑوں کو جھکا دیا۔ گویا مدائن کا دریا ان کے لیے میدان کی طرح تفریح گاہ تھی پھر ہم نے کسریٰ کے خزانوں کو نکال لیا جبکہ ان لوگوں نے ہماری طرف پشت کی اور کسریٰ ملول ومحزون ہو کر ہم سے بھاگا۔)

یزدگرد کا مرصّع تاج اور جواہرات کا ایک صندوق دو خچروں پر لدے ہوئے پیچھے رہ گئے تھے۔ مسلمانوں نے دریا عبور کیا تو ان خچروں کے محافظ بھاگ گئے اور مسلمانوں نے اس بیش قیمت خزانہ پر قبضہ کر لیا۔

(۳)

ایوانِ کسریٰ پر پرچمِ اسلام

لشکرِ اسلام مدائن میں داخل ہوا تو ہر طرف عبرتناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ قصرِ ابیض کی عظمت وشان اور مدائن کی دوسری پُرشکوہ عمارتوں اور سرسبز وشاداب باغات کو دیکھ کر حضرت سعدؓ کی زبان پر بے اختیار یہ آیات جاری ہو گئیں:

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيۡهِمُ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ وَمَا كَانُوۡا مُنۡظَرِيۡنَ ـ (سورۃ الدخان: ع:۱)

ترجمہ: وہ (کافر) بہت سے باغات اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات اور نعمتیں چھوڑ گئے جن میں وہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے' یونہی ہونا تھا اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا۔ پس نہ ان پر آسمان رویا اور نہ زمین اور ذرا سی مہلت بھی ان کو نہ دی گئی۔)

پھر حضرت سعدؓ نے قصرِ ابیض میں داخل ہو کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نمازِ شکرانہ ادا کی۔ (بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سعدؓ نے ایک سلام سے آٹھ رکعتیں صلوٰۃ الفتح کی پڑھیں) پھر وہیں باجماعت نمازِ جمعہ ادا کی گئی۔ یہ پہلی نماز جمعہ تھی جو عراق میں ادا کی گئی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جس دن مسلمان مدائن میں داخل ہوئے' اتفاق سے وہ جمعہ کا روز تھا۔ اسی دن قصرِ ابیض میں پہلی نماز جمعہ ادا کی گئی اور کفر و شرک کے اس مرکز کے در و دیوار ''اللہ اکبر'' کی صداؤں سے گونج اٹھے اور اس کا طویل و عریض فرش اللہ کے ہزارہا پاکباز بندوں کے سجدوں سے رشکِ آسمان بن گیا۔

حضرت سعدؓ نے محل کے ایک حصے میں قیام فرمایا اور کسریٰ کے قصرِ خاص کو مسجد کی صورت میں تبدیل کر دیا جس جگہ کسریٰ کا تخت رکھا ہوا تھا وہاں منبر نصب کر دیا گیا۔ قصرِ ابیض کی سجاوٹ کے لیے جابجا ہزارہا مُورتیاں اور مجسّم تصویریں رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت سعدؓ نے ان مورتیوں اور تصویروں کو مطلق نہیں چھیڑا اور انہیں جوں کا توں رہنے دیا البتہ محل کے جس حصہ کو مسجد بنایا گیا' وہاں سے مورتیوں کو ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دیا گیا یا انہیں ڈھانپ دیا گیا۔

(۴)

بیش بہا مالِ غنیمت

اب حضرت سعدؓ کے سامنے مالِ غنیمت کی فراہمی کا مسئلہ تھا۔ انہوں نے اس کام پر حضرت عمروؓ بن مقرّن کو مامور فرمایا: (ان کے عہدے کا نام ''صاحبِ اقباض'' تھا) اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ غنیمت کی ہر چیز ان کے پاس جمع کرائیں۔ چند دن کے اندر اندر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالِ غنیمت میں ایسی ایسی نادر و نایاب چیزیں جمع ہو گئیں کہ عقلِ انسانی انہیں دیکھ کر دنگ رہ جاتی تھی۔ اس مالِ غنیمت کے متعلق مؤرخین نے جو تفصیلات بیان کی ہیں، انہیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ایران دنیا کے خوش حال ترین ملکوں میں سے ایک تھا۔ بے انداز زر و جواہر ایوان شاہی کے خزائن اور سونے چاندی کے لاتعداد برتنوں اور مورتیوں کے علاوہ جو بیش قیمت اور نادر و نایاب تاریخی اشیاء مسلمانوں کے ہاتھ میں آئیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں:

نوشیرواں کا زرنگار تاج اور درباری پوشاک، ہرقل شاہ روم، خاقان چین، بہرام چوبیں، سیاوش، نعمان بن منذر (شاہِ حیرہ) اور متعدد ایرانی بادشاہوں کے جڑاؤ خنجر، زرہیں، خود اور تلواریں، سونے کا ایک بلند و بالا گھوڑا جس پر چاندی کی زین کسی ہوئی تھی اور سینہ پر یاقوت جڑے ہوئے تھے، اس پر سونے کا بنا ہوا ایک سوار تھا جس کے سر پر ہیروں کا تاج تھا۔ چاندی کی ایک اونٹنی، جس پر سونے کا پالان پڑا ہوا تھا اور اس کی طلائی مہار میں بیش قیمت ہیرے پروئے ہوئے تھے۔ اس اونٹنی کا سوار سونے کا تھا اور سر سے پاؤں تک نہایت قیمتی موتیوں سے آراستہ تھا۔ ایوانِ کسریٰ کا فرش یا قالین جو "بہار" کے نام سے موسوم تھا، اس کا رقبہ ساٹھ مربع گز (۶×۱۰ گز)[1] تھا۔ اس کی زمین سونے کی تھی اور حاشیے پکھراج کے تھے۔ بیچ میں زمرّد کا بنا ہوا سبزے کا چمن تھا۔ اس میں سونے چاندی کے پودے تھے جن کے پتے حریر کے تھے اور پھول پھل اور غنچے جواہرات کے تھے۔ درمیان میں سونے چاندی اور جواہرات کی بنی ہوئی نہریں تھیں۔ موسم بہار گزر جانے کے بعد کسریٰ اپنے خاص مصاحبین کے ساتھ اس فرش پر بیٹھ کر بادہ نوشی کیا کرتا تھا اور مصنوعی بہار کا لطف اٹھاتا تھا۔

کہتے ہیں کہ صرف کسریٰ کے خزانے جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے، تین کھرب دینار کی مالیت کے تھے۔ دوسری نادر و نایاب چیزیں ان کے علاوہ تھیں۔ مسلمانوں نے اس قیمتی مالِ غنیمت کے جمع کرنے میں ایسی دیانت داری کا ثبوت دیا کہ تاریخِ عالم اس کی مثال

---

1. بعض روایتوں میں ہے کہ اس فرش کا رقبہ نو سو مربع گز تھا یعنی طول نوّے گز اور عرض دس گز تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ وہی عرب کے بادیہ نشین تھے جن پر اہل ایران ''بھوکے اور ننگے'' کی پھبتی کسا کرتے تھے۔ آج اسلام کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہو کر ان کی دیانت اور تقویٰ کا یہ حال تھا کہ اگر کسی کو ایک معمولی سوئی ملی یا بیش قیمت جواہر اس نے ایک لمحہ بھی انہیں اپنے پاس رکھنا گوارا نہ کیا اور فوراً بجنسہٖ صاحب اقباض کے حوالے کر دیا۔ عامر بن قیسؓ ایک مجاہد کو بیش قیمت جواہرات سے بھرا ہوا ایک ڈبہ ملا۔ انہوں نے اسے فوراً صاحب اقباض کے پاس جمع کرا دیا۔ حضرت عمرو بن مقرنؓ نے اسے کھول کر دیکھا تو جواہرات کی ضوفشانی سے ان کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ انہوں نے عامرؓ سے پوچھا: کیا تم نے ان میں سے کچھ جواہرات لیے بھی ہیں؟'' حضرت عامرؓ نے جواب دیا: ''خدا کی قسم اگر خوف خدا نہ ہوتا تو اس ڈبہ کو میں تمہارے پاس کیوں لاتا۔''

عمروؓ نے ان سے پوچھا: ''میرے بھائی تمہارا نام کیا ہے؟''

عامرؓ نے کہا: میں اپنا نام نہیں بتاؤں گا کیونکہ میں نام و نمود کا خواہاں نہیں ہوں، جو کچھ میں نے کیا ہے، محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کیا ہے۔''

یہ محض ایک مثال ہے ورنہ تمام مسلمانوں نے اسی قسم کی دیانت اور تقویٰ کا مظاہرہ کیا جب تمام مالِ غنیمت ایک میدان میں جمع کیا گیا تو حضرت سعدؓ اسے دیکھ کر بہت حیران ہوئے او ساتھ ہی بے حد مسرور بھی۔ سب سے زیادہ مسرّت ان کو مسلمانوں کی عدیم المثال دیانت و امانت سے ہوئی جنہوں نے ان بیش بہا اشیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا، انہوں نے فرمایا:

''واللّٰہ ان الجیش لذو امانة ولولا ماسبق لاھل بدر رضی اللہ عنھم لقلت انھم علی فضل اھل بدرٍ''

(خدا کی قسم یہ فوج بے حد امین ہے۔ اگر اہلِ بدر کو ایک خاص فضیلت حاصل نہ ہوتی تو میں کہتا کہ یہ لوگ بھی ان کے برابر ہیں۔)

حضرت قعقاعؒ بن عمرو تمیمی نے جنگِ قادسیّہ اور دوسرے معرکوں میں سب سے بڑھ کر جانبازی دکھائی تھی۔ حضرت سعدؓ نے ان کو اپنے قریب بلایا اور بہت سی بیش قیمت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلواریں ان کے سامنے رکھ دیں اور فرمایا کہ جو تلوار تمہیں پسند ہو لے لو۔" حضرت قعقاعؓ نے ہرقل (قیصرِ روم) کی تلوار اٹھالی۔ پھر حضرت سعدؓ نے ان کو بہرام چوبین کی زرہ اپنی طرف سے عنایت کی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

والذی لا الہ الا ھو ما اطلعنا علی احد من اھل القادسیۃ انہ یرید الدنیا مع الاخرۃ فلقد اتھمنا ثلاثۃ نفر فما رئینا کامانتھم وزھدھم وھم طلیحۃ وعمرو بن معدیکرب و قیس بن المکشوح

(قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم نے قادسیہ کے مجاہدین میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہ پایا جس نے آخرت کے ساتھ دنیا کی خواہش بھی کی ہو۔ ہم کو تین شخصوں پر دنیا طلبی کا گمان تھا مگر (تحقیق کے بعد) ان کی امانت اور زہد کی مثال بھی ہم نے نہیں دیکھی۔ وہ تین شخص ہیں۔ طلیحہ، عمرو بن معدیکرب اور قیس بن المکشوح)

(عمرِ فاروقِ اعظمؓ ہیکل)

ان تینوں صاحبوں پر مسلمانوں کو اس لیے دنیا طلبی کا گمان تھا کہ فتنۂ ارتداد میں ان کے قدم لڑکھڑا گئے تھے اور انہوں نے ہوسِ اقتدار میں مبتلا ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خلاف جنگ کی تھی۔ جلد ہی یہ لوگ اپنی حرکت پر پشیمان ہوئے اور تائب ہو کر دوبارہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے اور پھر تادمِ مرگ راہِ حق میں جان و مال کی قربانی پیش کرنے میں کسی موقع پر بھی دریغ نہیں کیا۔ عراق کے معرکوں میں انہوں نے سرفروشانہ کردار ادا کیا اور اپنے جوشِ اخلاص اور اعمالِ صالح سے اپنی زندگی کے سب سے بڑی گناہ کی تلافی کر دی۔ مدائن میں مالِ غنیمت کی فراہمی کے دوران میں دیانت و امانت میں بھی وہ کسی دوسرے مسلمان سے پیچھے نہ رہے اور یوں اپنے دامن سے دنیا طلبی کا دھبہ ہمیشہ کے لیے دھو دیا۔

(۵)

ائینِ کسریٰ مدینہ منوّرہ میں

حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص نے تمام مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ (خُمس)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت بشیرؓ بن خصاصیہ کے ہاتھ مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ اس میں ''فرشِ بہار'' اور بعض دوسری نادر اشیاء بھی شامل تھیں۔ باقی مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ علاوہ قیمتی سامان کے ہر مجاہد کے حصے میں بارہ بارہ ہزار دینار آئے۔

حضرت سعدؓ نے فتح مدائن کی خبر پہلے ہی حضرت عمرِ فاروقؓ کو بھیج دی تھی جب مالِ غنیمت مدینہ منورہ پہنچا تو لوگ اسے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت عمرِ فاروقؓ نے مجاہدین کی دیانت اور استغناء کی تعریف کی اور فرمایا:

''کسریٰ کو اپنی سلطنت کی وسعت، خوشحالی اور زبردست طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ آج خدا نے اس کے تکبّر کا سر نیچا کر دیا ہے اور وہ اپنے باغیوں سے ایسا ہی سلوک کرتا ہے۔ یاد رکھو اگر کبھی ملّتِ اسلامیہ نے خدا سے بغاوت کی تو اس کا حشر بھی کسریٰ کے حشر سے مختلف نہیں ہوگا۔ یہ قانونِ قدرت ہے کہ خدائی حکومت سے سرکشی کرنے والوں کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ جاتا ہے۔

اس کے بعد امیر المؤمنین نے تمام مالِ غنیمت کو ایک میدان میں سجانے کا حکم دیا تاکہ لوگ اسے دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ سراقہؓ بن جُعشُم جن کو رسولِ اکرم ﷺ نے سالہا سال پیشتر خوشخبری دی تھی کہ تم ایک دن کسریٰ کے کنگن پہنو گے' اس موقع پر موجود تھے۔ حضرت عمرِ فاروقؓ نے انہیں کسریٰ کے کنگن اور مرصع تاج پہنایا تو مدینہ کے در و دیوار تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھے اور بہت سے لوگوں پر یہ منظر دیکھ کر رِقّت طاری ہوگئی۔ حضرت عمرِ فاروقؓ نے فرمایا:

> ''لوگو! ربِّ ذوالجلال کا شکر ادا کرو جس نے کسریٰ جیسے عظیم فرماں روا سے سلطنت چھین لی۔ اس نے کہا تھا کہ میں ہی لوگوں کا رَبّ اور آقا ہوں۔ آج خدائے حقیقی نے عرب کے ایک بادیہ نشین کو اس کے کنگن اور تاج پہنا کر اپنی قدرت تمہیں دکھا دی۔ جان لو کہ عزّت اور ذِلّت سب خدائے بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے۔''

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ایک اور اعرابی کو بلایا جو نہایت وجیہ اور چوڑے چکلے ہاڑ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس کا نام مخلم تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو نوشیرواں کے ملبوسات اور زیورات پہنائے۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر لوگوں کے سامنے دنیا کی بے ثباتی اور انسانی عروج و زوال کا نقشہ جم گیا اور انہیں کمال عبرت حاصل ہوئی۔ امیر المؤمنین کا منشا بھی یہی تھا پھر آپ نے تمام مالِ غنیمت مستحقین میں تقسیم کر دیا۔ ہر مسلمان کے حصے میں خطیر رقم آئی۔ فرش ''بہار'' کی نسبت اکثر لوگوں کی یہ رائے تھی کہ اسے یادگار کے طور پر محفوظ رکھا جائے۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کی رائے کو احسن سمجھا اور فرش ''بہار'' کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت علیؓ کے حصے میں جو ٹکڑا آیا وہ بیس (یا بروایتِ دیگر تیس) ہزار دینار میں فروخت ہوا۔

(۵)

مدائن کی فتح سے تمام عراقِ عرب پر مسلمانوں کا تسلط قائم ہو گیا اور حضرت سعدؓ دوسرے مجاہدین کے ساتھ مستقل طور پر مدائن ہی میں مقیم ہو گئے۔ علاقہ کے رؤسا اور عام باشندوں نے اطاعت قبول کر لی یا اسلام قبول کر لیا۔ مسلمانوں اور ان لوگوں میں یہاں تک ارتباط بڑھا کہ آپس میں رشتہ داریاں قائم ہو گئیں۔ ادھر یزدگرد جو مدائن سے بھاگ کر حلوان میں مقیم ہو گیا تھا' مسلمانوں کے خلاف پخت و پز میں مصروف تھا۔ اس کے حکم سے رستم کے بھائی خرزاد بن فرخ زاد نے جلولا کے مقام پر ایک عظیم لشکر مرتّب کیا اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی تیاری کی۔ حضرت سعدؓ کو اطلاع ملی تو انہوں نے سارے حالات حضرت عُمَرِ فاروقؓ کو لکھ بھیجے۔ وہاں سے حکم آیا کہ ہاشمؓ بن عتبہ (بن ابی وقاص) کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ جلولا بھیج دو اور ان کے ساتھ قعقاعؓ بن عمرو کو مقدمۃ الجیش کا افسر بنا کر بھیجو۔ حضرت سعدؓ نے امیر المؤمنین کی ہدایت کے مطابق ہاشمؓ کو بارہ ہزار چیدہ جانبازوں کے ہمراہ جلولا روانہ کیا۔ ایرانیوں کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے مدافعت کی خوب تیاری کی۔ شہر کے گرد خندق کھود کر اس کے چاروں طرف گوکھرو بچھا دیے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ ہاشمؓ نے شہر کا محاصرہ کر لیا جو کئی مہینے تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں ایرانی کئی دفعہ قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے لیکن ہر بار منہ کی کھائی۔ عرب مؤرخین ایسے معرکوں کی تعداد اسّی بتاتے ہیں۔ خوراک اور سامان حرب کا کافی ذخیرہ شہر میں موجود تھا اس لیے ایرانی بددل نہ ہوتے تھے۔ بالخصوص اس لیے کہ ان کی لاکھوں کی جمعیت کے مقابلہ پر صرف چند ہزار مسلمان تھے۔ ایک دن ایرانی بڑے زور شور کے ساتھ قلعہ سے نکلے اور مسلمانوں سے لڑائی کی طرح ڈالی۔ افراتفری کے عالم میں ایرانی پیچھے ہٹے تو حضرت قعقاعؓ فوج کے چند دستوں کے ساتھ قلعہ کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ یہاں اس زور کا رن پڑا کہ نوبت تیروں' نیزوں اور تلواروں سے گزر کر خنجروں تک پہنچی۔ دفعۃً غل ہوا کہ سپہ سالار ہاشمؓ بھی ساری فوج کے ساتھ آ پہنچے ہیں۔ اب قعقاعؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ ایرانیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اتنے میں ہاشمؓ بھی آ پہنچے اور مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے ایرانیوں کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ طبری کا بیان ہے کہ اس معرکے میں ایک لاکھ ایرانی مارے گئے اور تین کروڑ کا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ یزدگرد نے سقوطِ جلولا کی خبر سنی تو حلوان سے رے بھاگ گیا۔ حضرت قعقاعؓ نے آگے بڑھ کر حلوان پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہاں سے دوسرے بیش قیمت مالِ غنیمت کے علاوہ بہت سے لونڈی غلام بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔

حضرت سعدؓ نے جلولا اور حلوان کے مالِ غنیمت کا خمس زیاد بن ابوسفیانؓ کے ہاتھ بارگاہِ خلافت میں بھیجا۔ زیاد نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں جلولا اور حلوان کی معرکہ آرائیوں کے حالات نہایت فصاحت و بلاغت سے بیان کیے۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت عمرؓ کے ایماء پر عامۃ المسلمین کے سامنے یہ حالات اس طرح بیان کیے کہ جوشِ تہوّر سے مسلمانوں کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں اور ان کے بازوؤں کی مچھلیاں پھڑکنے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے بے ساختہ فرمایا: ''یہ ہے خطیب اور یہ ہے خطابت کی شان'' دوسرے دن مسجد نبویؐ کے صحن میں مالِ غنیمت کے ڈھیر سے کپڑا اٹھایا گیا تو لاتعداد جواہرات اور درہم و دینار کو دیکھ کر حضرت عمرؓ رو پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا: ''امیر المؤمنین! یہ تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامِ مسرّت ہے' آپ روتے کیوں ہیں؟''

امیر المومنین نے جواب دیا: ''مجھے اس بات کا ندیشہ ہے کہ یہ مال و دولت کہیں مسلمانوں کو فتنہ میں نہ مبتلا کر دے کیونکہ دولتِ دنیوی اور رشک وحسد میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔'' اس کے بعد آپ نے تمام مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

جلولا اور حلوان کی فتح کے بعد حضرت سعدؓ نے عبداللہ بن معتمؓ کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ تکریت روانہ کیا جہاں رومی مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کر رہے تھے۔ رومی قلعہ بند ہو گئے۔ چالیس دن کے محاصرہ کے بعد عبداللہؓ نے تکریت پر اسلامی پرچم لہرا دیا۔ اس معرکہ میں ایک رومی بھی زندہ بچ کر نہ جا سکا۔ تکریت سے عبداللہؓ نے حضرت سعدؓ کی ہدایت کے مطابق ربعی بن افکل عنزی کو موصل بھیجا۔ اہلِ موصل میں مقابلہ کی سکت نہ تھی۔ انہوں نے بغیر لڑے بھڑے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔ اسی اثنا میں حضرت سعدؓ کو خبر ملی کہ اہلِ جزیرہ کا ایک زبردست لشکر ہیت کے مقام پر ہرقل کی حمایت میں مسلمانوں سے لڑنے کے لیے جمع ہے اور دوسری طرف ایرانیوں کا ایک بڑا لشکر ایران کی مغربی سرحد کے قریب ایک مقام ماسبذان میں جمع ہے۔

حضرت سعدؓ نے عمرو بن مالکؓ کو ایک مضبوط فوج کے ساتھ ہیت کی طرف روانہ کیا اور حضرت ضرارؓ بن خطاب کو ماسبذان کی طرف جانے کا حکم دیا۔ عمرو بن مالکؓ ہیت پہنچے تو دشمن قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ عمروؓ نے حرث بن یزید کو یہاں چھوڑا اور خود قرقیسیا پر چڑھائی کر دی۔ اہلِ قرقیسیا نے اطاعت قبول کر لی۔ دوسری طرف اہل جزیرہ بھی ہیت خالی کر کے منتشر ہو گئے اور مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

ضرارؓ بن خطاب نے ماسبذان پہنچ کر ایرانیوں کو شکستِ فاش دی اور شہر پر عَلَمِ اسلام لہرا دیا۔

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد حضرت سعدؓ نے ان متفرق معرکوں کی کیفیت حضرت عمرِ فاروقؓ کی خدمت میں لکھ بھیجی اور ساتھ ہی لکھا کہ عراقِ عرب کی آخری حد تک مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو آگے بڑھ کر خاص فارس کے اندر داخل ہو جاؤں اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یزدگرد کا تعاقب کروں۔

حضرت عمرِ فاروقؓ نے جواب میں لکھا:

"کاش ہمارے ایرانیوں کے درمیان ایک ناقابلِ عبور دیوار حائل ہوتی کہ نہ وہ ہماری طرف آسکتے اور نہ ہم ان کی طرف جاسکتے جو علاقہ فتح ہو چکا ہے، وہی ہمارے لیے کافی ہے۔ اس علاقہ کے انتظام وانصرام کی طرف توجہ دو۔ آگے بڑھنے میں بہرحال مسلمانوں کا خون بہے گا اور میرے نزدیک ایک مسلمان کا خون بھی بڑی سے بڑی سلطنت سے زیادہ قیمتی ہے۔ ہم نے ایرانیوں کو عرب کی حدود سے پیچھے دھکیل دیا ہے۔ ان کے ملک (فارس) پر ہم بلاوجہ حملہ نہیں کریں گے۔"

حضرت عمرِ فاروقؓ کے اس خط سے حضرت سعدؓ کی جنگی مہم کا خاتمہ ہو گیا اور وہ عام نظم ونسق کی طرف متوجّہ ہو گئے۔

❁ ❁ ❁

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصبِ امارت

(۱)

حُسنِ انتظام

عراقِ عرب کی مہم ختم ہوئی تو حضرت عمرِ فاروقؓ کے حکم کے مطابق حضرت سعدؓ نے مدائن کو مستقر بنا کر مفتوحہ علاقے کا نظم و نسق سنبھالا۔ یہ کام عسکری مہم سے کم اہم نہ تھا تاہم حضرت سعدؓ نے اپنے حُسنِ انتظام سے ثابت کر دیا کہ وہ صرف ایک قابل سپہ سالار ہی نہیں بلکہ بہترین گورنر بھی ہیں اور ملکی معاملات کی سرانجام دہی میں ان کی فراست اور تدّبر پر مکمل اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے نہایت قلیل عرصہ میں تمام عراق کی مردم شماری اور زمین کی پیمائش کرائی۔ زمین کے اصل مالکوں کا قبضہ اس پر برقرار رکھا اور افتادہ زمین پر جس کی ملکیت کا کوئی دعویدار نہ تھا، مستحق اور اہل لوگوں کو قابض ہونے کی اجازت دی۔ مالیہ اور جزیہ کے نہایت منصفانہ قوانین وضع کیے اور رفاہِ عام کے بے شمار کام کرائے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ملک میں امن و امان اور خوشحالی کا دَور دَورہ ہو گیا۔ حضرت سعدؓ نے امارت کے فرائض اس لیاقت اور عدل کے ساتھ انجام دیے کہ تمام رعایا گرویدۂ احسان ہو گئی۔ مسلمانوں کے پاکیزہ اخلاق اور پسندیدہ اطوار نے عراقیوں کے دل موہ لیے اور ان کے بڑے بڑے رؤسا اور اُمرا اسلام قبول کرنے لگے۔ مؤرّخین نے اس ضمن میں فیروز بسطام بن نرسی، جمیل بن بصیری اور رفیل کا نام خصوصیت سے لیا ہے۔ یہ لوگ عراق کے سربرآوردہ لوگ تھے۔ اسی طرح دیلم کے شاہی رسالہ نے جو چار ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا، اسلام قبول کر لیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

کوفہ کی تعمیر

مدائن میں مسلمانوں کے قیام کو جب ایک عرصہ گزر گیا تو حضرت سعدؓ نے محسوس کیا کہ یہاں کی آب و ہوا مسلمانوں کو راس نہیں آئی کیونکہ ان کے رنگ سیاہ پڑ گئے تھے' اور جسم سوکھ گئے تھے۔ انہوں نے حضرت عمرِ فاروقؓ کو لکھا کہ مدائن عربوں کے قیام کے لیے موزوں نہیں ہے یہاں کی آب و ہوا سے ان کا رنگ رُوپ بدل گیا ہے اور وہ روز بروز کمزور ہو رہے ہیں۔

حضرت عمرِ فاروقؓ نے حکم بھیجا کہ عرب کی سرحد کے اندر کوئی مناسب جگہ تلاش کر کے ایک نیا شہر آباد کرو جہاں پانی وافر ہو اور میرے اور اس کے درمیان کوئی دریا یا پُل نہ ہو (یعنی اس مقام کو اگر کبھی مرکز سے امداد بھیجنے کی ضرورت پڑے تو راستے میں کسی رکاوٹ کا امکان نہ ہو)۔ دریائے فرات سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر حیرہ کے قریب ایک سرسبز اور شاداب جگہ تھی جو کبھی عراقِ عرب کے لخمی حکمرانوں کا پایۂ تخت تھی۔[1]

---

[1] بنو قحطان (عرب متعربہ) کی اولاد نے چار بڑی سلطنتیں قائم کی تھیں۔ سبائی و حمیری سلطنتیں یکے بعد دیگرے یمن میں' سلطنت غسان شام میں اور سلطنتِ حیرہ عراق میں۔ حکومتِ حیرہ (آلِ مناذر) شاہانِ ایران کے زیرِ اثر تھی اور اس کی ہم عصر حکومتِ غسّان قیصرانِ روم کا دم بھرتی تھی۔ سلطنت حیرہ کی بنیاد مالک ازدی نے رکھی۔ وہ ایک بہادر اور جنگجو شخص تھا۔ ایک دن اتفاق سے اس کے ایک بیٹے کے ہاتھ سے ایک تیر اس کو لگ گیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ مرتے وقت یہ شعر اس کی زبان پر تھا۔[1]

عَلّمْتُهُ الرِّمَايَةَ كُلَّ يوم ... فَلَمَّا اشْتَدَّ سَاعِدُهُ رَمَانِي

(یعنی میں نے اسے ہر روز تیر اندازی سکھائی ... اور جب وہ ماہر ہو گیا تو اس نے مجھ پر ہی کیا)

مالک کے بعد اس کا بیٹا جذیمۃ الابرش حکمران ہوا۔ وہ بڑا مغرور اور جنگجو بادشاہ تھا۔ اس نے مشرقی شام اور عراق کے بادشاہ کو شکست دے کر قتل کر ڈالا۔ عراق کے مقتول بادشاہ ظرف بن احسان کے بعد اس کی بیٹی زباء تخت پر بیٹھی۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں نعمان اور دوسرے ملوک حیرہ کی بنائی ہوئی عظیم الشان عمارتوں کے کھنڈر زبان حال سے تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ کی تفسیر پیش کر رہے تھے۔ اس جگہ نہایت اعلیٰ قسم کے عربی پھولوں کی بہتات تھی اور عربوں میں یہ علاقہ "خدالعذرا" یعنی "عارضِ محبوب" کے نام سے مشہور تھا۔ نئے شہر کی تعمیر کے لیے حضرت سعدؓ کی نظر انتخاب

(باقی حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

وہ بڑی حسین، بہادر اور عقلمند عورت تھی۔ اس نے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے جذیمہ کو کہلا بھیجا کہ تم یہاں آؤ تو میں تمہارے ساتھ نکاح کرلوں گی۔ جذیمہ زباء کے چکمہ میں آ گیا اور اپنے ایک مصاحب کے ساتھ اس کے پاس چلا گیا۔ زباء نے اسے گرفتار کرلیا اور اس کے ہاتھوں کی فصدیں کھلوا کر مار ڈالا۔ جذیمہ کے بھانجے عمرو بن عدی کو اس کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے ہزار اونٹوں کا ایک قافلہ تیار کیا۔ ہر ایک اونٹ پر دو سپاہی صندوق میں بند کر کے رکھ دیئے اور ایک تاجر کے بھیس میں ملکہ زباء کے دارالحکومت میں جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر تمام سپاہی صندوقوں سے نکل آئے اور ہر طرف قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ ملکہ زباء کو دشمن کے ہاتھ سے قتل ہونا گوارا نہ ہوا اور اس نے اپنی انگوٹھی کا ہیرا نگل کر خودکشی کرلی۔ ملکہ زباء کا قصہ عرب کی مشہور داستانوں میں سے ہے۔ زباء سے نبٹنے کے بعد عمرو بن عدی نے سلطنتِ حیرہ کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے تیسری صدی عیسوی کی ابتدا میں حیرہ کو اپنا درالسلطنت بنایا۔ عمرو بن عدی لخم کی پانچویں پشت میں تھا۔ اس لیے شاہانِ حیرہ کو لخمی بھی کہا جاتا ہے۔ عمرو کے بعد کئی بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے تا آنکہ ۴۰۰ء میں نعمان الاعور نے تاج حکومت سر پر رکھا۔ اس نے ایک عظیم الشان محل ساسانی شہزادہ بہرام گور کے لیے بنوایا اور ایک بہت بڑی نہر کھدوائی جو "نہر سدیر" کے نام سے مشہور ہوئی۔ نعمان کچھ مدت حکومت کرنے کے بعد تارک الدنیا ہو گیا اور باقی عمر یادِالٰہی میں بسر کر دی۔ نعمان کے بعد اس کا بیٹا منذر اوّل تخت نشین ہوا۔ وہ بڑا نامور بادشاہ تھا۔ ایرانیوں میں تخت نشینی کے مسئلہ پر نزاع پیدا ہوئی تو وہ بہرام گور کی حمایت میں ایک جرّار لشکر کے ساتھ ایران میں جا داخل ہوا اور بہرام گور کے مخالفوں کو شکست دے کر اسے تخت نشین کرایا۔ بہرام گور تقریباً تریسٹھ سال تک حکومت کرتا رہا۔ وہ ایران کے نامی بادشاہوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس نے نہ صرف خاقانِ چین کو شکست دی بلکہ روم و ہند تک کو اپنا باجگزار بنا لیا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی مقام پر پڑی اور انہوں نے یہاں ۱۷ھ میں شہر کوفہ کی بنیاد رکھی۔ سب سے پہلے انہوں نے وسط شہر میں اونچی کرسی دے کر ایک رفیع الشّان مسجد تعمیر کرائی جس میں بیک وقت

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کہتے ہیں کہ بہرام گور پہلا شخص تھا جس نے فارسی میں پہلا شعر کہا۔ وہ شعر یہ تھا۔

منم آں پیلِ دمان ومنم آں شیرِ یلہ   نام بہرام مراکنیت من لبوجبلہ

منذر اوّل کے بعد دیگرے کئی بادشاہ تخت پر بیٹھے۔ ان میں سے کسی نے شہرت نہیں پائی۔ چھٹی صدی عیسوی کے آغاز میں منذر ثالث حیرہ کا حکمران ہوا۔ وہ بڑا زبردست بادشاہ تھا اس نے رومیوں کو تابڑتوڑ شکستیں دیں اور دُور دُور تک اپنی شجاعت کی دھاک بٹھادی۔ ایک دن شراب کے نشہ میں اس نے اپنے دو مصاحبوں (عمر بن مسعود اور خالد بن المضلل) کو زندہ دفن کرادیا۔ ہوش میں آیا تو سخت پشیمان ہوا اور ان کی دفن گاہ پر دو ستون بنوائے جو "العزیان" کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ سال میں دو دن ان ستونوں پر جایا کرتا تھا۔ ایک دن کا نام یومِ بوس تھا اور دوسرے کا یومِ نعیم، یومِ بوس کو جو شخص سب سے پہلے اسے نظر آتا اسے قتل کرادیتا اور اس کا خون "غریان" پر چھڑکتا۔ یوم نعیم پر سب سے پہلے ملنے والے شخص کو سَو سیاہ اونٹ بخشتا تھا۔ ایک دن حنظلہ طائی نامی ایک شخص یوم بوس کی زد میں آ گیا۔ اس نے منت سماجت کر کے بادشاہ کے ایک مصاحب شریک بن عمر کی ضمانت پر ایک سال کی مہلت حاصل کی۔ سال کے بعد وقت مقررہ پر حنظلہ کو پہنچنے میں دیر ہوگئی۔ منذر نے شریک کے قتل کا حکم دے دیا۔ اتنے میں حنظلہ آ پہنچا۔ بادشاہ حنظلہ کے ایفائے عہد سے اتنا متاثر ہوا کہ آئندہ کے لیے یہ رسم بند کر دی۔ منذر ثالث کے بعد اس کا بیٹا عمرو (۵۵۴ء تا ۵۶۹ء) تخت پر بیٹھا۔ اس کا دربار زمانۂ جاہلیّت کے عرب شاعروں کا مرکز بن گیا۔ وہ عہدِ جاہلی کے مشہور شاعر عمرو بن کلثوم کے ہاتھ سے مارا گیا۔ عمرو بن کلثوم نے اپنے ایک مشہور قصیدہ میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کی ہے۔ یہ قصیدہ سبع معلّقات میں موجود ہے۔

عمرو کے بعد کئی بادشاہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لیے حیرہ کے تخت پر بیٹھے اور آخر میں ابوقابوس نعمان سوم بن منذر چہارم نے سلطنتِ حیرہ کا تاج سر پر رکھا۔ (۵۸۰ء) عدی بن زید ایک فاضل عیسائی شاعر اس کا استاد تھا۔ عدی نعمان کی بیٹی پر عاشق ہوگیا اور نعمان سے اس کا رشتہ مانگا۔ نعمان نے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کردیا لیکن بعد میں کسی بات پر برافروختہ ہوکر اس نے عدی کو قتل کراڈالا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چالیس ہزار آدمی آسانی سے نماز ادا کر سکتے تھے۔ اس مسجد کے ستون جو سنگ رخام کے تھے، مدائن کے شاہی محل سے لائے گئے تھے۔ حضرت عمرؓ فاروقؓ کے حکم سے ان ستونوں کی قیمت ایرانی رعایا کے جزیہ میں مجرا کر دی گئی۔ مسجد کے ارد گرد دور دور تک بہت سے محلّے بنائے گئے۔ جن میں جدا جدا قبیلے آباد ہو گئے۔ مسجد کے قریب ایوانِ حکومت تعمیر ہوا جو ''قصر سعد'' کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے ساتھ ہی بیت المال اور مہمان خانہ کی عمارتیں تعمیر کرائی گئیں اور ان سے متّصل فوج نے بھی اپنے مکانات بنا لیے۔ اس طرح ایک عظیم الشّان شہر وجود میں آیا جو حقیقت میں ایک فوجی چھاؤنی کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہاں کم و بیش ایک لاکھ سپاہ آباد کی گئی۔ جن مسلمانوں نے مدائن چھوڑنا پسند نہ کیا، حضرت سعدؓ نے انہیں

(باقی حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

پھر اس کے بیٹے زید کی تالیفِ قلب کے لیے اسے کسریٰ کے دربار میں حکومتِ حیرہ کا وکیل مقرر کر دیا۔ زید اپنے باپ کا انتقام لینے کے لیے بے تاب تھا۔ حسن اتفاق سے اسے جلد ہی یہ موقع میسّر آ گیا۔ ایک دفعہ خسرو پرویز کو چند حسین عورتوں کی ضرورت پیش آئی۔ اس نے زید کو ایک دوسرے افسر کے ساتھ نعمان کے پاس بھیجا۔ انہوں نے نعمان کو اپنے آنے کا مقصد بتایا تو اس نے کہا کہ ''کیا کسریٰ کے لیے ایران کی حسین عورتیں کافی نہیں؟'' زید کا ساتھی عربی زبان سے بخوبی واقف نہیں تھا۔ اس نے زید سے نعمان کے جواب کا مطلب پوچھا۔ زید نے اسے بتایا کہ نعمان کہتا ہے کہ ''کسریٰ کے لیے ایران کی ''گائیں'' کافی نہیں۔' ایرانی افسر نے خسرو پرویز کو یہی بات جا کر کہی۔ خسرو پرویز یہ جواب سن کر آگ بگولا ہو گیا اور نعمان کو بلا بھیجا۔ نعمان مدائن پہنچا تو پرویز نے اسے باندھ کر ہاتھیوں کے پاؤں تلے ڈال دیا جنھوں نے اسے آناً فاناً کچل ڈالا بعض روایتوں میں ہے کہ پرویز نے اسے قید کر دیا اور وہ قید ہی میں مر گیا۔ یہ ۶۰۲ء کا واقعہ ہے۔ مشہور عرب شاعر نابغہ ذبیانی اسی نعمان بن منذر کے دربار کا شاعر تھا۔

نعمان ابو قابوس کے بعد حیرہ کے تخت پر دو تین بادشاہ اور بیٹھے لیکن وہ برائے نام بادشاہ تھے۔ فی الحقیقت سلطنت حیرہ کی شان و شوکت کا خاتمہ ابو قابوس پر ہو گیا۔

حیرہ کا آخری بادشاہ منذر مغرور تھا۔ اس کا خاتمہ ۶۳۲ء میں ہوا۔

(ارمغانِ احباب، داستان مشاہیرِ عرب، ادب الجاہلی وغیرہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہیں رہنے کی اجازت دے دی لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم تھی۔ شروع میں کوفہ کے عام مکانات بانس کے بنائے گئے۔ لیکن ایک دن ان میں آگ لگ گئی اور سب جل کر راکھ ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت عُمرِ فاروقؓ کو دی تو انہوں نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ نیچی دیواروں کے مکانات اینٹوں سے تعمیر کر لیں لیکن کسی مکان میں تین سے زیادہ کمرے نہ ہوں۔ اس کے بعد کوفہ میں دھڑا دھڑ پختہ مکانات بننے شروع ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں شہر قابلِ رشک عظمت وشان کا مالک بن گیا۔ حضرت عُمرِ فاروقؓ کوفہ کو ''راس الاسلام'' فرمایا کرتے تھے۔

(۲)

رفاہِ عام کے کام اور دوسرے انتظامات

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حضرت سعدؓ نے اپنے دَورِ امارت میں رفاہِ عام کے متعدّد کام کیے۔ انہوں نے کئی چھوٹی چھوٹی نہریں کھدوا کر پانی کی بہم رسانی کا نہایت عمدہ انتظام کیا۔ ان میں سب سے مشہور نہر وہ تھی جو انہوں نے اہلِ انبار کے لیے تیار کرائی۔ حضرت سعدؓ کے حکم سے سعد بن عمرو (بن حرام) نے بڑے اہتمام سے یہ نہر کھدوائی لیکن راستے میں ایک پہاڑ آ گیا اور کام مکمل نہ ہو سکا۔ بعد میں حجاج بن یوسف ثقفی نے اپنے زمانۂ امارت میں اس نہر کو مکمل کیا' تاہم یہ نہر ''نہرِ سعد'' (بن عمرو) ہی کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس طرح حضرت سعد وقّاصؓ نے مفتوحہ علاقے میں کئی پُل اور مسافر خانے بنوائے۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے ذاتی سرمائے سے کئی مکاتب اور مدارس کھلوائے جن میں ہر کہ ومہ کو تعلیم حاصل کرنے کی آزادی تھی۔ کوفہ کی جامع مسجد کے علاوہ کئی اور مساجد بھی حضرت سعدؓ کے حکم سے تعمیر ہوئیں اور ان میں فرش بچھانے کا خاص اہتمام کیا گیا۔ ایک دفعہ کوفہ کے بیت المال میں چوری ہو گئی۔ حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے حکم بھیجا کہ بیت المال کو جامع مسجد سے ملا دیا جائے۔ حضرت سعدؓ کے حکم سے روزبہ نامی ایک پارسی معمار نے اس کام کو نہایت احسن طریقہ سے انجام دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ اس کی کارکردگی سے بہت خوش ہوئے اور مناسب سفارش کے ساتھ اسے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ اہلِ ہنر کے قدردان تھے۔ انہوں نے اس کے نام مستقل وظیفہ مقرر کر دیا۔

رفاہِ عام کے کاموں کے ساتھ حضرت سعدؓ نے فوجی امور میں بھی نہایت قابلیت اور حُسنِ تدبیر کا ثبوت دیا۔ ایک لاکھ سپاہیوں میں نظم و ضبط قائم رکھنا اور ان میں حسبِ مراتب تنخواہیں تقسیم کرنا بہت بڑی ذمہ داری کا کام تھا۔ حضرت سعدؓ نے اس کام کو ایسی خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ فوج کو کبھی ان کی ذات سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ تنخواہ کی تقسیم پر دس دس سپاہیوں پر ایک افسر مقرر تھا جو امیر عشار کہلاتا تھا۔ ایک دفعہ امرائے عشار کے تساہل یا بدعنوانی کے باعث تنخواہوں کی تقسیم میں گڑبڑ ہو گئی۔ اس سے فوج میں بے اطمینانی پیدا ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے تمام حالات حضرت عُمرِ فاروقؓ لکھ بھیجے کیونکہ تنخواہ کی تقسیم کے ضابطہ میں کسی ردوبدل کے لیے دربارِ خلافت کی منظوری ضروری تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس بارے میں مفصّل ہدایات بھیج دیں۔ حضرت سعدؓ نے ان ہدایات کی روشنی میں تمام فوجی مناصب اور روزینوں کا ازسرِنَو جائزہ لیا اور ان میں مناسب ردّوبدل کے احکام جاری کر دیے۔ اب کی بار انہوں نے تنخواہ کی تقسیم کے لیے دس دس کی بجائے سات سات سپاہیوں پر ایک ایک افسر مقرر کیا۔ حضرت سعدؓ کے اقدامات سے تمام فوج مطمئن ہو گئی۔ چونکہ ان ایام میں کوفہ عَالَمِ اسلام کی سب سے بڑی چھاؤنی تھی اور پھر اس کا محلِّ وقوع بھی نہایت اہم تھا اس لیے یہاں کی فوج کو ہر وقت چوکس رہنا پڑتا تھا۔ حضرت سعدؓ کے دَورِ امارت میں اس فوج نے کئی نازک موقعوں پر گراں قدر خدمات انجام دیں۔ جن دنوں اسلامی فوجیں شام کے مشہور شہر حمص کی طرف بڑھیں تو اہلِ جزیرہ کی باسی کڑھی میں ابال آیا اور وہ بڑے سازوسامان کے ساتھ اہلِ حمص کی اعانت کے لیے روانہ ہوئے۔

حضرت سعدؓ کو اہلِ جزیرہ کی نقل و حرکت کی خبر ملی تو انہوں نے فوراً کوفہ سے ایک زبردست فوج بھیجی جس نے اہلِ جزیرہ کو پیچھے دھکیل دیا۔ حضرت سعدؓ کا یہ اقدام شام کی اسلامی فوجوں کے لے بڑا مفید ثابت ہوا اور انہوں نے بہت جلد حمص پر عَلَمِ اسلام لہرا دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اہلِ جزیرہ حمص کے عیسائیوں کی امداد کے لیے پہنچ جاتے تو اسلامی لشکر کو حمص کی تسخیر میں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا۔ حضرت سعدؓ کی بروقت تدبیر نے دشمن کے عزائم خاک میں ملا دیے۔ اسی طرح جب ۲۱ھ میں یزدگرد نے عراق عجم میں زبردست فوجی تیاریاں کیں اور مسلمانوں کو عراقِ عرب سے نکالنے کے لیے تمام ایرانیوں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کیا تو حضرت عمرؓ کے حکم سے کوفہ' بصرہ اور دوسرے فوجی مرکزوں سے ایک ایک ثُلث فوج ایرانیوں سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے کوفہ سے تیس ہزار فوج روانہ کی۔ اس میں حذیفہؓ بن الیمان' جریر بجلیؓ' قعقاعؓ بن عمرو تمیمی' عمروؓ بن معدیکرب' عبداللہؓ بن عمر' مغیرہؓ بن بن شعبہ اور طلیحہؓ بن خویلد اسدی جیسے آزمودہ کار شجاع اور صاحب تدبیر لوگ شامل تھے۔ اس فوج کی قیادت حضرت عمرؓ کے حکم سے نعمانؓ بن مُقرّن کے سپرد کی گئی۔ اس سے پہلے نعمانؓ کوفہ میں حضرت سعدؓ کے ماتحت افسرِ مال تھے۔ فتنۂ ارتداد اور عراقِ عرب کی معرکہ آرائیوں میں انہوں نے بڑا نام پایا تھا۔ ان پر جہاد کا شوق اس قدر غالب تھا کہ ایک دفعہ جب وہ کسکر کے عامل تھے تو حضرت عمرؓ کو شکایت لکھ بھیجی کہ حضرت سعدؓ ان کو خراج جمع کرنے کی خدمت پر مامور کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ کام ان کے دلی منشا کے مطابق نہیں بلکہ وہ ہر وقت جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہنا پسند کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ خط پہنچنے پر حضرت سعدؓ کو ہدایت کی کہ وہ نعمانؓ کو عامل خراج مقرر کرنے کے بجائے کسی ایسے کام پر مامور کریں جس میں انہیں جہاد کرنے کا موقع ملتا رہے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم کی تعمیل کی۔ جب عراقِ عرب کی مہم کا خاتمہ ہوا تو حضرت نعمانؓ نے کوفہ میں اقامت اختیار کر لی اور دل پر جبر کر کے افسر مال کا عہدہ قبول کر لیا۔ اب پھر جہاد کا موقع آیا تو افواجِ اسلامی کی قیادت کے لیے فاروقِ اعظمؓ نے حضرت نعمانؓ ہی کو منتخب فرمایا۔ حضرت سعدؓ نے نہایت قابلیت اور اہتمام سے فوجی تیاری کی تھی۔ چنانچہ جب کوفہ سے لشکر روانہ ہوا تو اس کے پاس نہ صرف ہر قسم کا ساز و سامان موجود تھا بلکہ ہر ایک افسر اور سپاہی نے فنونِ جنگ میں پوری تربیت حاصل کر رکھی تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)

بعض ناخوشگوار حالات اور معزولی

کوفہ کی امارت کے دوران میں حضرت سعدؓ کو دوبار نہایت ناخوشگوار حالات کا سامنا کرنا پڑا پیچھے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت سعدؓ کی قیام گاہ ''قصرِ سعد'' کے نام سے مشہور ہو گئی تھی۔ حضرت عمرِ فاروقؓ کو خبر ملی تو انہوں نے ''قصرِ سعد'' کے نام کو ناپسند فرمایا تاہم وہ خاموش رہے کیونکہ اس نام کی تشہیر میں حضرت سعدؓ کا کچھ دخل نہ تھا۔ چند دن بعد حضرت سعدؓ نے بازار کے شوروغل سے بچنے کے لیے اپنی قیامگاہ کے سامنے ایک ڈیوڑھی بنوا کر اس میں دروازہ (یا پھاٹک) لگوا دیا۔ حضرت سعدؓ کے بعض مخالفین نے بارگاہِ خلافت میں شکایت لکھ بھیجی کہ سعدؓ نے اپنے محل کے سامنے ایک ڈیوڑھی بنوا کر اس میں پھاٹک لگوا دیا ہے۔ اس لیے اہلِ حاجت بلا روک ٹوک ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت عمرِ فاروقؓ کے لیے جو اسلام کے سادہ اصولوں کے علمبردار تھے' یہ صورت حال ناقابلِ برداشت تھی۔ انہوں نے حضرت محمدؓ بن مسلمہ[1] کو حضرت سعدؓ کے نام ایک خط دے کر کوفہ جانے کا حکم دیا اور ہدایت

---

[1] ابو عبد الرحمٰن محمدؓ بن مسلمہ انصاری قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ ہجرتِ نبوی ﷺ سے قبل حضرت مصعبؓ بن عمیر کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ غزوۂ بدر کے تین سو تیرہ نفوسِ قدسی میں سے ایک ہیں۔ بدر کے بعد غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں انہوں نے خاص حصہ لیا۔ حضور ﷺ نے غزوات کے لیے باہر جاتے وقت کئی بار محمدؓ بن مسلمہ کو مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا۔ حضرت عمرِ فاروقؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں کئی اہم معاملات کی تحقیق ان کے سپرد کی۔ محمدؓ بن مسلمہ اُن صحابہ میں سے ہیں جو مسلمانوں کی باہمی جنگوں میں سب سے الگ تھلگ رہے۔ ان کا شمار فضلائے صحابہ میں ہوتا ہے۔ ۴۷ ہجری میں ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ایک شامی نے محض اس بنا پر آپ کو شہید کر دیا کہ آپ نے امیر معاویہؓ کی طرف داری کیوں نہیں کی۔ وفات کے وقت دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ کتبِ احادیث میں حضرت محمدؓ بن مسلمہ سے مروی چھ احادیث ملتی ہیں۔ (سیرِ انصار جلد دوم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کہ سعدؓ کی قیام گاہ کی ڈیوڑھی کو آگ لگا دیں اور جب وہ جل کر راکھ ہو جائے تو واپس چلے آئیں۔

حضرت محمدؓ بن مَسلَمہ نے کوفہ پہنچ کر امیر المُومنین کا حکم حضرت سعدؓ کو سنایا اور پھر ''قصر سعد'' کی ڈیوڑھی کو نذر آتش کر دیا۔ حضرت سعدؓ نے اس موقع پر نہایت تحمل اور اطاعت کیشی کا ثبوت دیا اور محمدؓ بن مَسلَمہ سے مطلق کچھ تعرض نہ کیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ محمدؓ بن مَسلَمہ کوفہ پہنچے تو حضرت سعدؓ نے ان کی بے حد تعظیم و تکریم کی اور ان کے سامنے کھانا پیش کیا۔ محمدؓ بن مَسلَمہ نے کھانا قبول کرنے میں عذر کیا اور حضرت سعدؓ کو امیر المُومنین کا خط دیا۔ حضرت سعدؓ نے یہ خط کھولا تو اس میں لکھا تھا۔

''مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے اپنی رہائش کے لیے ایک محل تعمیر کرایا ہے جو ''قصر سعد'' کہلاتا ہے۔ اس کے سامنے تم نے ڈیوڑھی تعمیر کرائی اور اس میں پھاٹک لگوایا ہے جو لوگوں کو تم تک پہنچنے میں سدّراہ ہوتا ہے اور اگر فی الواقع ایسا ہے تو تم نے ہلاکت کا محل بنایا ہے' اس ڈیوڑھی اور اس کے پھاٹک کو فوراً گرا دو اور دروازے پر کوئی محافظ یا دربان نہ رکھو تا کہ لوگ بغیر کسی روک ٹوک کے تم سے مل سکیں''

حضرت سعدؓ نے امیر المُومنینؓ کا خط پڑھ کر قسم کھائی. کہ ڈیوڑھی میں نے محض شور وشغب سے بچنے کے لیے بنوائی ہے۔ میری قیام گاہ کے دروازے اہلِ حاجت کے لیے ہر وقت کھلے ہیں۔ میں نے ان پر کوئی دربان مقرر نہیں کیا اور نہ یہاں لوگوں کے آنے جانے میں کوئی رکاوٹ ڈالی ہے۔ لوگوں نے امیر المُومنین کو غلط خبر پہنچائی ہے۔ اس طرح انہوں نے میری اقامت گاہ کو غلط طور پر ''قصرِ سعد'' کا نام سے مشہور کر دیا ہے۔''

حضرت محمدؓ بن مَسلَمہ نے حضرت سعدؓ کا عذر قبول کر لیا اور مدینہ واپس جا کر تمام حالات حضرت عُمرِ فاروقؓ کے گوش گزار کیے۔ انہوں نے بھی حضرت سعدؓ کا عذر قبول کر لیا اور ان کو کوفہ کی امارت پر بحال رکھا۔

دوسری مرتبہ مخالفت کا طوفان ۲۱ھ میں اٹھا اور یہ ان کی معزولی پر منتج ہوا۔

طَبَری کا بیان ہے کہ ۲۱ھ میں جب حضرت سعدؓ نے کوفہ سے عراقِ عجم کو فوج روانہ کی تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگوں نے ایرانیوں کے خلاف جنگ چھیڑنے کے خلاف چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ حضرت سعدؓ کو ان لوگوں کے جہاد سے کترانے کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے ان کے خلاف حضرت عمر فاروقؓ کے پاس شکایت کی۔ اس پر یہ لوگ حضرت سعدؓ کے سخت مخالف ہو گئے اور جراح بن سنان کی قیادت میں ایک وفد مرتب کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر یہ شکایت کی کہ سعدؓ صحیح طریقہ سے نماز نہیں پڑھاتے۔ حضرت عُمَرِ فاروقؓ نے حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لیے حضرت محمدؓ بن مَسلَمہ کو کوفہ بھیجا۔ انہوں نے وہاں کی ہر ایک مسجد میں جا کر اس بارے میں لوگوں سے پوچھ گچھ کی تو الزام لگانے والی جماعت کے سوا باقی سب لوگوں نے حضرت سعدؓ پر عائد کردہ الزام کو غلط اور لغو ٹھہرایا اور کہا کہ ہم نے سعدؓ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ ابنِ مَسلَمہؓ حضرت سعدؓ اور فریق مخالف کے کچھ آدمیوں کو ساتھ لے کر مدینہ واپس ہوئے حضرت عُمَرِ فاروقؓ نے فریقِ مخالف کا بیان سنا اور پھر حضرت سعدؓ نے پوچھا۔ ''سعد تم کس طرح نماز پڑھاتے ہو کہ ان لوگوں کو شکایت پیدا ہوئی''

حضرت سعدؓ نے جواب دیا۔ ''پہلی دو رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتا ہوں۔''

حضرت عُمَرِ فاروقؓ نے فرمایا۔ ''اے ابو اسحاق مجھے تم سے یہی توقّع تھی۔''

امیر المؤمنینؓ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ وہ حضرت سعدؓ کے طریقِ عمل کو صحیح سمجھتے تھے تاہم انہوں نے حضرت سعدؓ کو کوفہ کی امارت پر واپس بھیجنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ ان کے خیال میں جو لوگ حضرت سعدؓ کے مخالف تھے وہ کوفہ میں کوئی اور فتنہ کھڑا کر سکتے تھے جس سے مسلمانوں کے تشتت وافتراق میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت سعدؓ کو عہدۂ امارت سے سبکدوش کر دیا اور ان کی جگہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ یا بروایتِ دیگر عبداللہ بن عتبانؓ کو کوفہ کا والی مقرر کر دیا۔

صحیح بخاری میں یہ واقعہ کسی قدر مختلف طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے راوی حضرت جابرؓ بن سَمُرہ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ''کوفہ کے لوگوں نے حضرت عمرؓ کے پاس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ کی شکایت کی۔ اس پر سعدؓ کو معزول کر دیا گیا اور ان کی جگہ عمارؓ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا گیا۔ اہل کوفہ کی شکایت یہ تھی کہ سعدؓ اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے ابواسحاق! ان لوگوں کے خیال میں تم اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے۔ ابواسحاق (سعدؓ) نے جواب دیا "خدا کی قسم میں تو ہمیشہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاتا تھا اور اس میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتا تھا۔ عشاء کی نماز کی پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور آخری کو مختصر کرتا تھا۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اے ابواسحٰق! آپ کی نسبت مجھے یہی گمان تھا۔" انہوں نے "حضرت عمرؓ) نے ان (حضرت سعدؓ) کے ساتھ چند آدمی کوفہ بھیجے۔ ان میں سے ایک نے (جنہیں حضرت عمرؓ نے تحقیق پر مقرر کیا تھا) اہلِ کوفہ سے پوچھ گچھ کی اور ہر مسجد میں جا کر لوگوں سے اس بارے میں دریافت کیا۔ ان میں سے ایک شخص اٹھا۔ اس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابوسعدہ تھی۔ اس نے کہا کہ تم ہم کو قسم دے کر پوچھ رہے ہو تو سنو کہ سعدؓ فوج کے ساتھ نہیں جاتے تھے، تقسیم میں مساوات نہیں برتتے تھے، مقدمہ میں عدل نہیں کرتے تھے۔

سعدؓ نے کہا: "ہاں خدا کی قسم میں تین چیزوں کی دعا کرتا ہوں۔ الٰہی اگر تیرا یہ بندہ دروغ گو (کاذب ہے) اور محض ریا کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر، فقر طویل کر اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا۔"

راوی کہتے ہیں کہ بعد میں جب اس (اسامہ بن قتادہ) سے پوچھا جاتا تھا۔ کہتا تھا میں بہت ضعیف العمر ہوں اور فتنوں میں مبتلا ہوں، مجھ پر سعدؓ کی بددعا پڑی ہے۔

عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے ایک عرصہ کے بعد اسامہ بن قتادہ کو دیکھا۔ اس کے پپوٹے کبرسنی کی وجہ سے آنکھوں پر لٹک آئے تھے اور اس کو راستے میں لڑکیاں چھیڑا کرتی تھیں[1]۔

کچھ دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کے مخالفین میں بنو اسد پیش

---

[1] بخاری باب وجوب القرأة الامام والماموم فی الصلوٰة کلہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش تھے اور ان کی سب سے بڑی شکایت یہی تھی کہ سعدؓ اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے۔ تحقیقات کے بعد یہ شکایات لغو ثابت ہوئی اور حضرت عُمرِ فاروقؓ نے حضرت سعدؓ کے طریق عمل کو صحیح قرار دیا البتہ اسامہ بن قتادہ عبسی نے حضرت سعدؓ پر کچھ دوسرے الزامات بھی عائد کیے۔ بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الزامات بالکل بے بنیاد اور لغو تھے' اس لیے حضرت سعدؓ کو اسامہ کی الزام تراشی پر بڑا دکھ ہوا اور انہوں نے اسامہ کے لیے بددعا کی چونکہ مستجابُ الدّعوات تھے' ان کی بددعا اسامہ کے حق میں پوری ہوئی اور دنیا پر روشن ہو گیا کہ اسامہ نے حضرت سعدؓ کو ناحق بدنام کیا تھا۔ اب ہم اسامہ کے الزامات کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ حضرت سعدؓ فوج کے ساتھ نہیں جاتے تھے۔''

کُتُبِ سیر و تاریخ میں حضرت سعدؓ کی متعدد غزوات میں مجاہدانہ شرکت تواتر سے ثابت ہے البتہ جنگِ قادِسیّہ کے موقع پر وہ ایک مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے یا لڑائی میں عملی حصہ لینے سے معذور ہو گئے تھے۔ اس لیے فوج کی نگرانی اور دوسرے انتظامات اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور مبارزت کی خدمت ان کا نائب انجام دیتا تھا۔ حضرت سعدؓ کی معذوری کا علم سب مسلمانوں کو ہو گیا تھا اس لیے یہ کہنا کہ سعدؓ دانستہ میدانِ جنگ میں جانے سے گریز کرتے تھے' بالکل غلط تھا۔

۱۔ ''حضرت سعدؓ تقسیم میں مساوات نہیں برتتے تھے۔''

حضرت سعدؓ پر یہ الزام سراسر کج فہمی کی بنا پر تھا۔ مالِ غنیمت اور تنخواہوں کی تقسیم خلیفۃ المسلمین، کے احکام کے مطابق ہوتی تھی۔ جن لوگوں نے لڑائی میں کارہائے نمایاں انجام دیے ہوتے' ان کو عام حصہ سے کچھ زائد دیا جاتا تھا۔ اسی طرح تنخواہوں اور وظائف کی شرح لوگوں کی لیاقت' مراتب اور فرائض کے مطابق مقرر تھی۔ ہر ایک کو مساوی تنخواہ یا وظیفہ دینا ناممکن تھا۔

۳۔ ''حضرت سعدؓ مقدمہ میں انصاف نہیں کرتے تھے۔''

یہ الزام قطعاً غلط تھا۔ اسامہ اور حضرت سعدؓ کے دوسرے مخالفین ایک مثال بھی ایسی نہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کر سکے جس میں حضرت سعدؓ نے عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑا ہو اور جانب داری سے کام لیا ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ جس فریق کے خلاف فیصلہ دیا جائے وہ بالعموم حاکم کو غیر منصف سمجھتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت سعدؓ نے خدا اور خدا کے رسول (ﷺ) کے احکام کی روشنی میں اپنی صوابدید کے مطابق کوئی فیصلہ دیا ہو اور اس میں بتقاضائے بشری کوئی سقم رہ گیا ہو لیکن یہ کہنا کہ وہ دانستہ کسی کسی فریق کی بے جا رعایت کرتے تھے، بالکل غلط تھا۔

عدالتی فیصلے تو ایک طرف رہے۔ حضرت سعدؓ عام معاملات میں بھی اس قدر احتیاط برتتے تھے کہ کوئی دیانتدار شخص دانستہ ان کو جانبداری سے مُتّہم نہ کر سکتا تھا۔ اس ضمن میں صحیح بخاری کی اس روایت کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔

ویذکر ان اقواما اختلفوا فی الاذان فاقرع بینھم سعد[1]

کہا جاتا ہے کہ کچھ لوگوں میں اذان دینے کے معاملہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تو حضرت سعدؓ نے ان پر قرعہ ڈالا۔

یعنی خود کسی فریق کے حق میں فیصلہ دینے کے بجائے حضرت سعدؓ نے قرعہ اندازی کے ذریعے یہ جھگڑا نپٹایا۔ عدالتی مقدمات کا فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعہ نہیں کیا جا سکتا، تاہم مذکورہ واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت سعدؓ ان مقدمات میں کس قدر احتیاط سے کام لیتے ہوں گے۔ حضرت سعدؓ نیک نیّت اور بے قصور تھے، اس لیے اپنے خلاف بے ہودہ الزامات سن کر ان کو قدرتاً غصہ آیا اور انہوں نے برملا اپنے دلی جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''میں عربوں میں پہلا شخص ہوں جس نے راہِ حق میں تیر چلایا۔ ہم رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوتے تھے اور ہمارے پاس درختوں کے پتوں کے سوا کوئی چیز کھانے کے لیے نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ ہمارا فُضلہ اونٹ یا بکری کی مینگنیوں کی طرح ہوتا تھا جس میں کوئی خلط

---

[1] بخاری کتاب المناقب باب الاستھام فی الاذان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتی تھی۔ (اللہ اللہ کیسا وقت آ گیا ہے) آج بنو اسد اسلام کے معاملہ میں مجھ کو مستحقِ تعزیر گردانتے ہیں۔ گویا میں خائب و خاسر ہوں اور میرا عمل رائیگاں گیا ہے۔"[1]

طبقات ابنِ سعد میں واقدی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو منصبِ امارت سے ہٹا کر ان کا مال بٹا لیا تھا لیکن دوسری روایات سے اس روایت کی تغلیط ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو تمام الزامات سے بری قرار دیا تھا۔ رہی ان کی منصبِ امارت سے سبکدوشی' تو یہ ملکی مصالح کی بنا پر تھی' نہ کہ کسی خیانت یا فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی بنا پر' خود حضرت عمرؓ نے وفات سے پہلے حضرت سعدؓ کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا' وہ ان کی بے گناہی پر دال ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

❀ ❀ ❀

---

[1] بخاری کتاب المناقب' مناقب سعدؓ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاروقِ اعظمؓ کی وصیّت

(۱)

فاروقِ اعظمؓ کی وصیّت

۲۳ھ (مطابق ۶۴۴ء) میں دنیائے اسلام ایک المناک سانحہ سے دوچار ہوئی۔ یہ سانحہ امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروقؓ کی شہادت تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے پارسی غلام ابولؤلو فیروز کو حضرت عمرؓ سے ذاتی پرخاش تھی۔[۱] حضرت عمرؓ ایک دن صبح کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو فیروز نے گھات سے نکل کر ایک دودھاری خنجر سے ان پر پے در پے چھ وار کیے جن میں سے ایک زیرِ ناف پڑا۔ اس سے ان کی آنتیں کٹ گئیں اور وہ زخم کے صدمہ سے گر پڑے۔ لوگوں نے قاتل کو پکڑا تو اس نے اسی خنجر سے خودکشی کر لی۔ حضرت عمرؓ کو لوگ اٹھا کر گھر لائے۔ جب ہوش آیا تو پوچھا: ''مجھ پر کس نے حملہ کیا ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ ''اللہ کے دشمن ابولؤلو فیروز نے'' فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرا قاتل کسی

---

[۱] مؤرّخین نے اس پرخاش کا سبب یہ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس خراج یا محصول کی رقم کو جو فیروز اپنے آقا مغیرہؓ بن شعبہ کو دیتا تھا۔ گھٹانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس واقعہ سے چند دن پہلے فیروز نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ مغیرہؓ نے مجھ پر بہت بھاری محصول عائد کیا ہے' اسے کم کرا دیں۔ حضرت عمرؓ نے محصول کی مقدار پوچھی تو اس نے کہا ''دو درہم یومیہ'' حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ ''تم کیا کام جانتے ہو؟'' اس نے جواب دیا۔ ''آہن گری' نقاشی اور نجاری'' حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''تم ایک ہنرمند آدمی ہو اور جو ہنر تم جانتے ہو ان کے مقابلے میں محصول کی رقم زیادہ نہیں اس پر فیروز ناراض ہو کر چلا آیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب (یعنی اسلام کے نام لیوا) کو نہیں بنایا۔"

حضرت عمرؓ کے علاج کے لیے دو تین طبیب بلائے گئے۔ انہوں نے نبیذ اور دودھ پلایا۔ دونوں چیزیں زیرِ ناف زخم سے باہر نکل آئیں۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ امیر المؤمنین جانبر نہیں ہو سکیں گے۔ حضرت عمرؓ بھی جان گئے کہ اب آخری وقت ہے۔ لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ آپ اپنا جانشین نامزد کر دیں۔ فاروقِ اعظمؓ نے سوچ بچار کے بعد چھ اکابر صحابہؓ کے نام لیے اور فرمایا کہ یہ لوگ اپنے میں سے جسے چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں۔ میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو خلافت کا حق دار نہیں پاتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ ساری عمر اُن سے خوش رہے۔

ان چھ اصحاب کے اسمائے گرامی یہ تھے۔

(۱) حضرت عثمانؓ بن عفان۔ (۲) حضرت علی کرّم اللہ وَجہہٗ۔

(۳) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔ (۴) حضرت زبیرؓ بن عوّام۔

(۵) حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ اور (۶) حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف۔

ان لوگوں کا انتخاب حضرت عمرؓ کی دِقّتِ نظر پر دال ہے۔ فی الحقیقت خلیفہ کے انتخاب کے لیے ان سے بہتر لوگ نہیں مل سکتے تھے۔ فاروقِ اعظمؓ نے وفات سے قبل حضرت سعدؓ کی نسبت خصوصیت سے یہ الفاظ فرمائے۔

فانی لم اعزله عن عجز ولا خیانه فان اصابت الامرة سعدًا فهو ذاک والا فلیستعن به ایکم ما امر[1]

میں نے ان (سعدؓ) کو (فرائض سے) کوتاہی یا خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا۔ اگر سعدؓ خلافت کے لیے منتخب ہو جائیں تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ منتخب نہ ہوں تو جو خلیفہ بنایا جائے وہ ان سے مدد لے (یعنی ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائے۔)

---

[1] بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

عبید اللہ بن عمرؓ کا جوشِ انتقام

فاروقِ اعظمؓ نے قاتلانہ حملے کے تیسرے دن (یکم محرم ۲۴ھ کو) پیکِ اجل کو لبیک کہا۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اجازت سے ان کی آخری آرام گاہ رسولِ اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پہلو میں بنائی گئی۔ طبری اور ابنِ اثیر کی روایت کے مطابق حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ حضرت عثمان ذوالنورینؓ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ' حضرت سعدؓ بن ابی وقاص' حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے ان کی میت کو قبر میں اتارا۔

جس دن حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا' اسی دن سے مدینہ میں یہ افواہ گشت کر رہی تھی کہ امیر المؤمنین پر حملہ ابولؤلو کا ذاتی فعل نہیں ہے بلکہ وہ ایک سازش کا شکار ہوئے ہیں۔ اس سازش کے سلسلہ میں لوگ ہرمزان[1] اور جفینہ[2] کا نام لے رہے تھے۔ فاروق اعظمؓ کے نوجوان فرزند عبیداللہ کے کانوں میں اس افواہ کی بھنک پڑی تو فرطِ غیظ میں وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے اور شمشیر بکف ہرمزان کے گھر پہنچے۔ جب وہ باہر نکلا تو تلوار کے ایک بھرپور وار سے اس کو خاک وخون میں لوٹا دیا۔ گرتے وقت اس کی زبان پر ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کے الفاظ تھے۔ ہرمزان کے بعد عبیداللہ نے جفینہ کا کام تمام کیا اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ ابولؤلو کی ایک لڑکی کو بھی مار ڈالا جو مسلمان تھی۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو خبر ملی کہ عبیداللہ بن عمرؓ نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور مدینہ کے تمام پردیسی غلاموں کے قتل پر کمر باندھی ہے تو وہ عبیداللہ کو خونِ ناحق سے روکنے کے لیے فوراً گھر سے نکل پڑے۔ اس اثنا میں حضرت عمروؓ بن عاص نے

---

[1] ہرمزان ایران کا مشہور امیر تھا۔ وہ ایران کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ خوزستان کی فتح کے بعد وہ گرفتار ہو کر حضرت عمرؓ کے سامنے پہنچا اور ایک حیلہ سے اپنی جان بچالی۔ اس کے بعد مشرف بہ اسلام ہو کر مدینہ میں اقامت اختیار کر لی۔

[2] جفینہ حیرہ کا رہنے والا ایک عیسائی تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا دودھ شریک بھائی تھا۔ حضرت سعدؓ کے ایما سے وہ مدینہ میں آ کر مقیم ہو گیا تھا اور لوگوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا کرتا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبیداللہ سے ان کی خون آلود تلوار لے کر اپنے قبضے میں کر لی تھی۔ حضرت سعدؓ نے وہاں پہنچ کر عبیداللہ کے سر کے بال پکڑ لیے اور ان کو لعنت ملامت کی کہ تم نے تحقیق کے بغیر ہرمزان' جفینہ اور ایک کمسن لڑکی کو قتل کر ڈالا ہے۔ عبیداللہ پر خون سوار تھا' وہ حضرت سعدؓ سے بھی الجھ پڑے جو لوگ اس موقع پر موجود تھے' انھوں نے بڑی مشکل سے دونوں کو الگ کیا اور عبیداللہ کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔[1]

(۳)

خلیفۂ سوم کا انتخاب

ابھی تک خلیفۂ سوم کا انتخاب عمل میں نہیں آیا تھا اور مدینہ کی فضا پر رنج والم کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے وصیّت کی تھی کہ میرے بعد تین دن کے اندر اندر خلیفہ منتخب کر لینا۔ اس واقعہ کے بعد مجلسِ شوریٰ کے ارکان ایک لمحہ کی تاخیر کیے بغیر خلیفہ کے انتخاب کے کام میں مشغول ہو گئے۔ پہلی مجلسِ مشاورت بیت المال میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر حضرت عمروؓ بن عاص اور مغیرہؓ بن شعبہ بھی بیت المال کے دروازے پر آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کو ان کا وہاں بیٹھنا سخت ناگوار گزرا اور انہوں نے ان پر کنکریاں پھینک کر کہا "تمھیں یہاں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا' کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ مجلسِ مشاورت میں تم بھی شریک تھے' واللہ ہم تمھیں یہاں نہیں بیٹھنے دیں گے۔"

حضرت عمروؓ بن عاص اور مغیرہؓ بن شعبہ حضرت سعدؓ کے ارشادات سن کر وہاں سے چل دیے۔ پہلی مجلسِ مشاورت میں ارکانِ شوریٰ کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکے۔ اس کے بعد دو دن تک

---

[1] حضرت عثمان ذُوالنّورینؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو سب سے پہلے ان کے سامنے عبیداللہ بن عمرؓ کا مقدمہ پیش ہوا۔ کچھ لوگوں نے رائے دی کہ عبیداللہ کو ہرمزان اور ابولُولُو کی لڑکی کے قِصاص میں قتل کیا جائے لیکن عام لوگوں کی رائے یہ تھی کہ ان سے نرم سلوک کیا جائے۔ حضرت عثمانؓ نے عبیداللہ کے فعل کو سخت ناپسند کیا تھا' تاہم انہوں نے اس معاملے میں نرمی اختیار کرنا ہی مناسب سمجھا۔ چنانچہ انہوں نے مقتولوں کا خون بہا اپنے پاس سے ادا کر کے عبیداللہ کو رہا کر دیا۔ (عمر فاروقِ اعظمؓ ہیکل)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوریٰ کے کئی اجلاس ہوتے رہے۔ اس دوران میں حضرت سعدؓ خلافت کے معاملہ میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ دوسرے ارکانِ شوریٰ نے بھی ان کے تتبّع میں یہ معاملہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف پر چھوڑ دیا۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں فیصلہ کیا۔ مسجدِ نبوی ﷺ میں اس فیصلہ کا اعلان کیا گیا تو لوگوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے قبول کر لیا اور سب نے حضرت عثمان ذُوالنُّورَینؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

(۴)

حضرت سعدؓ دوبارہ منصبِ امارت پر

حضرت عمرِ فاروقؓ نے وصیّت کی تھی کہ سعدؓ اگر خلیفہ منتخب نہ ہو سکیں تو جو خلیفہ منتخب ہو وہ ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائے۔ حضرت ذُوالنُّورَینؓ نے حضرت عمرؓ کی وصیّت پر عمل کیا اور حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کو دوبارہ کوفہ کا والی مقرر کر دیا۔ اس بار حضرت سعدؓ تین سال تک منصبِ امارت پر فائز رہے۔ مشہور صحابی حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ[۱] ان کے ماتحت مہتمم بیت المال کے عہدے پر فائز تھے۔ اس کے ساتھ منصبِ قضاء بھی ان کے سپرد تھا۔

۱؎ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت عمرِ فاروقؓ سے کچھ پہلے مشرّف بہ اسلام ہوئے اور اس کے بعد ہمیشہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔ حضور ﷺ کو جوتا پہناتے، خواب سے جگایا کرتے اور دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اُسُدالغابہ میں ہے کہ انہوں نے سرورِ کائنات ﷺ سے ستّر سورتوں کی تعلیم حاصل کی۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن چار شخصوں سے سیکھو، عبداللہؓ بن مسعود، معاذؓ بن جبل، اُبیّؓ بن کعب اور سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ سے حضرت عمرِ فاروقؓ ابنِ مسعودؓ کو علم کی تھیلی کہا کرتے تھے۔ وہ قرآنِ کریم کے حافظ اور بہت بڑے عالم تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید میں کوئی سورۃ یا آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کب اتری اور کہاں اتری۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ "خدا کی قسم ہم نے رسولِ اکرم ﷺ کے طریقِ روایت اور عمل کا واقف عبداللہؓ بن مسعود سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔" حضرت عبداللہؓ بن مسعود جنگِ بدر سے حنین تک تمام غزوات میں رسول اکرم ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ عہدِ فاروقی میں یرموک کے ہولناک معرکہ میں دادِ شجاعت دی۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ نے فرائضِ امارت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا لیکن ۲۶ھ میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود اور ان کے درمیان شدید اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت سعدؓ نے کسی ضرورت کی بنا پر بیت المال سے کچھ قرض لیا لیکن بعض ایسے اسباب پیش آئے کہ وہ مدت تک یہ قرض واپس نہ کر سکے۔ مہتمم بیت المال حضرت عبداللہؓ بن مسعود ایسے معاملات میں بہت سخت تھے اور کسی نرمی کے روادار نہیں تھے۔ انہوں نے قرض کی وصولی کے لیے حضرت سعدؓ پر بہت سختی کی۔ حضرت سعدؓ کی نیت نیک تھی اور وہ کچھ مہلت چاہتے تھے لیکن ابنِ مسعودؓ قرض فوراً وصول کرنے پر مصر تھے۔ حضرت سعدؓ کو ان کے شدید اصرار پر غصہ آ گیا اور انہوں نے اپنی چھڑی زمین پر پھینک کر آسمان کی طرف نظر کی اور کہا:

"اے زمین و آسمان کے خالق......"

رسولِ اکرم ﷺ نے ایک بار حضرت سعدؓ کے حق میں دعا فرمائی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اَجِبْ دَعْوَتَہٗ" (الٰہی اس کی دعا قبول فرمایا کر) اس لیے ان کا مستجاب الدّعوات ہونا مسلّم تھا۔ حضرت عبداللہؓ ڈر گئے اور بلند آواز سے بولے۔ "دیکھو میرے لیے بددعا نہ کرنا۔" حضرت سعدؓ نے کہا "واللہ اگر خوفِ خدا نہ ہوتا تو میں تمہارے لیے سخت بددعا کرتا۔" حضرت عبداللہؓ نے اب وہاں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور حضرت سعدؓ کی اقامت گاہ سے نکل گئے۔

حضرت عثمانؓ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ حضرت سعدؓ کے اظہارِ غضب پر ناراض ہوئے اور ان کو منصبِ امارت سے سبکدوش کر کے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا امیر مقرر کر دیا۔

(باقی حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

فاروقِ اعظمؓ نے ۲۰ھ میں ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ وہ اس عہدہ پر دس سال تک فائز رہے حتّٰی کہ حضرت عثمانؓ نے بعض اسباب کی بنا پر ان کو اپنے عہدہ سے سبکدوش کر دیا۔ اس کے بعد ابنِ مسعودؓ عزلت گزین ہو گئے۔ ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔ وصیّت کے مطابق رات کے وقت جنتِ بقیع میں دفن کیے گئے۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے آٹھ سَو اڑتالیس (۸۴۸) احادیث مروی ہیں۔ وہ ان اصحاب میں سے ہیں جو علم و فضل کے لحاظ سے سرآمدِ روزگار تسلیم کیے گئے اور فقیہ الاُمّت کے عظیم لقب سے مشہور ہوئے۔ (مہاجرین حصّہ اوّل)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوشہ نشینی

عقیق کا گوشۂ تنہائی

حضرت سعدؓ کو حضرت عثمان ذُوالنُّورَینؓ نے ۲۶ھ میں کوفہ کی امارت سے سبکدوش کیا۔ اس کے بعد انہوں نے سیاست ملکی سے یکسر قطعِ تعلّق کر لیا اور مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں عزلت گزین ہو گئے اور اپنی وفات تک تیس یا پینتیس سال نہایت خاموشی سے گزارے۔ اس دوران میں عالَمِ اسلامی میں بڑے بڑے اتار چڑھاؤ اور فساد و فتن برپا ہوئے لیکن حضرت سعدؓ ان سب سے کنارہ کش رہے۔ اگر کسی وقت گوشۂ عزلت سے باہر تشریف لائے بھی تو اس کا مقصد محض پند و نصیحت اور لوگوں کو فتنہ و فساد سے روکنا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت کے آخری دنوں میں جب مفسدین مدینہ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے امیرالمُومنینؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تو حضرت سعدؓ عقیق سے مدینہ تشریف لائے اور باغیوں کو سمجھانے کی مقدور بھر کوشش کی لیکن ان لوگوں کے مقدر میں حضرت عثمانؓ کا خونِ ناحق لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے حضرت سعدؓ کی نصیحت کا کوئی اثر قبول نہ کیا اور وہ ان لوگوں سے مایوس ہو کر واپس آ گئے۔[1] حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی مرتضیٰ مَسندآرائے خلافت ہوئے تو حضرت سعدؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بلاتوقّف خلافتِ مرتضوی کو تسلیم کر لیا اور حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ کے ہاتھ پر بیعت

---

[1] مُسندِ احمد بن حنبل میں بسر بن سعیدؓ سے روایت ہے کہ سعدؓ بن ابی وقّاص نے فتنۂ عثمانؓ بن عفّان کے زمانہ میں کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ کھڑا ہو گا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے' کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلی، تاہم معاملاتِ ملکی سے وہ بدستور بے تعلق رہے اور اپنے گوشۂ عزلت کو کسی حال میں چھوڑنا پسند نہ کیا۔ مسلمانوں میں تشتت وافتراق کی خبریں سن کر ان کو بہت صدمہ ہوتا تھا اور انہوں نے سب سے کہہ دیا تھا کہ مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور جنگ کی کوئی بات مجھے نہ سنایا کرو۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی افسوسناک باہمی جنگوں میں "جنگِ جمل" سرِفہرست ہے۔ اس میں اگر ایک طرف حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ، حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ جیسے جلیل القدر بزرگ تھے تو دوسری طرف اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بن عوام جیسی عظیم المرتبت ہستیاں تھیں۔ بعض لوگوں نے حضرت سعدؓ کو حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ کی فوج میں شامل ہونے کی ترغیب دی لیکن حضرت سعدؓ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں اس وقت تک نہیں لڑوں گا جب تک تم مجھے ایسی تیغ کا پتا نہ بتاؤ جس کی آنکھیں، زبان اور ہونٹ ہوں اور وہ یہ کہے کہ فلاں کافر ہے اور فلاں مومن۔"

چنانچہ جب جمل میں مسلمان مسلمان کے خلاف صف آرا تھا، حضرت سعدؓ مدینہ منورہ میں یادِ الٰہی میں مشغول تھے۔ مُسندِ احمد بن حنبل میں عبداللہ بن رقیم کنانی سے روایت ہے۔

"اخرجنا الی المدینۃ زمن الجمل فلقینا سعد بن مالک بھا"

(جنگِ جمل کے زمانہ میں ہم مدینہ گئے وہاں سعد بن مالک سے ملاقات ہوئی۔)

(۲)

مسلمانوں کی باہمی آویزش سے کنارہ کشی

جنگِ جمل کے بعد حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ اور امیر معاویہؓ کے درمیان معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو اس وقت بھی حضرت سعدؓ اپنی روش پر قائم رہے اور مطلق کسی لڑائی میں شریک نہ ہوئے البتہ جب انہوں نے سنا کہ فریقین نے آپس میں صلح کی گفتگو کرنا منظور کرلیا ہے تو وہ بے حد مسرور ہوئے اور گفتگوئے مصالحت کا نتیجہ دیکھنے کے لیے دومۃ الجندل تشریف لے گئے۔ افسوس کہ یہ گفت وشنید بے نتیجہ ثابت ہوئی اور مسلمانوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی باہمی مناقشت ختم نہ ہو سکی۔[1] حضرت سعدؓ دل شکستہ ہو کر واپس اپنے گوشۂ عزلت میں آ گئے اور پھر تادم مرگ ہر قسم کے ملکی قضیوں سے یکسر بے تعلق رہے۔ عقیق میں وہ زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے حتیٰ کہ ان کو اونٹ اور بکریاں چرانے سے بھی گریز نہیں تھا۔ ایک دفعہ وہ جنگل میں بکریاں چرا رہے تھے کہ ان کا بیٹا عمر بن سعد آیا اور کہنے لگا۔ ''ابا جان آپ جنگل میں اونٹوں اور بکریوں میں زندگی گزار رہے ہیں اور لوگ حکومت اور سلطنت کے لیے قسمت آزمائی کر رہے ہیں' کیا اس وقت آپ کا گوشہ نشین رہنا مناسب ہے؟''

حضرت سعدؓ عمر کی بات سن کر سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور اس کی چھاتی پر ہاتھ مار کر کہا:

''خاموش میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ خدا متقی' غنی' مخفی بندہ کو محبوب رکھتا ہے۔''[2]

مسلم کتاب الفضائل میں روایت ہے کہ ایک دفعہ امیر معاویہؓ حضرت سعدؓ سے ملے اور کہا کہ آپ ابوتراب (علی کرّم اللہ وجہہٗ) کی مخالفت کیوں نہیں کرتے؟ (ان کو برا کہنے میں آپ کو کیا چیز مانع ہے؟) حضرت سعدؓ نے جواب دیا تم جو یہ کہتے ہو تو تین باتیں ہیں

---

[1] یہاں طبری' ابنِ سعد' ابن الاثیر اور حافظ ابنِ کثیر کی ان روایات کا ذکر کرنا بے محل نہ ہو گا جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کی ذاتی رائے حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے حق میں تھی اور وہ انہیں ہی خلیفۂ برحق سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب تحکیم کے موقع پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ (حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے نامزد حکم) کی سادگی حضرت عمروؓ بن العاص (حضرت معاویہؓ کے نامزد حکم) کی سیاست سے مات کھا گئی تو حضرت سعدؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''افسوس تمہارے حال پر اے ابوموسیٰ! تم عمرو کی چالوں کے مقابلے میں بڑے کمزور نکلے۔''

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کی شہادت اور سیدنا حسنؓ کی خلافت سے دست برداری کے بعد حضرت سعدؓ نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی لیکن اس حال میں بھی وہ انہیں خلیفۃ المسلمین کی بجائے بادشاہ تسلیم کرتے تھے چنانچہ بیعت کے بعد وہ امیر معاویہؓ سے ملے تو ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْمَلِکُ'' کہہ کر خطاب کیا۔ وہ بولے ''اگر آپ امیر المومنین کہتے تو کیا حرج تھا؟''

حضرت سعدؓ نے جواب دیا ''خدا کی قسم! جس طرح آپ کو یہ حکومت ملی ہے اس طریقہ سے اگر یہ مجھے مل رہی ہوتی تو میں اس کا لینا ہرگز پسند نہ کرتا۔'' (تاریخ الکامل ابنِ اثیر جلد ۳)

[2] یہ روایت صحیح بخاری اور اُسد الغابہ کی ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمائیں۔ ان کے ہوتے ہوئے میں علیؓ کو برا نہیں کہہ سکتا۔ اگر ان تین باتوں میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہو جائے تو یہ میرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہو۔[1] میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے بعض غزوات میں حضرت علیؓ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ علیؓ نے کہا: ''یا رسول اللہ آپ نے مجھے عورتوں ڈا اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا ہے۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہ تعلّق ہو جو ہارون (علیہ السّلام) کو موسیٰ (علیہ السّلام) کے ساتھ تھا۔ البتہ میرے بعد نُبوّت نہیں ہے۔''

اور جنگِ خیبر کے دن میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''آج میں عَلَم ایسے آدمی کو دوں گا جو خدا اور خدا کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اس کو خدا اور خدا کا رسول دوست رکھتے ہیں۔'' حضور ﷺ کا ارشاد سن کر ہم نے گردنیں بڑھائیں۔ (آگے بڑھے) حضور ﷺ نے فرمایا ''علیؓ کو بلاؤ'' وہ لائے گئے۔ اس وقت وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں کو اپنا لعاب لگایا اور عَلَم عنایت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی اور جب یہ آیت نازل ہوئی۔ نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ'' (ال عمران: ٦١) تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

مُسندِ احمد بن حنبل میں ہے کہ حضرت سعدؓ کے پاس ان کا بیٹا عامر آیا اور ان کو سیاستِ ملکی میں حصہ لینے کی ترغیب دی۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا: بیٹا تم چاہتے ہو کہ میں فتنہ کا سرگروہ بنوں؟ خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھ کو ایسی تلوار نہ مل جائے جو مسلمان کو مارتے وقت ہٹ جائے اور کافر کو مارتے وقت لگ جائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ خدائے بزرگ و برتر مخفی متقی (پوشیدہ پرہیزگار) بندے کو محبوب رکھتا ہے''

البدایہ والنّہایہ کی روایت ہے کہ زمانۂ فتنہ میں ایک دفعہ حضرت سعدؓ کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقّاص نے ان سے کہا کہ اگر آپ اس وقت خلافت کا دعویٰ کر دیں تو ایک لاکھ تلواریں آپ کی حمایت کے لیے تیار ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ''بھتیجے ان ایک لاکھ تلواروں میں سے میں صرف ایک ایسی تلوار چاہتا ہوں جو کافر پر تو چلے لیکن کسی مسلمان پر نہ چلے۔''

[1] عرب میں سرخ اونٹوں کو بڑا قیمتی سمجھا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے علیؓ فاطمہؓ حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور فرمایا "خداوندا یہ میرے اہل ہیں۔"

حضرت سعدؓ کا جواب سن کر امیر معاویہؓ خاموش ہو گئے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے فضائل کے معترف تھے اور دل سے ان کے مدّاح تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے بلاتوقف حضرت علیؓ کی بیعت کر لی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ مسلمانوں کی باہمی آویزش سے حضرت محمدؓ بن مَسلمہ انصاری، اُسامہ بن زیدؓ عبداللہ بن عمرؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ کرام کی طرح کنارہ کش رہے۔[1]

❁ ❁ ❁

---

[1] یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ خوارج کے بارے میں غیر جانبدار نہیں تھے۔ ان کے نزدیک خوارج (یا حروریہ) فاسق تھے۔ ایک دفعہ ان کے بیٹے مصعب نے ان سے دریافت کیا کہ "کیا آیت 'قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا' سے حروریہ مراد ہیں۔" انہوں نے جواب دیا "نہیں، وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود نے محمد ﷺ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے جنّت کا انکار کیا اور کہا نہ اس میں کھانا ہے نہ پینا اور حروریہ وہ ہیں جو خدا سے عہد و پیمان کرنے کے بعد اس کو توڑ دیتے ہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الکہف)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفرِ آخرت

(۱)

وصیّت اور وفات

حضرت سعدؓ کو عقیق میں خانہ نشینی کی زندگی بسر کرتے ہوئے جب ایک طویل عرصہ گزر گیا تو ضعف پیری ان پر غالب آنا شروع ہوا۔ قوائے بدنی مضمحل ہو گئے اور آنکھوں کی بصارت نے جواب دے دیا۔ اب وہ منتظر تھے کہ کب خالقِ حقیقی کا بلاوا آئے اور وہ اس عالمِ فانی سے کنارہ کریں۔ آخر ۵۵ ہجری میں یہ ساعت آ پہنچی۔ وفات سے چند دن پہلے انہوں نے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالی جو پانچ ہزار درہم نکلی۔ یہ تمام رقم انہوں نے والیِ مدینہ کے پاس بھجوادی۔ مرض الموت میں وصیّت کی کہ غزوۂ بدر میں جو اونی کپڑا میں پہنے ہوئے تھا اس میں لپیٹ کر دفن کرنا میرے لیے لحد کھودنا اور (قبر پر) کچی اینٹ نصب کر دینا جیسا کہ رسول اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔[۲] اس کے بعد داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ سالِ وفات کے بارے میں مؤرخین میں خاصا اختلاف ہے۔ مختلف روایتوں میں سالِ وفات ۵۰ھ، ۵۱ھ، ۵۶ھ، ۵۷ھ اور ۵۸ھ درج ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے ''تہذیب التہذیب'' میں تمام روایتیں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ۵۵ھ والی روایت زیادہ مشہور اور معتبر ہے۔ سالِ وفات کی طرح حضرت سعدؓ کی عمر کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ مختلف روایتوں کی روشنی میں ان کی کم از کم عمر ۸۰ سال اور زیادہ سے زیادہ ۸۸ سال ٹھہرتی ہے۔ واللہ اَعْلَم بِالصَّواب

---

۱ طبقات ابنِ سعد

۲ صحیح مسلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

جنازہ اور تدفین

حضرت سعدؓ کی وفات کے بعد ان کی وصیّت کی تعمیل کی گئی اور ان کو بدر والے اونی کپڑے کا کفن پہنایا گیا۔ اس کے بعد جنازہ مدینہ منورہ لایا گیا۔ ان کی وفات کی خبر سن کر مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا اور ہر طرف سے لوگ جنازہ میں شرکت کے لیے اُمڈ آئے۔ اس وقت اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ حیات تھیں۔ ان کو بھی حضرت سعدؓ کی رحلت سے سخت صدمہ پہنچا اور انہوں نے خواہش کی کہ رسول اللہ ﷺ کے اس محبوب اور جاں نثار ساتھی کا جنازہ مسجدِ نبوی میں لایا جائے تاکہ وہ بھی اپنے حجروں میں نمازِ جنازہ پڑھ سکیں[1] بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ جنازہ مسجد میں پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے یہ اعتراض سنا تو فرمایا: ''لوگ جس چیز کو نہیں جانتے اس پر کس قدر جلد اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ کیا رسول اللہ (ﷺ) نے سہیلؓ بن بیضاء کی نمازِ جنازہ مسجد میں نہیں پڑھائی تھی؟'' اس بارے میں صحیح مسلم میں ایک مفصّل روایت اس طرح مذکورہ ہے:

لما توفي سعد بن ابي وقاص	جب حضرت سعدؓ بن ابی وقاص فوت ہوئے
ارسل ازواج النبي ﷺ ان	تو ازواج النبی ﷺ نے پیغام بھیجا کہ ان کا
يمروا بجنازته في المسجد،	جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ بھی
فيصلين عليه، ففعلوا، فوقف به	نمازِ جنازہ پڑھ سکیں۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔
على حجرهن يصلين عليه	حجروں کے قریب (سامنے) جنازہ رکھا گیا
اخرج به من باب الجنائز الذي	اور ازواجِ مُطَہَّرات نمازِ جنازہ پڑھنے لگیں۔

[1] صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق حضرت سعدؓ کا جنازہ مسجد میں لانے کا حکم حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے دیا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كان الى المقاعد فبلغهن ان الناس عابوا ذالك' وقالوا ما كانت الجنائز يدخل بها المسجد' فبلغ ذالك عائشة' فقالت ما اسرع الناس الى ان يعيبوا ما لا علم لهم به' عابوا علينا ان يمر بجنازة في المسجد' وما صلى رسول الله ﷺ على سهيل بن بيضا الا في جوف المسجد	باب الجنائز سے جو مقاعد کی طرف ہے جنازہ نکالا گیا۔ ازواج مطہراتؓ کو خبر ملی کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ جنازے مسجد میں نہیں لائے جاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ نے سنا تو فرمایا کہ لوگوں کو جس چیز کا علم نہیں ہوتا' اس پر کس قدر جلد نکتہ چینی کرنے لگتے ہیں ہم پر اعتراض کیا گیا ہے کہ جنازہ مسجد میں کیوں لایا گیا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیلؓ بن بیضاء پر مسجد کے وسط میں نماز (جنازہ) پڑھی تھی۔
(کتاب الجنائز)	

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے لوگوں کو رسولِ اکرم ﷺ کا عمل یاد دلایا تو معترضین خاموش ہو گئے[1] اس کے بعد حضرت سعدؓ کا جنازہ مسجد میں لایا گیا اور اُمّہاتُ المؤمنینؓ کے حجروں کے سامنے نماز جنازہ ادا کی گئی۔ والی مدینہ مروان بن الحکم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اُمّہاتُ المؤمنینؓ نے اپنے حجروں میں نماز ادا کی[2]

---

[1] اس موقع پر اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے ایک اور مسئلہ بھی بیان فرمایا۔ سالم موٰی شدادؒ سے روایت ہے کہ میں عائشہؓ زوجہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس روز گیا جب سعدؓ بن ابی وقاص نے وفات پائی تھی۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ (برادر اُمّ المؤمنینؓ) آئے۔ انہوں نے وضو کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ''عبدالرحمٰن اچھی طرح وضو کرو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ایڑیوں کو آگ کا عذاب ہوگا۔'' (یعنی وضو کے وقت پاؤں کو ایڑیوں سمیت اچھی طرح دھونا چاہیے تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔)

(صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ' باب آخر فی صفۃ الوضو)

[2] امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد فاتحِ عراقِ عرب' جاں نثارِ رسول اللہ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کو "جنت البقیع" میں اپنی آخری آرام گاہ میں پہنچا دیا گیا۔[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

نمازِ جنازہ کھلی جگہ پڑھنی چاہیے۔ مسجد میں پڑھنا جائز نہیں۔ حضرت سہیلؓ بن بیضاء کی نمازِ جنازہ حضور ﷺ نے مسجد میں اس لئے پڑھی کہ آپ ﷺ اعتکاف میں تھے۔ بہر صورت محولہ بالا روایت سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت نماز جنازہ کا مسجد میں پڑھا جانا معمول نہ تھا جو اصحاب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کی بنا پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں' وہ بھی اسے اس بات سے مشروط کرتے ہیں کہ میّت کو ایسی بیماری نہ ہو جس سے مسجد کے نجس ہو جانے کا خدشہ ہو یعنی لاش سے خون وغیرہ نہ بہہ رہا ہو۔

۲ چین کے مشہور شہر کینٹن میں ایک قدیم مزار ہے۔ چینی مسلمانوں میں مشہور ہے کہ یہ مزار حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کا ہے۔ اس کے قریب ہی ایک قدیم مسجد ہے جو ہوائی شیانگ سرو (مسجد بیادگارِ پیغمبر ﷺ) کے نام سے مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص نے تعمیر کروائی تھی۔ چینی مسلمانوں کی اکثر روایات میں سعدؓ وقّاصؓ کا ذکر ہے۔ البتہ بعض روایات میں سعد نہیں لیکن وقّاص یا ابو وقّاص ضرور ہے۔ ان میں سے کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کو رسولِ اکرم ﷺ نے شہنشاہِ چین کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا تھا اور کچھ دوسری روایات کے مطابق حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں مسلمانوں کا ایک وفد حضرت سعدؓ (یا حضرت ابو وقّاص) کی قیادت میں چینی دربار میں آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں چینی مؤرّخوں کو تسامح ہوا ہے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص اپنی زندگی میں کبھی چین نہیں گئے اور ان کا مدفن بلاشبہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں ہے۔ کینٹن میں جو قدیم مزار ہے وہ کسی دوسرے بزرگ کا مدفن ہے۔ (ہوسکتا ہے کہ ان کا نام ابو وقّاص ہو) اسے حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے منسوب کرنا غلطی ہے۔ زمانۂ حال کے بعض مؤرّخین کی تحقیق یہ ہے کہ کینٹن کی مشہور مسجد ۹۰۰ عیسوی میں تعمیر کی گئی تھی اور اس سے متّصلہ مقبرہ فی الحقیقت ایک بزرگ "ابنِ وہابؒ" کا ہے۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)

حُلیہ

حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کا حلیہ یہ تھا۔

قد کوتاہ، سر بڑا، ناک چپٹی، جسم فربہ، بال گھنے، ہاتھ کی انگلیاں موٹی اور مضبوط، بعض روایتوں میں ان کا قد بلند و بالا لکھا ہے لیکن اکثر روایات میں ان کو کوتاہ قامت ہی بتایا گیا ہے............اس ضمن میں بشر بن ربیعۃ الخثعمیؒ کا یہ شعر نقل کرنا بے محل نہ ہوگا جو انہوں نے حضرت سعدؓ کے خلاف اظہارِ ناراضی کے لیے کہا تھا

وسعد امیر شره دون خیره
طویل الشذی کابی الزنا دقصیر

(اور سعد ایسے امیر ہیں جن کی برائی ان کی بھلائی سے زیادہ ہے وہ تکلیف دینے میں طویل اور قد میں ابوالزناد کی طرح کوتاہ ہیں۔)

علّامہ بَلاذُریؒ کا بیان ہے کہ بشرؓ بن ربیعہ مجاہدینِ قادِسیّہ میں سے تھے۔ جنگ کے بعد ان کو مالِ غنیمت سے حسبِ منشا حصہ نہ ملا تو وہ حضرت سعدؓ سے ناراض ہو گئے اور غیظ و غضب کے عالَم میں ان کے خلاف چند اشعار کہے۔ ان میں ایک مذکورہ شعر بھی

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

وہ خاندانِ قریش سے تھے اور نویں صدی عیسوی میں بصرہ کی بندرگاہ سے جہاز پر سوار ہو کر چین آئے۔ شہنشاہِ چین نے اپنے دربار میں بلا کر ان کی بے حد عزت و تکریم کی اور ان سے عرب کے حالات پوچھے۔ یہ بات خاص طور پر دریافت کی کہ عربوں نے ایران کیسے فتح کیا۔ ابنِ وہابؒ نے سب باتوں کا معقول جواب دیا۔ شہنشاہ سے رخصت ہو کر وہ چین کی سیاحت میں مشغول ہو گئے اور ساتھ ساتھ تبلیغِ اسلام بھی کرتے رہے۔ ۹۰۰ء میں یا اس سے کچھ عرصہ پہلے انھوں نے کینٹن میں وفات پائی۔ کینٹن کی مسجد اور مزار ان ہی کی یادگار ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ علامہ طبریؒ نے یہ شعر اس طرح نقل کیا ہے۔

وسعد امیر خیرہ دون شرہ

وخیرًا امیر بالعراق جریر

(اور سعدؓ ایسے امیر ہیں کہ ان کی بھلائی ان کی برائی سے بڑھ کر ہے) اور عراق کے سب سے اچھے امیر جریر ہیں۔ لے

❀ ❀ ❀

لے طبریؒ کا بیان ہے کہ جنگِ قادسیہ کے بعد مشہور مجاہد عمرو بن معدیکرب بھی حسبِ منشاء حصہ نہ ملنے پر حضرت سعدؓ سے ناراض ہو گئے اور ان کے خلاف چند اشعار کہے۔ ان میں سے ایک شعر یہ تھا۔

نعطی السّویّہ من طعن علی نفذٍ ولا سویۃ اذ تعطی الدنانیر

جب نیزے سینے چھید رہے تھے تو ہمیں برابر کا شریک رکھا گیا لیکن جب دینار تقسیم کرنے کا وقت آیا تو برابر کا حصہ نہ دیا گیا۔

حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ فاروقؓ کو یہ واقعہ لکھا تو انہوں نے لکھا کہ ان کو خوش کر دو۔ حضرت سعدؓ نے عمروؓ بن معدیکرب اور بشرؓ بن ربیعۃ کو مزید دو دو ہزار درہم دے کر خوش کر دیا۔ گویا یہ اشعار محض ایک وقتی ابال کا نتیجہ تھے اور ان بزرگوں کے دل ایک دوسرے کی طرف سے صاف تھے۔“

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانگی زندگی

(۱)

ازواج

حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص نے مختلف اوقات میں متعدّد شادیاں کیں۔ ازواج کے نام یہ ہیں۔

۱- بنتِ شہاب زہریہ
۲- ماویہ بنتِ قیس بن معدیکرب
۳- زبد بنتِ حارثہ
۴- اُمّ عامر بنتِ عمرو
۵- سلمٰی بنتِ حفص (یا حصفہ)
۶- خولہ بنتِ عمرو
۷- اُمّ حکیم بنتِ قارظ
۸- اُمّ ہلال بنتِ ربیع
۹- اُمّ حجیر (یا حجر)
۱۰- طیّبہ بنتِ عامر
۱۱- ایک عرب عورت جو لڑائی میں گرفتار ہو کر آئی۔

(۲)

اولاد

حضرت سعدؓ کے ۳۵ یا ۳۶ اولادیں ہوئیں۔ ان میں سے اٹھارہ لڑکے تھے اور سترہ یا اٹھارہ لڑکیاں۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں:

(۱) اسحاق اکبر (۲) عمر۔ (۳) محمد (۴) عامر (۵) اسحاق اصغر (۶) اسماعیل (۷) ابراہیم۔ (۸) موسیٰ۔ (۹) عبداللہ (۱۰) مصعب۔ (۱۱) عبداللہ اصغر (۱۲) عبدالرحمٰن (۱۳) عمیر اکبر (۱۴) عمیر اصغر (۱۵) عمرو (۱۶) عمران (۱۷) صالح (۱۸) عثمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکیوں کے نام یہ ہیں:

(۱) اُمِّ الحکیم کبریٰ (۲) حفصہ (۳) اُمِّ قاسم (۴) اُمِّ کلثوم (۵) اُمِّ عمران (۶) اُمِّ عمرو (۷) اُمِّ الحکیم صغریٰ (۸) ہندؔ (۹) اُمِّ زبیر (۱۰) اُمِّ موسیٰ (۱۱) حمیدہ (۱۲) حمنہ (۱۳) اُمِّ ایوب (۱۴) اُمِّ اسحاق (۱۵) رملہ (۱۶) عمرۃ عمیاء (۱۷) عائشہ۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کی پہلی اولا د لڑکی تھی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب وہ شدید علیل ہوئے اور رسولِ اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت سعدؓ نے اپنے ترکہ کے متعلق وصیت کرتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ ''میری وارث صرف ایک بیٹی ہے۔'' یہ اسی لڑکی کی طرف اشارہ تھا۔ (یہ روایت ایک پچھلے باب میں آچکی ہے۔)

حضرت سعدؓ کی اولاد میں سے عامر، محمد، عائشہ، مصعب، ابراہیم اور عمرو نے تاریخ میں بڑی شہرت پائی۔ عمر بن سعد سانحۂ کربلا کے سلسلے میں بہت بدنام ہے۔ افسوس کہ جاں نثارِ رسول ﷺ سعدؓ کا فرزند رے کی حکومت کے لالچ میں اندھا ہو کر آلِ رسول ﷺ کے قتل میں شریک ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس وقت دشتِ کربلا میں سیدنا حسینؓ پر تیروں اور تلواروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی تو حضرت زینب کبریٰؓ بنتِ علیؓ بے تاب ہو کر خیمے سے باہر نکل آئیں اور انہوں نے عمر بن سعد سے مخاطب ہو کر اسے حضرت سعدؓ اور رسولِ اکرم ﷺ کا تعلق یاد دلایا۔ اس وقت عمر نے فرطِ ندامت سے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور روتے روتے اس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی لیکن وائے شقاوت و بدبختی کہ اسے دشمنانِ آلِ رسول ﷺ سے کنارہ کش ہونے کی توفیق نہ ہوئی۔

(۳)

ذریعۂ معاش اور جائداد

حضرت سعدؓ نے بچپن میں تیر سازی کا کام سیکھا تھا اور ہجرت سے پہلے یہی ان کا ذریعۂ معاش تھا۔ اس زمانے میں تیر سازی کی صنعت بڑی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی۔ حضرت سعدؓ نے اس میں ایسا کمال پیدا کیا کہ دور دور سے لوگ ان کی بنائی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی کمانیں اور تیر خریدنے آتے تھے۔

ہجرت کے بعد دوسرے مہاجرین کی طرح حضرت سعدؓ کو بھی عسرت اور تنگدستی کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ خود ان کا بیان ہے کہ "ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوہ کرتے تھے اور ہمارے پاس درختوں کے پتوں کے سوا کوئی چیز کھانے کے لیے نہیں ہوتی تھی۔" جوں جوں اسلام وسعت پذیر ہوا، مسلمان مادّی لحاظ سے بھی خوش حال ہوتے چلے گئے اور ایک وقت آیا (حضرت عمرِ فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں) کہ عرب میں شاذ ہی کوئی صاحبِ احتیاج ملتا تھا۔ خیبر کی فتح کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت سعدؓ کو وہاں کی مفتوحہ اراضی میں ایک جاگیر عطا فرمائی جس میں وہ خود کاشت کرتے تھے اور بعض اوقات زمین بٹائی پر بھی لے لیتے تھے۔[1] بخاری میں روایت ہے۔

"زارع علیؓ و سعدؓ بن مالک"

یعنی علیؓ اور سعدؓ بن مالک (ابی وقّاص) نے زراعت کی۔

حضرت عمرِ فاروقؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں لوگوں کے روزینے مقرر کیے تو بدری صحابہؓ سے امتیازی سلوک کیا اور ہر بدری صحابی کا بأختلافِ روایت پانچ ہزار یا چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا۔ حضرت سعدؓ بھی بدری صحابی تھے۔ یہ وظیفہ ملنے سے ان کی خوشحالی میں اضافہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ عراقِ عرب کے مالِ غنیمت میں سے ان کو بہت بڑی رقم ملی اور وہ عرب کے متموّل ترین لوگوں میں سے ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں انہوں نے ایک بنجر اور افتادہ زمین خرید کر زراعت کا شغل اختیار کر لیا۔ گوشہ نشینی کے دنوں میں وہ اپنا وقت عبادت گلّہ بانی یا کھیتی باڑی میں کاٹتے تھے۔

---

[1] شروع شروع میں مہاجرینؓ کا مدینہ میں کوئی ذریعۂ معاش نہیں تھا۔ انصارؓ نے رسولِ اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ہماری زمینیں اور نخلستان ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرما دیں۔ حضور ﷺ نے انکار فرمایا پھر انصارؓ نے پیشکش کی کہ مہاجرینؓ ہماری زمینوں میں محنت کریں ہم ان کو پیداوار میں شریک کر لیں گے۔ مہاجرینؓ نے یہ پیشکش قبول کر لی۔ بعد میں انصارؓ نے اپنے کھیت بٹائی پر دینے شروع کیے تو اکثر مہاجرینؓ نے زمینیں بٹائی پر لے کر زراعت اختیار کر لی۔ بخاری میں روایت ہے کہ مدینہ میں مہاجرینؓ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کھیتی نہ کرتا ہو۔ حضرت سعدؓ بھی انہی لوگوں میں شامل تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ایک وسیع مکان تھا جو بروایتِ واقدی ان کو رسولِ اکرم ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ اس مکان کے ساتھ حضرت ابورافعؓ کا مکان تھا۔ انہوں نے اپنا مکان حضرت سعدؓ کے ہاتھ چار ہزار درہم میں فروخت کر دیا اور حضرت سعدؓ نے اسے اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ یہ واقعہ بخاری میں عمرو بن شرید کی زبانی تفصیل سے منقول ہے۔ عمرو بن شرید روایت کرتے ہیں:

''میں سعدؓ بن ابی وقّاص کے پاس کھڑا تھا کہ وہاں مِسْوَرؓ بن مخرمہ بھی آ گئے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ابورافعؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ آئے اور سعدؓ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے' اے سعد میرا مکان آپ خرید لیں اور اپنے مکان میں ملا لیں۔ سعدؓ نے کہا کہ واللہ میں اسے نہ خریدوں گا۔ (یعنی خریدنا نہیں چاہتا) ابورافعؓ نے کہا کہ بخدا آپ کو ضرور خریدنا ہو گا۔ سعدؓ کہنے لگے۔ واللہ میں چار ہزار درہم سے زیادہ اس کی قیمت نہ دوں گا' خواہ یہ رقم قسطوں میں لے لو یا یکمشت وصول کر لو۔ ابورافعؓ نے کہا کہ مجھ کو اس مکان کی قیمت پانچ سَو دینار ملتی ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ ہمسایہ کا حق زیادہ ہوتا ہے تو میں آپ کو چار ہزار درہم میں نہ دیتا جبکہ مجھے اس کے پانچ سو دینار مل رہے ہیں چنانچہ ابورافعؓ نے سعدؓ کے پاس وہ مکان فروخت کر دیا۔'' (بخاری کتاب الشفعۃ)

حضرت سعدؓ نے اپنے زمانۂ امارت میں کوفہ میں بھی ایک عالی شان مکان بنوایا اور اس کے بعد مدینہ سے دس میل دُور عقیق کے مقام پر محل کی طرز کا ایک مکان بنوایا۔ اکثر روایات میں اس مکان کو ''قصر'' کا نام دیا گیا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

ان سعدًا رکب الٰی قصرہ بالعقیق

(سعدؓ اپنے قصر کو جو عقیق میں تھا' سوار ہو کر گئے) (مسلم کتاب الحج)

مسلم کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کو عقیق میں رسولِ اکرم ﷺ کی طرف سے زمین مرحمت ہوئی تھی۔ پیچھے ذکر آ چکا ہے کہ اپنی وفات سے پہلے حضرت سعدؓ نے پانچ ہزار درہم زکوٰۃ نکالی تھی اس سے ان کے مال کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے اڑھائی لاکھ درہم ترکہ چھوڑا۔''

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناقب وفضائل

(۱)

صحیحین اور دوسری کُتُبِ احادیث وسیر میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کے عظیم الشان مناقب درج ہیں۔ حضرت سعدؓ فی الحقیقت کا اکابر صحابہؓ کی مقدس جماعت کا ایک گوہر تابندہ تھے۔ ان کی رفعت شان اور عُلُوِ مرتبت کا اندازہ مندرجہ ذیل مناقب سے کیا جا سکتا ہے۔[۱]

۱- وہ اسلام کے سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں سے ہیں اور سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں بھی امتیازی درجہ رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا نام بغیر کسی تردّد کے حضرت خدیجۃ الکبرٰیؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔

۲- وہ اُن مقدس ''بلاکشانِ اسلام'' میں سے ایک ہیں جنھوں نے راہِ حق میں ہر قسم کے مصائب و شدائد مردانہ وار برداشت کیے اور کسی قسم کا خوف، طمع اور خونی رشتہ ان کو اسلام سے برگشتہ نہ کر سکا۔

۳- ان کو ''شِعبِ ابی طالب'' میں رسولِ اکرم ﷺ کی معیّت کا شرف حاصل ہوا۔

۴- وہ پہلے صاحبِ رسول ﷺ ہیں جنھوں نے (ہجرت سے پہلے) راہِ حق میں محض غیرتِ دینی کی بنا پر) خونریزی کی۔[۲]

---

[۱] یہ مناقب بخاری، مسلم، ترمذی، اُسدُ الغابہ، البدایہ، مُسندِ احمد بن حنبل، طبقات ابنِ سعد، الاِصابہ اور دیگر کُتُبِ رجال سے اخذ کیے گئے ہیں۔

[۲] اس کی تفصیل ''تیری راہ میں ہم ستائے گئے'' کے باب میں آ چکی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵- وہ مہاجرین اوّلین میں سے ایک ہیں اور مہاجرین اوّلین وہ تھے جو فضائل و مناقب کے لحاظ سے خلفائے راشدینؓ اور ازواجِ مطہراتؓ کے بعد دوسرے تمام صحابہؓ سے افضل ہیں۔ ان کی فضیلت علمائے اہلِ سُنّت کے نزدیک بِالاِتّفاق مُسلّم ہے۔

۶- ان کو فخرِ موجودات سرورِ کونین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے "مردِ صالح" کا عظیم لقب مرحمت ہوا۔[۱]

۷- وہ اصحابِ بدر میں سے ایک ہیں۔ غزوۂ بدر اور شرکائے بدر کی تاریخِ اسلام میں جو اہمیّت ہے' وہ ہر مسلمان پر بخوبی روشن ہے۔ بدری صحابہؓ کو نہ صرف عہدِ رسالت میں' بلکہ حضور ﷺ کے بعد بھی ہر معاملہ میں امتیازی درجہ حاصل رہا۔ سرورِ کائنات ﷺ کے نزدیک اصحابِ بدر کا جو درجہ تھا' وہ حضرت رفاعہؓ بن رافع الزرقی کی اس روایت سے واضح ہوتا ہے۔

جَآءَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَاتَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ - قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ - قَالَ وَكَذَالِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

(صحیح بخاری)

جبرئیل علیہ السّلام نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ اہلِ بدر کو مسلمانوں میں کیسا سمجھتے ہیں؟ (رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا' تمام مسلمانوں سے افضل سمجھتا ہوں۔ جبرئیل علیہ السّلام نے کہا کہ ملائکہ میں سے جو فرشتے بدر میں آئے (نازل ہوئے) ان کا درجہ ملائکہ میں بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے (یعنی وہ بھی سب ملائکہ سے افضل سمجھے جاتے ہیں۔)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ بدر کو بغیر کسی حساب کے بخشش کا مستحق ٹھہرایا:

۱؎ اس کی تفصیل "مدینہ کی ابتدائی زندگی" کے باب میں آ چکی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَطَّلَعَ اللّٰهُ عَلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کو دیکھا اور فرمایا' اب تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں۔

(ابوداؤد)

رسولِ اکرم ﷺ کو اصحابِ بدرؓ سے جو تعلّق خاطر تھا اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے ہوسکتا ہے:

ایک دفعہ حضور ﷺ مسجدِ نبوی میں صحابۂ کرامؓ کے حلقے میں رونق افروز تھے۔ مجلس اقدس میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ اتنے میں کچھ بدری صحابہؓ وہاں آ گئے اور بیٹھنے کے لیے جگہ نہ ہونے کے باعث مجلس کے کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ انہیں کھڑا دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور شرکائے مجلس میں سے جو لوگ بدری صحابہ نہیں تھے' ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تم اپنے بدری بھائیوں کے لیے جگہ خالی کر دو۔''

حضرت سعدؓ انہی اصحابؓ کی جلیل القدر جماعت کے ایک فرد تھے۔

۸- وہ اُن ثابت قدم صحابہؓ میں سے ایک ہیں جو جنگِ اُحد میں اخیر تک میدانِ جنگ میں جمے رہے اور رسولِ اکرم ﷺ کی سپر بنے رہے۔ اس جنگ میں رسولِ اکرم ﷺ نے ان کے لئے اپنے ماں اور باپ جمع کیے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''یَاسَعْدُ اِرْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ''

(اے سعد تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔)

۹- وہ ان دس مقدّس اصحابؓ میں سے ایک ہیں جو ''عشرہ مبشّرہ'' کے عظیم لقب سے مشہور ہیں۔ سرورِ کائنات ﷺ نے ان کو واضح الفاظ میں جنت کی بشارت دی۔

دوسرے نو اصحابؓ یہ ہیں:

حضرت ابوبکر صدّیقؓ حضرت عمرِ فاروقؓ حضرت عثمانِ غنیؓ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیرؓ بن العوّام' حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ' حضرت ابو عبیدہؓ بن الجرّاح
حضرت سعیدؓ بن زیدؓ اور حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف

۱۰- سرورِ عالم ﷺ نے ایک موقع پر حضرت سعدؓ کے حق میں دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اَجِبْ دَعْوَتَهٗ وَسَدِّدْ رَمْيَهٗ

(الٰہی اس کی دعا قبول فرمایا کر اور اس کی تیر افگنی درست رہے۔)

اس مبارک دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ نے حضرت سعدؓ کو مستجاب الدعوات بنا دیا۔ لوگ ان سے دعائے خیر کے خواہاں رہتے تھے اور ان کی بددعا سے ڈرتے تھے۔ ولایت کوفہ کے زمانہ میں اسامہ بن قتادہ نے بے جا اور غلط الزامات لگا کر ان کا دل آزردہ کیا تو بے اختیار ان کے منہ سے اسامہ کے لیے بددعا نکل گئی لیکن یہ مشروط تھی یعنی اگر الزام لگانے والا جھوٹا ہے تو اس کی عمر اور فقر دراز ہو اور وہ فتنوں میں مبتلا ہو۔ اسامہ کے حق میں یہ بددعا پوری ہوئی چنانچہ وہ خود کہا کرتا تھا:

اصابتنی دعوة سعدؓ   مجھ پر سعدؓ کی بددعا پڑی

حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں وہ حضرت عبد اللہؓ بن مسعود سے جھگڑ پڑے اور بددعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ ابنِ مسعودؓ خود بڑے جلیل القدر صحابی تھے لیکن وہ بھی حضرت سعدؓ کی بددعا سے ڈر گئے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے کہ میرے لیے بددعا نہ کرنا''۔

۱۱- وہ ان سرفروش صحابہؓ میں سے ایک ہیں جو بیعتِ رضوان سے مشرف ہوئے اور جو تاریخ میں ''اصحابُ الشجرہ'' کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت سعدؓ کے لیے اس سے بڑھ کر فخر و مباہات کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ ان کو اس مقدّس گروہ کا ایک رکن بننے کا شرف حاصل ہوا جن کو حق تعالیٰ نے خود اپنی خوشنودی کی بشارت دی۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(سورۂ فتح)

(اے پیغمبر خدا مسلمانوں سے راضی تھا جبکہ وہ آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیعت کر رہے تھے۔)

۱۲- حجۃ الوداع کے موقع پر وہ مکہ میں شدید بیمار ہوگئے تو رسولِ اکرم ﷺ خود ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ ان کی پیشانی' چہرے اور شکم پر دستِ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔

"اللّٰھم اشف سعدًا و اتمم له ھجرته"

(الٰہی سعدؓ کو شفا دے اور اس کی ہجرت کو پورا کر دے)

۱۳- حضرت سعدؓ رسولِ اکرم ﷺ کے ننھیالی رشتہ دار تھے اور اسی بنا پر حضور ﷺ فرطِ محبت سے ان کو ماموں کہا کرتے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ حضرت سعدؓ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک شخص کو اپنے ماموں کی عزت کرنی چاہیے ویسے حضرت سعدؓ کے والد ابو وقاص مالک حضورؐ کی والدہ ماجدہ کے چچازاد بھائی تھے اور اس نسبت سے وہ آپؐ کے ماموں اور حضرت سعدؓ آپؐ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

۱۴- حضرت سعدؓ کو بارگاہِ نبویؐ میں خصوصی قُرب اور اختصاص حاصل تھا۔ یہاں تک کہ وہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس دوسرے مسلمانوں کی سفارش بھی کر دیتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے ایک مسلمان کی سفارش کی لیکن حضور ﷺ متوجہ نہ ہوئے۔ جب حضرت سعدؓ نے اپنی عرضداشت کو کئی بار دہرایا تو حضور ﷺ نے ان کی گردن اور ہاتھوں کو مَس فرمایا اور حکم دیا کہ "اے سعد آگے بڑھ آؤ" اس کے بعد حضور ﷺ حضرت سعدؓ سے آہستہ آہستہ (رازدارانہ) گفتگو فرماتے رہے۔

www.KitaboSunnat.com

۱۵- حضرت سعدؓ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے راہِ حق میں تیر افگنی کی۔

(۲)

رسولِ اکرم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت سعدؓ کو عراقِ عرب کی مہم کی قیادت کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ قادسیہ مدائن اور دوسرے معرکوں میں انہوں نے جس خوش تدبیری'

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرأت اور حُسنِ انتظام کا ثبوت دیا اس سے انہوں نے ناموران عالم کی صف میں اپنا خاص مقام بنالیا۔

فاروقِ اعظمؓ نے اپنی وفات سے پہلے جن چھ اصحاب کو خلافت کا اہل قرار دیا۔ ان میں ایک حضرت سعدؓ تھے۔ ان کے بارے میں فاروقِ اعظمؓ نے خاص طور پر فرمایا:

"فان اصابت الامرة سعدًا فهو ذاک"

(اگر خلافت سعدؓ کو پہنچے تو وہ اس کے اہل ہیں)

اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ اگر وہ خلیفہ منتخب نہ ہوسکیں تو جو خلیفہ منتخب ہو وہ ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائے۔

حضرت سعدؓ ان صحابہ کرامؓ میں سے ایک ہیں جن کا ہاتھ اخیر دم تک کسی مسلمان کے خون سے آلودہ نہیں ہوا۔ وفات کے بعد ان کے جنازہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اُمّہات المؤمنینؓ نے بھی دوسرے ہزاروں مسلمانوں کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخلاق وعادات

حضرت سعدؓ نہایت اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ عادات کے مالک تھے۔ ان کا چمنِ اُخلاق گلہائے رنگارنگ سے آراستہ تھا۔ خشیتِ الٰہی' حُبِّ رسول' اتباعِ سُنّت' غیرتِ دینی' تحمّل شدائد' زُہد وتقویٰ' شجاعت' تواضع' ایثار' سخاوت اور انکسار اُن کے مخصوص اوصاف تھے۔ فی الحقیقت اخلاقی حیثیت سے وہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی صف میں نہایت ممتاز نظر آتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت عُمرِ فاروقؓ نے عمروؓ بن معدیکرب سے حضرت سعدؓ کے حالات دریافت کیے۔ انھوں نے جواب دیا کہ سعد نہایت متواضع ہیں۔ اپنے خیمہ میں صوف کے عربی لباس میں شیر ہیں۔ مقدمات میں عدل اور تقسیم میں مساوات رکھتے ہیں۔ ہم پر مثل ماں کے مہربان ہیں اور ہمارا حق چھوٹی چیونٹی کے برابر تک پہنچاتے ہیں۔

(۱)

خشیتِ الٰہی اور عبادت

حضرت سعدؓ پر ہر وقت خشیتِ الٰہی کا غلبہ رہتا تھا اور ان کی عبادت وریاضت مشہور تھی۔ قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو جسم پر خوف الٰہی سے رعشہ طاری ہو جاتا اور چہرہ کا رنگ متغیّر ہو جاتا۔ وہ نمازِ تہجّد التزام سے ادا کیا کرتے تھے اور اکثر آدھی رات کے بعد مسجدِ نبویؐ میں جا کر نہایت خشوع وخضوع سے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ نماز کے بعد نہایت عجز والحاح سے دعا مانگتے تھے کہ ''الٰہی میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھے اپنی مخلوق کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' نمازِ پنجگانہ کے ادا کرنے میں وقت

---

۱ اُسدُ الغابہ ذکر سعدؓ بن ابی وقاصؓ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ی پابندی کا خاص خیال رکھتے تھے۔ کیسے ہی نامساعد حالات کیوں نہ ہوں۔ نماز قضا نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک دفعہ مغرب کی نماز قضا ہوگئی تو سخت غمزدہ ہوئے۔ روزے نہایت کثرت سے رکھتے تھے۔ رمضان المبارک آتا تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی۔ اس مقدّس مہینہ میں رات دن عبادت کے سوا کوئی شغل نہ ہوتا۔ رات کے آخری حصے میں خوف خدا سے اس قدر روتے کہ ریشِ مبارک بھیگ جاتی۔ گو وہ عنفوانِ شباب ہی میں دولتِ اسلام سے بہرہ یاب ہو گئے تھے لیکن قبولِ اسلام سے پہلے کا زمانہ یاد آتا تو آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ عبادت سے شغف کا یہ عالم تھا کہ اوائلِ اسلام کے پُرصعُوبت ایّام میں مکّہ کی ویران اور سنسان گھاٹیوں میں چھپ کر یادِ الٰہی کیا کرتے تھے۔ وہ بارہا حج کے لیے بھی تشریف لے گئے۔

(۲)

حُبِ رسول ﷺ

حضرت سعدؓ رسولِ اکرم ﷺ سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ وہ رحمتِ عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر دیوانہ وار فدا تھے اور ایک مقرب بارگاہ صحابی کی حیثیت سے رسول اکرم ﷺ کی خدمت اور تائید وحمایت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ وہ شروع سے لے کر آخر تک تمام غزوات میں والہانہ جوش اور ممتاز حیثیت سے شریک ہوئے اور نہایت خطرناک موقعوں پر سرورِ کونین ﷺ کی حفاظت کا فرض انجام دیا۔ جنگِ اُحد مسلمانوں کے لیے ایک سخت آزمائش تھی۔ حضرت سعدؓ اس کڑی آزمائش میں پورے اترے اور اخیر تک رسولِ اکرم ﷺ سپر بنے رہے۔ اس جنگ میں حضرت سعدؓ کے حقیقی بھائی عُتبہ بن ابی وقّاص کے ایک پتھر سے رسولِ اکرم ﷺ زخمی ہو گئے۔ حضرت سعدؓ کو عتبہ سے ایسی نفرت ہوئی کہ وہ اس کی صورت دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ”خدا کی قسم عتبہ سے بڑھ کر میں کبھی کسی شخص کا دشمن نہیں ہوا۔“ رسولِ اکرم ﷺ سفر میں ہوتے تو حضرت سعدؓ بن بلائے حضور ﷺ کی قیام گاہ پر پہرے دینے کے لیے پہنچ جاتے اور آپ ﷺ کے آرام وآسائش کا ہر طرح خیال رکھتے۔ حضرت سعدؓ کا یہی جذبہ تھا جس نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں رسالت مآب ﷺ کی نگاہ میں محبوب بنا دیا تھا۔

(۴)

اِتباعِ سُنّت

حضرت سعدؓ کو سُنّتِ نبویؐ کے اِتباع کا خاص خیال تھا اور وہ حضور ﷺ کے احکام وارشادات پر عمل کرنا اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔ ان کی ولایتِ کوفہ کے زمانے میں جب بعض کوفیوں نے حضرت عُمرِ فاروقؓ سے شکایت کی کہ سعدؓ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھاتے تو امیر المُومنینؓ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: [1]

لقد شكوك في كل شئي حتى الصّلوٰة

(وہ لوگ (اہلِ کوفہ) آپ کی ہر چیز میں شاکی ہیں حتیٰ کہ نماز میں بھی۔)

حضرت سعدؓ نے جواب دیا:

اما انا فامد في الاولين، واحذف في الاخرين، ولا آلو ما اقتديت به من صلوٰة رسول الله ﷺ،

(بہر حال میں تو پہلی دو رکعات طویل کرتا ہوں اور آخری دو مختصر اور جب میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی تقلید کرتا ہوں تو پھر مجھے (کسی کے کہنے کی) کچھ پروا نہیں۔

گویا دوسرے الفاظ میں حضرت سعدؓ نے حضرت عُمرِ فاروقؓ کو بتایا کہ رسولِ اکرم ﷺ کا عمل بھی یہی تھا اور میں حضور ﷺ کا اِتباع کرتا ہوں۔ لوگ خواہ کچھ کہیں میں سُنّتِ نبویؐ پر عمل کروں گا۔

حضرت عُمرِ فاروقؓ نے فرمایا: "واللہ مجھے آپ کی نسبت یہی گمان تھا۔"

امیر المُومنین کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ حضرت سعدؓ کا عمل فی الواقع سرورِ کونینؐ کی سُنّت کے مطابق تھا۔ وہ خود بھی سُنّتِ رسول ﷺ کی پیروی کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ فرماتے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہمارے لیے تقلید کا بہترین نمونہ ہے۔

حضور ﷺ نے مدینہ مُنوّرہ اور اس کے نواح کو حرم قرار دیا ہے اور یہاں سے درخت

---

[1] بخاری کتاب الاذان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کاٹنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ایک دفعہ حضرت سعدؓ نے ایک شخص کو حدودِ حرم میں درخت کاٹتے دیکھا تو تڑپ اٹھے اور اس شخص کے اوزار چھین لیے۔ اس نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے اسے رد کر دیا۔ صحیح مسلم میں یہ روایت اس طرح بیان ہوئی ہے:

ان سعدًا رکب الی قصره بالعقیق، فوجد عبدًا يقطع شجرًا، اویخبطه، فسلبه، فلما رجع سعد جاء اهل العبد فکلموه ان یرد علیٰ غلامهم اوعلیهم ماأخذ من غلامهم، فقال معاذ الله ان ارد شیئًا نفلنیه رسول الله ﷺ وابی ان یرد علیهم

(کتاب الحج باب فضل المدینة)

سعدؓ اپنے محل کو جو عقیق میں تھا، سوار ہو کر جا رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک غلام درخت کاٹ رہا ہے۔ انہوں نے اس کے اوزار چھین کر ضبط کر لیے۔ جب سعدؓ لوٹے تو غلام کے گھر والے آئے اور مطالبہ کیا کہ غلام کو یا ان کو وہ اوزار واپس کر دیں جو انہوں نے غلام سے لیے تھے۔

فرمایا: معاذ اللہ جو چیز مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمائی ہے، اس کو کیسے واپس کر سکتا ہوں اور (یہ کہہ کر اوزار) واپس کرنے سے انکار کر دیا۔[1]

(۴)

غیرتِ دینی

حضرت سعدؓ غیرت دینی کے مظہر اتمؑ تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد جب وہ پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے، ایک دفعہ مشرکین کا ایک گروہ ادھر آ نکلا اور اسلام کا تمسخر اڑانے لگا۔ حضرت سعدؓ تڑپ اٹھے۔ گو وہ بے بس تھے لیکن دینِ حق کی توہین برداشت نہ کر سکے۔ اونٹ کی ایک ہڈی پاس پڑی ہوئی تھی، اسے اٹھا کر ایک مشرک کے سر

---

[1] شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ حرم سے درخت وغیرہ کاٹنے والے کے اوزار چھین لیے جائیں، جو شخص یہ اوزار چھینے گا وہی ان کا مالک ہوگا۔ (مظاہرِ حق، مولانا قطب الدین دہلوی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پردے ماری۔ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ کھڑا ہوا۔

حضرت سعدؓ ہاشمی نہیں تھے لیکن جب مشرکین نے بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا تو ان غیرت دینی برداشت نہ کر سکی کہ سرورِ کونین ﷺ اور آپ ﷺ کا ساتھ دینے والے ہاشمی تو فاقہ کشی کریں اور وہ شکم سیر ہو کر کھائیں چنانچہ وہ بھی اپنی رضا و رغبت سے شعبِ ابی طالب میں محصور ہو گئے اور آخیر تک رسولِ اکرم ﷺ کا ساتھ دیا۔

سریۂ عبداللہ بن جحش میں حضرت سعدؓ بھی حضرت عبداللہؓ کے ساتھ تھے۔ نخلہ پہنچ کر حضرت عبداللہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "جو شخص واپس جانا چاہے' جا سکتا ہے۔ میری طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں۔" حضرت سعدؓ نے جوش کے ساتھ فرمایا کہ واللہ ہم اس طرح واپس نہیں جائیں گے' خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔ ایک دفعہ حضرت سعدؓ کے سامنے ایک مشرک نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کے منہ پر طمانچہ مارا۔ حضرت سعدؓ نے اس کی یہ حرکت برداشت نہ کر سکے اور اٹھ کر اس مشرک کو ایسی سزا دی کہ تمام مخالفین کو آئندہ کے لیے کان ہو گئے۔

(۵)

تحمّلِ شدائد

تحمّل شدائد صحابۂ کرامؓ کا خاص وصف تھا۔ انہوں نے راہِ حق میں ایسی ایسی مصیبتیں جھیلیں کہ انسان ان کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہے۔ سابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ تو خاص طور پر مشرکین کا ہدفِ ستم بنے۔ حضرت سعدؓ بھی اس مقدّس جماعت کے ایک رُکن تھے۔ وہ ایک مدت تک مکّہ میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہر قسم کی سختیاں جھیلتے رہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ کی ابتدائی زندگی بھی مصائب و شدائد سے خالی نہ تھی چنانچہ خود حضرت سعدؓ کا بیان ہے کہ وہ درختوں کے پتّے کھا کھا کر رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ کیا کرتے تھے۔

(۶)

زُہد و تقویٰ

حضرت سعدؓ نہایت عفیف اور پارسا تھے۔ ساری عمر کبھی کسی مال دار آدمی سے کوئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفہ یا ہدیہ قبول نہیں کیا اور نہ کبھی ایسا لقمہ کھایا جس کے پاک ہونے میں ذرا بھی شبہ ہو۔ وہ غیبت کو سخت ناپسند کرتے تھے اور کسی کو اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ ان کے سامنے کسی دوسرے مسلمان کی برائی بیان کرے۔ لوگوں کو ہمیشہ حق گوئی کی تلقین کرتے اور ریاکاری سے بچنے کی ہدایت کرتے تھے۔ اکثر بازار میں گشت پر تشریف لے جاتے اور دکانداروں کو پورا تولنے اور پورا ناپنے کی ہدایت کرتے۔ فرماتے تھے میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ خائن لوگ (جن میں کم تولنے اور کم ناپنے والے بھی شامل ہیں) قیامت کے دن ذلیل وخوار ہوں گے۔ ان کی کثرت عبادت اور اِتباعِ سُنّت کا ذکر پیچھے آ چکا ہے۔ حارث بن عبداللہ جو حضرت سعدؓ کی خدمت میں دس برس تک رہے ہیں بیان کرتے ہیں کہ "سعدؓ نہایت مُتقی اور زاہد تھے۔ قائم اللّیل اور صائم النّہار تھے۔" جس وقت عالمِ اسلام میں سیاسی مناقشات زوروں پر تھے' حضرت سعدؓ نے گوشۂ تنہائی اختیار کر لیا تھا جہاں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے بیٹے عمر بن سعد نے ان ایام میں ان کو گوشۂ تنہائی سے نکلنے اور خود خلافت کا دعوٰی کرنے کی ترغیب دی تو وہ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ میرے بعد ایک فتنہ برپا ہوگا جس میں سونے والا بیٹھنے والے سے' بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔" طبیعت تبتّل اور رہبانیت کی طرف مائل تھی لیکن سرورِ کائنات ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا تھا اس لیے علائقِ دُنیوی سے قطعِ تعلق نہ کیا۔ خود فرماتے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ بن مظعون کو تبتّل کی اجازت نہ دی اور اگر ان کو اجازت مل جاتی تو ہم لوگ خصی ہو جاتے۔ [1]

(صحیح بخاری' کتاب النکاح)

---

[1] حضرت عثمانؓ بن مظعون بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ سابقینِ اسلام میں ان کا چودھواں نمبر ہے وہ دو ہجرتوں سے مشرف ہوئے۔ پہلی دفعہ مہاجرینِ حبشہ کی قیادت کی۔ کچھ عرصہ بعد مکہ واپس آ گئے اور پھر مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے ان کا رشتۂ مواخاۃ حضرت ابوالہیثمؓ بن التیہان انصاری سے کرایا۔ جنگِ بدر میں والہانہ جوش سے شریک ہوئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد چند دن بیمار رہ کر ۲ھ کے آخر میں وفات پائی۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بار حضرت سعدؓ نے اپنے ایک بیٹے سے فرمایا کہ اگر غنا چاہتے ہو تو قناعت کے وسیلہ سے حاصل کرو کیونکہ قناعت مال سے بے نیازی کے بغیر نہیں مل سکتی۔

(۷)

شجاعت اور بے خوفی حضرت سعدؓ کا نمایاں وصف تھا۔ غزوۂ بدر اور اس کے بعد معرکۂ اُحُد میں انہوں نے جس جوش اور فدا کاری کا مظاہرہ کیا وہ ان کی شجاعت کا بیّن ثبوت ہے۔ غزوۂ بدر میں انہوں نے مشرکین کے نامی جنگجو سعید بن العاص کو تہ تیغ کیا۔ غزوۂ اُحُد میں طلحہ بن ابی طلحہ ان کے ہاتھ سے بری طرح مارا گیا۔ اس غزوہ میں وہ اخیر تک رسولِ اکرم ﷺ کی سپر بنے رہے اور ایک لحہ کے لیے بھی آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوئے حالانکہ مشرکین بار بار حضور ﷺ پر نرغہ کر کے آتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے جذبۂ فدویت سے خوش ہو کر فرمایا:

"فداک ابی و امی"

غزوۂ اُحُد کے بعد رسولِ اکرم ﷺ کی وفات تک تمام غزوات میں حضرت سعدؓ نے اسی شجاعت اور فدا کاری کا مظاہرہ کیا' ان کا یہی وصف مہمِ عراق کی قیادت کے لیے ان کے انتخاب کا باعث ہوا۔ افسوس کہ جنگِ قادِسیّہ کے موقع پر وہ بیمار ہو گئے اور عملی طور پر لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔ تاہم جب وہ بستر پر لیٹے لیٹے مجاہدوں کو جانبازیاں کرتے

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

رسولِ اکرم ﷺ کو حضرت عثمانؓ کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ باچشمِ پُرنم ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور خود نمازِ جنازہ پڑھا کر جنت البقیع میں دفن کرایا۔ وہ پہلے صحابی ہیں جو جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ حضرت عثمانؓ فطرتاً نہایت پرہیز گار تھے۔ ایک دفعہ خواہش پیدا ہوئی کہ قوائے شہوانیہ کو فنا کر کے جنگلوں میں نکل جائیں۔ حضور ﷺ نے سنا تو ان کو ایسا کرنے سے باز رکھا اور ارشاد فرمایا' کیا میری زندگی تمہارے لئے قابلِ تقلید نہیں' میری بیویاں بھی ہیں' میں گوشت کھاتا ہوں' روزے رکھتا ہوں اور اِفطار کرتا ہوں' بیشک میری اُمّت کا خصی ہونا صرف روزے رکھنا ہے اس لیے جو شخص خصی کرے گا یا خصی بنے گا' وہ میری اُمّت سے نہیں ہے۔ (اُسدُ الغابہ' طبقات ابن سعدؒ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے تھے تو جذبۂ شجاعت سے مجبور ہو کر بار بار کروٹیں بدلتے تھے بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ کی شجاعت اور غیرتِ دینی کی بنا پر لوگ ان کو فارس الاسلام (شہسوارِ اسلام) کے لقب سے پکارتے تھے۔

(۸)

تواضع وانکسار

حضرت سعدؓ نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ طبیعت میں حلم اور ضبط وتحمّل کا مادّہ حد سے زیادہ تھا۔ اگر چہ وہ دینی اور دنیوی ہر لحاظ سے بڑے اونچے درجے کے مالک تھے لیکن غریبوں کے ساتھ بیٹھنے اور ان کی مدد کرنے میں انہیں کبھی عار محسوس نہ ہوئی۔ ایک دفعہ ان کو خیال پیدا ہوا کہ ان کو اپنے سے کم درجہ کے لوگوں پر برتری حاصل ہے۔ حضور ﷺ نے سنا تو فرمایا:[1]

ھل تنصرون و ترزقون الابضعفا ککم کیا تم ضعیفوں کی وجہ سے مدد اور رزق نہیں پاتے۔

حضرت سعدؓ نے حضور ﷺ کا ارشاد سنا اور تواضع کی گردن خم کر دی۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ غریبوں اور ضعیفوں کی مدد اور غم گساری میں پیش پیش رہتے۔ کسی مزدور کو بوجھ کے نیچے دبا دیکھتے تو خود اس کا بوجھ اٹھا کر منزل تک پہنچا آتے۔ کسی کو راستہ سے بھٹکا دیکھتے تو اس کو راستہ بتاتے اور ضروری ہوتا تو اس کے ساتھ منزلِ مقصود تک جاتے۔ گو انہوں نے عقیق میں محل تعمیر کرایا تھا لیکن مزاج کی سادگی میں مطلق فرق نہ آیا تھا۔ سادہ سے سادہ غذا کھاتے اور سادہ سے سادہ لباس پہنتے تھے۔ عبادت سے فارغ ہوتے تو اپنے مویشی چرانے کے لیے جنگل کی طرف نکل جاتے۔ زمانہ امارت میں حاجت مندوں کے وظائف خود جا کر تقسیم کرتے تھے۔ ایرانی امراان سے ملنے آتے تو لباس کی یکسانی اور سادگی کی وجہ سے وہ معلوم نہ کر سکتے کہ مسلمانوں کا امیر کون ہے۔ فرمایا کرتے کہ ہماری عزّت کا باعث

---

[1] بخاری کتاب الجهاد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہے نہ کہ لباسِ فاخرہ۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے کام خود کر لیتے تھے اور کسی خادم یا غلام کو تکلیف نہیں دیتے تھے۔ غرباء و مساکین اور مسافروں کی خدمت کر کے انہیں دلی مَسرّت ہوتی تھی۔ جنگ قادسیہ کے بعد بعض لوگ مالِ غنیمت سے حسبِ منشا حصہ نہ پانے پر حضرت سعدؓ سے ناراض ہو گئے اور ان کی شان میں نامناسب الفاظ کہے (بلکہ ہجو یہ شعر تک کہہ ڈالے) لیکن حضرت سعدؓ مشتعل نہ ہوئے اور تمام واقعات حضرت عُمرِ فاروقؓ کو لکھ بھیجے۔ وہاں سے جو ہدایت موصول ہوئی اس کے مطابق عمل کر کے لوگوں کو خوش کر دیا اور کسی کے خلاف انتقامی کارروائی نہ کی۔

ان کی ولایتِ کوفہ کے دوران میں حضرت عُمرِ فاروقؓ کے حکم سے حضرت محمدؓ بن مَسلَمہ نے ان کی اقامت گاہ کی ڈیوڑھی کو آگ لگا دی لیکن بے قصور ہونے کے باوجود وہ خاموش رہے اور ابنِ مَسلَمہؓ سے کوئی تعرّض نہ کیا۔

(۹)

عیادت

مریضوں کی عیادت کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ حضرت سعدؓ کو اس کارِ نیک سے بہت شغف تھا۔ کسی مسلمان کی علالت کی خبر سُنتے تو موقع ملنے پر اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ ایک بار حضرت سعدؓ بن عبادہ علیل ہوئے تو رسولِ اکرم ﷺ کچھ صحابۂ کرامؓ کے ہمراہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ بھی ان صحابہؓ میں شامل تھے۔ امیر المُومنین حضرت عثمان ذُوالنّورینؓ کے عہدِ خلافت میں مشہور صحابی حضرت سلمان فارسیؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حضرت سعدؓ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت سلمانؓ ان کو دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا:
ابو عبداللہ رونے کی کیا بات ہے؟ رسولِ اکرم ﷺ نے اس عَالَم فانی سے کنارہ فرمایا تو وہ تم سے خوش تھے' اب تمہاری ملاقات حضور ﷺ سے حوضِ کوثر پر ہوگی' بچھڑے ہوئے ساتھیوں سے ملو گے' تمہیں تو اس موقع پر خوش ہونا چاہیے۔'' حضرت سلمانؓ نے فرمایا:
''اے سعد خدا کی قسم میں موت سے نہیں ڈرتا اور نہ مجھے دنیا چھوڑنے کا غم ہے کہ اس سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کبھی دل نہیں لگایا' روتا اس لیے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کسی شخص کا مال واسباب ایک مسافر کے زادِراہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میرے گرد اس قدر سانپ (اسباب) جمع ہیں۔"

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ جس سامان کو حضرت سلمانؓ نے سانپ سے تعبیر کیا وہ محض ایک لگن' ایک تسلہ اور ایک بڑے پیالے پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ نے کہا: ابوعبداللہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے" حضرت سلمانؓ نے فرمایا: "کسی کام کا ارادہ کرتے وقت' فیصلہ کرتے وقت اور تقسیم کرتے وقت خدا کو یاد رکھا کرو۔"[۱]

(۱۰)

رِقّتِ قلب

حضرت سعدؓ کو اللہ تعالیٰ نے قلبِ گداز عطا فرمایا تھا۔ کسی کو تکلیف میں دیکھتے تو اشکبار ہو جائے اور اس کی تکلیف دور کرنے کی ہر ممکن سعی فرماتے۔ عبادت کے بعد دعا مانگتے تو آنکھیں اکثر نم آلود ہو جاتیں۔ رمضان المبارک کی راتوں کے آخری حصہ میں اس قدر روتے کہ ریش مبارک اور جائے نماز آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ "سعدؓ میں شجاعت اور لطافتِ طبع کے ساتھ رقت قلب بھی تھی۔"

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف فوت ہوئے تو حضرت سعدؓ بھی ان کے جنازے میں شریک تھے۔ آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھا اور کہتے جاتے تھے۔ "واجبلاہ" یعنی آہ یہ (علم وفضل کا) پہاڑ چل بسا۔ اکثر اشکبار ہو کر فرماتے۔ "یہ فانی زندگی جلد ختم ہونے والی ہے اور ہم دنیا کی لذّتوں میں محو ہیں۔"[۲]

(۱۱)

ایثار

ایثار ایک اعلیٰ اخلاق وصف ہے اور صحابۂ کرامؓ میں یہ وصف بدرجۂ اُتم پایا جاتا تھا۔

۱۔ طبقات ابنِ سعدؒ

۲۔ طبقات ابنِ سعدؒ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ بھی اس سے مُتّصِف تھے۔ شِعبِ ابی طالب میں اپنی آزادی اور آرام کو چھوڑ کر بنو ہاشم کے ساتھ محصور ہونا جہاں ان کی حُبِّ رسول ﷺ پر دال ہے وہاں ان کے جوہر ایثار کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ حضرت عُمرِ فاروقؓ نے وصیّت کی کہ حضرت سعدؓ بھی خلافت کے اہل ہیں تو وہ اپنے حقِ خلافت سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ فوجی خدمت کے سلسلے میں سپہ سالاری کا کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے بلکہ عام مسلمانوں کے ساتھ مالِ غنیمت میں سے حصہ لیتے تھے۔

(۱۲)

فیّاضی

فیّاضی اور اِنفاق فی سبیل اللہ بھی حضرت سعدؓ کا نمایاں وصف تھا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی سائل ان کے در سے محروم ہو گیا ہو۔ وہ مساجد کی تعمیر اور مکاتب کھولنے کے لئے دل کھول کر عطیے دیتے تھے۔ غربا و مساکین کے لیے ان کے گھر کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ ان کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتے۔ رمضان المبارک میں خود حاجتمندوں کے گھر جاتے اور ان کی ضرورتیں پوری کرتے۔ وہ دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضرورتوں پر ترجیح دیتے تھے اور دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح ضعیفوں کی مدد کرنے کے لیے کمربستہ رہتے تھے جو لوگ حضرت سعدؓ کی نگرانی میں فوجی تربیت حاصل کرتے' وہ ان کے مصارف اپنے پاس سے ادا کرتے تھے۔ ان کی فوج کا کوئی سپاہی ایسی حالت میں شہید ہو جاتا کہ اس کے ذمہ کوئی قرض ہوتا تو اس کا قرض اپنی گرہ سے ادا کرتے تھے۔"

(۱۳)

رفاہِ عام کے کام

حضرت سعدؓ کو رفاہِ عامہ کے کاموں سے بہت دلچسپی تھی۔ اپنے عہدِ امارت میں انہوں نے ایسے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بنجر زمینوں کو نہایت خوش اسلوبی سے آباد کیا اور آبپاشی کا نہایت عمدہ انتظام کیا۔ جہاں نہری پانی نہیں پہنچ سکتا تھا وہاں کنوئیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھدوائے جس کام سے لوگوں کی تکلیفیں دور ہوتی ہوں اور ان کے آرام اور خوشحالی میں اضافہ ہوتا ہو اسے وہ فوراً ہاتھ میں لے لیتے تھے۔ اگر اس کی انجام دہی ان کے دائرۂ اختیار سے باہر ہوتی تو دربارِ خلافت میں مفصّل حالات لکھ کر اجازت منگا لیتے۔ حضرت سعدؓ رفاہِ عامہ کے کاموں میں مذہب وملّت کے اختلاف کو حائل نہیں ہونے دیتے تھے۔ انبار کے ایرانی باشندوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی۔ انھوں نے حضرت سعدؓ سے درخواست کی کہ پانی کی قِلّت دور کرنے کے لئے ان کے لیے ایک نہر کھدوا دی جائے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت سعدؓ بن عمرو بن حرام کو فوراً اس کام پر مامور کر دیا۔ گو یہ نہر ایک قدرتی رکاوٹ کی وجہ سے حضرت سعدؓ کی زندگی میں مکمل نہ ہو سکی تاہم چند سال بعد حجاج بن یوسف ثقفی نے اسے مکمل کر دیا۔ اسی طرح حضرت سعدؓ نے جابجا سڑکیں اور پُل تعمیر کروائے۔ کئی جگہ مسافر خانے بنوائے اور مسجدیں تعمیر کرائیں۔ وہ مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کے حقوق کا غایت درجہ احترام کرتے تھے اور ان کو سرکاری ملازمتوں میں زیادہ سے زیادہ حصہ دیتے تھے۔ وہ ان کی عبادت گاہوں سے کسی مسلمان کو تعرّض کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اگر کسی مسلمان سے کسی ذِمّی کو تکلیف پہنچتی تو وہ اس کا سختی سے محاسبہ کرتے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعدادِ علمی

(۱)

تحقیق و جستجو

حضرت سعدؓ کو بارگاہِ رسالت میں جو تقرب خصوصی حاصل تھا۔ اس کی بنا پر ان کا پایۂ علم و فضل بہت بلند ہو گیا تھا۔ انہوں نے نبوت کے سرچشمۂ علم و عرفان سے پورا پورا فیض اٹھایا تھا۔ اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ رسولِ اکرم ﷺ کے وصال کے بعد وہ ان صحابۂ کبارؓ میں شمار ہوتے تھے جو علم و فن کا مرجع تھے۔ عام طور پر لوگ رسولِ اکرم ﷺ سے سوالات کرتے ہوئے ہچکچاتے تھے لیکن حضرت سعدؓ کا جذبۂ تحقیق و جستجو ان کو خاموش نہ رہنے دیتا۔ وہ رسولِ اکرم ﷺ سے بلا جھجک مشتبہ امور کے متعلق سوال کرتے اور ذات رسالت مآب ﷺ کی طرف سے جواب عنایت ہوتا تھا۔ اس طرح ان کا دامن بے شمار علمی جواہر ریزوں سے بھر گیا تھا۔ وہ خود روایت کرتے ہیں:

اعطی رسول اللہ ﷺ رھطاً وانا جالس فیھم، قال فترک رسول اللہ ﷺ منھم رجلا لم یعطہ وھو اعجبھم الی، فقمت الی رسول اللہ ﷺ فساررتہ فقلت مالک عن فلان، واللہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو کچھ عطیے مرحمت فرمائے۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کچھ نہ دیا حالانکہ میری نظر میں وہ عطیّہ پانے والوں سے بہتر تھا۔ (مجھ کو اس کی محرومی پر سخت تعجب ہوا) میں اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے قریب گیا اور آہستہ سے عرض کیا آپ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انــی لاراه مــومنــا! قــال او مسـلمًا؟ قال فسكت قليلاً ثم غـلبـنـی مـاعـلـم فيـه فقلت يـارسول الله مالک عن فلان، والـلّـه انی راه مومنًا! قال او مسلماً؟ قال فسكت قليلاً ثم غـلـبـنـی مـاعـلـم فيـه، فقلت يـارسول الله مالک عن فلان، والـلّـه انی راه مومنًا! قال او مسلما؟ یعنی فقال انی لاعطی الـرجـل وغيـره احـب الی منه خشيتـه ان يـكب فی النار علی وجهه.

(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

نے فلاں کو کیوں نہیں دیا۔ واللہ میں اس کو مومن سمجھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: (مومن یا) مسلم؟ میں نے کچھ دیر سکوت اختیار کیا پھر اس کے بارے میں میری رائے غالب ہوئی اور کہا: یارسولؐ اللہ! آپ نے فلاں کو محروم رکھا۔ واللہ میرے خیال میں وہ مومن ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا (مومن یا) مسلم؟ میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر مجھ پر اپنی رائے غالب آئی اور کہا کہ یارسولؐ اللہ! آپ نے فلاں کو چھوڑ دیا واللہ میں اس کو مومن سمجھتا ہوں۔ فرمایا (مومن یا) مسلم؟ پھر آپ ﷺ نے (حتمی طور پر) ارشاد فرمایا کہ بعض اوقات میں جس شخص کو کچھ دیتا ہوں اس سے وہ محبوب ہوتا ہے جس کو کچھ نہیں دیتا۔ صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں منہ کے بل دوزخ میں نہ جا گرے۔

حضرت سعدؓ کو کسی مسئلہ کا علم نہ ہوتا تو وہ اپنے ہمعصر صحابۂ کرامؓ سے بھی پوچھنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو طاعون کے بارے میں اشکال پیدا ہوا۔ انہوں نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے پوچھا کہ تم نے طاعون کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے۔ حضرت اُسامہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ طاعون عذابِ الٰہی کی ایک قسم ہے جو بنی اسرائیل کے ایک طبقے پر بھیجی گئی تھی۔ اس لئے اگر تم سنو کہ فلاں جگہ طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تمہارے یہاں طاعون پھیل جائے تو وہاں سے مت بھاگو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ کا علمی پایہ کس قدر بلند تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت سعدؓ کے زمانۂ امارت میں ایک بار کوفہ کے ایک بزرگ‘ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ان سے عرض کی کہ علم حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس سعدؓ بن مالک (ابی وقّاص)‘ عبداللہؓ بن مسعود‘ سلمانؓ‘ عمار بن یاسرؓ اور حذیفہ بن الیمانؓ نہیں ہیں۔“ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ان بزرگوں کے فضل و کمال کی وجوہ بیان کیں۔

(۲)

شغفِ قرآن

قرآنِ حکیم ہر قسم کے علوم و معارف کا سرچشمہ ہے۔ حضرت سعدؓ کو قرآنِ پاک سے غیر معمولی شغف و انہماک تھا۔ گو قرآنِ پاک کے حُفّاظ میں ان کا نام نہیں ملتا‘ تاہم مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو قرآن مجید کی متعدد سورتیں حفظ تھیں۔ تلاوتِ قرآن کا اس قدر شوق تھا کہ کبھی اس میں ناغہ نہیں آنے دیتے تھے۔ وہ ایسی خوش الحانی اور درد کے ساتھ قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے تھے کہ سننے والوں پر محویت کا عالَم طاری ہو جاتا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سائب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے پاس حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص تشریف لائے اور فرمایا کہ ”میں نے سنا ہے کہ تم قرآنِ کریم کی قراءت نہایت خوش الحانی سے کرتے ہو۔ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ قرآنِ غم (عبرت) کے لیے نازل ہوا ہے اس لئے جب پڑھو تو روؤ اگر روتے نہیں تو تمہاری صورت سے عبرت پذیری کا اظہار ہو اور اس کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھو۔“ حضرت سعدؓ کو کلامِ پاک سے غایت درجہ محبت تھی اور وہ اس کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت سعدؓ کے صاحبزادے مصعب کہتے ہیں کہ ایک دن میں ہاتھ میں قرآنِ حکیم لیے ہوئے تھا اور میرے والد تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے بدن کھجلایا تو والد (حضرت سعدؓ) نے فرمایا: ”شاید تم نے اپنے بدن کے حصۂ اسفل کو مَس کیا۔“ میں نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا ”جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔“

ا طبقات ابنِ سعدؓ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ کے زمانۂ امارت میں ایک بار خراج کا کچھ مال بچ گیا۔ حضرت عُمرِ فاروقؓ نے انہیں حکم بھیجا کہ اس مال کو قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ میں تقسیم کر دو۔ حضرت سعد نے ایسی خوش اسلوبی سے یہ مال تقسیم کیا کہ نہ صرف طلبۂ قرآن کی حوصلہ افزائی ہوئی بلکہ ان کی تعداد میں بھی معتدبہ اضافہ ہوگیا چنانچہ جب دوسرے سال بھی یہی معاملہ پیش آیا تو حضرت سعدؓ نے حضرت عُمرِ فاروقؓ کو لکھا کہ پہلے صرف سات طلبۂ قرآن تھے اور اس سال ستر ہیں۔'' جنگِ قادِسیہ کے بعد مالِ غنیمت کی تقسیم شروع ہوئی تو حضرت سعدؓ نے عام حصے کے علاوہ حُفّاظِ قرآن کو خاص حصہ دیا۔

(۳)

تَفَقُّہ فِی الدّین

حضرت سعدؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تَفَقُّہ فِی الدّین کا خاص ملکہ عطا ہوا تھا۔ ان کا شمار فقہائے صحابہؓ کے طبقۂ متوسطین میں ہوتا ہے۔ اس طبقہ میں حضرت سعدؓ کے علاوہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سَلَمہؓ، حضرت ابوبکر صدِّیقؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت انسؓ بن مالک، حضرت عثمانِ غنیؓ، حضرت ابوسعید خُدریؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص، حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ، حضرت معاذؓ بن جبل اور حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ جیسے جلیل القدر بزرگ شامل تھے۔ اس سے حضرت سعدؓ کی فقہی قابلیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ان کے بیان کیے ہوئے متعدد فقہی مسائل کُتبِ احادیث میں موجود ہیں مثلاً وہ میّت کو ناپاک نہیں سمجھتے تھے۔[۱] روزوں میں پچھنے لگوانا جائز قرار دیتے تھے[۲] آخر رات میں نماز وتر کی ایک رکعت کے قائل تھے۔[۳]

---

۱ میّت کو مَس کرنا رسولِ اکرم ﷺ سے بالاتفاق ثابت ہے۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون نے وفات پائی تو حضور ﷺ نے تین بار ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (طبقات ابنِ سعد)

۲ اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہؓ اور حضرت زیدؓ بن ارقم بھی روزوں میں پچھنے لگوانا جائز سمجھتے تھے۔

۳ رسولِ اکرم ﷺ سے نمازِ وتر کی ایک رکعت بھی ثابت ہے اور تین، پانچ، سات، نو اور گیارہ بھی۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)

روایتِ حدیث

حضرت سعدؓ کو سالہا سال تک رسولِ اکرم ﷺ کے فیضِ صحبت سے مُتَمتّع ہونے کا موقع ملا تھا اس لئے اُن کا کیسۂ علم و فضل علمی زر و جواہر سے پُر ہو گیا تھا۔ علمِ حدیث سے بھی انہوں نے وافر حصہ پایا تھا۔ گو وہ حدیث بیان کرنے میں بے حد محتاط تھے تاہم ان سے دو سَو پندرہ احادیث مروی ہیں۔[۴] جن میں پندرہ متفق علیہ، پندرہ میں بخاری اور آٹھ میں مسلم منفرد ہیں۔ روایتِ حدیث میں حضرتِ سعدؓ جس حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے وہ حضرت سائب بن یزید کے اس قول سے ظاہر ہے:

صحبت طلحة بن عبيدالله وسعدًا والمقدادؓ بن الاسود وعبدالرحمن بن عوفؓ فما سمعت احدًا منهم يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم الا انى سمعت طلحة يحدث عن يوم احد'

میں طلحہؓ بن عبیداللہ، سعدؓ، مقدادؓ بن اسود و عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی رفاقت میں رہا ہوں۔ میں نے ان میں سے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا سوائے طلحہؓ کے جو غزوۂ اُحُد کا حال بیان کرتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی آخر رات میں ایک رکعت وتر کے قائل تھے۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے تین رکعات کی روایات مروی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ پانچ' سات' نو' گیارہ یا اس سے زیادہ رکعات کے قائل تھے۔ حنفیہ کے نزدیک وتر میں صرف تین رکعتیں ہیں۔ شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک وتر میں ایک سے لے کر گیارہ رکعات تک پڑھی جا سکتی ہیں۔

۴ بدر البدور میں قاضی سلمان منصور پوریؒ نے حضرت سعدؓ کی مرویاتِ حدیث کی تعداد دو سَو ستّر لکھی ہے۔ ہماری روایات کا ماخذ اسوۂ صحابہؓ جلد دوم (مؤلفہ مولانا عبدالسّلام ندوی مرحوم) ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی سائب بن یزیدؓ ایک دفعہ مدینہ منوّرہ سے مکّہ معظمہ تک حضرت سعدؓ کے رفیقِ سفر رہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے اثنائے سفر میں سعدؓ کی زبان سے ایک حدیث بھی نہیں سنی۔ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سعدؓ کثرتِ روایت سے بعض دوسرے اکابر صحابہؓ کی طرح اجتناب کرتے تھے۔حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے:

قال ابن بطال وغیرہ کان کثیر من کبار الصحابة لا یحدثون عن رسول اللّٰہ ﷺ خشیة المزید والنقصان (اَلْاِصَابَہ)

ابن بطال وغیرہ کہتے ہیں کہ بہت سے کبار صحابہؓ رسول اللہ ﷺ سے اس لیے حدیث روایت نہیں کرتے تھے کہ ان کو حدیث میں کمی بیشی کے ہو جانے کا خوف تھا۔(الاِصابہ)

حدیث میں حضرت سعدؓ کی شہادت کو نہایت وزنی تصور کیا جاتا تھا۔خود رسولِ اکرم ﷺ نے ان کی شہادت کو اہمیّت دی۔ایک موقع پر جب انہوں نے ایک شخص کے مومن ہونے پر قسم کھائی تو حضور ﷺ نے ان کی شہادت کو رَدّ نہیں کیا۔حضرت عمرؓ فاروقؓ کو حضرت سعدؓ کی روایتِ حدیث پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے" جب تم سعدؓ سے رسولِ اکرم ﷺ کی کوئی حدیث سنو تو پھر کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اموالِ بنی نضیر یا صدقہؐ مدینہ کا انتظام حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہٗ اور حضرت عباسؓ مشترکہ طور پر کرتے تھے' ایک دفعہ ان دونوں بزرگوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا اور حضرت عمرؓ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔اس موقع پر انہوں نے جن بزرگوں کی حلفیہ شہادت لی' ان میں حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص بھی تھے۔

تابعین اور تبع تابعین بھی حضرت سعدؓ کی مرویاتِ حدیث کو خاص وزن دیتے تھے۔

حضرت سعدؓ احادیث کی تلاش وتحقیق میں بھی سعی فرماتے تھے چنانچہ جب ان کو وبائے طاعون کے بارے میں شبہ پیدا ہوا تو انہوں نے بلا تامّل حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق کیا سنا۔ اسی طرح جب وہ کسی کو خلافِ سُنّت کام کرتے دیکھتے تو اس کو منع فرماتے اور اپنے قول کی تائید میں رسولِ اکرم ﷺ کی حدیث بیان فرماتے۔ اہلِ کوفہ ان کی نماز کے شاکی ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ پہلی دو رکعات طویل کیا کرتے تھے اور دوسری دو مختصر، میں بھی حضورؐ کا اِتّباع کرتا ہوں۔ حضرت عمرِ فاروقؓ نے ان کی بات کا یقین کرتے ہوئے فرمایا:
"بے شک آپؓ کی نسبت میرا یہی گمان تھا۔"

(۵)

حضرت سعدؓ سے مروی چند احادیث

یہاں ہم حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے مروی چند احادیث کا اردو ترجمہ بطورِ تبرک درج کرتے ہیں۔

۱- حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْزَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ[۱]

(صحیح بخاری و ترمذی)

اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں نامرادی (بزدلی) اور بخل سے اور پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے کہ بدترین (نکمی) عمر (یعنی بڑھاپے) کی طرف رَدّ کیا جاؤں۔ (لوٹایا جاؤں) اور پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنہ (آزمائش) سے اور پناہ مانگتا ہوں قبر کے فتنہ (عذاب) سے۔

۲- حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہر ایک تم میں سے عاجز ہے اس سے کہ ہر روز

---

۱ عمرو بن میمونؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص اپنے بیٹوں کو ان کلمات کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسا کہ مُعلّم لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزار نیکیاں حاصل کرے۔ حاضرینِ مجلس میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی ہم میں سے ہزار نیکیاں کمالے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سچے دل سے سَو بار سبحان اللہ پڑھے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے ہزار گناہ زائل کیے جاتے ہیں۔.......... (صحیح مسلم)

۳- حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے رشتہ قائم کرے اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر بہشت حرام ہے۔[1] (متفق علیہ)

۴- حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیشک سب مسلمانوں میں بڑا گنہگار مسلمان وہ ہے کہ جس نے وہ بات پوچھی کہ حرام نہ تھی پھر اسی کے پوچھنے سے حرام ہوگئی۔[2]......... متفق علیہ

۵- حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یونس علیہ السّلام جس وقت مچھلی کے پیٹ میں تھے تو انہوں نے یہ دعا مانگی:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

(نہیں کوئی معبود مگر تو کہ پاک ہے تحقیق میں ظالموں میں سے ہوں)

---

[1] ''تحفۃ الاخیار'' میں مولوی خرم علی مرحوم اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو شخص جان بوجھ کر اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو اپنا باپ بتلائے، وہ بہشت سے بے نصیب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بعض شیخ یا مغل اپنے آپ کو سیّد بتلاتے ہیں، بہت برا کرتے ہیں کہ بہشت چھوڑ دوزخ کی تیاری کرتے ہیں۔

[2] مولوی خرم علی مرحوم نے ''تحفۃ الاخیار'' میں اس حدیث کی تشریح یوں کی ہے کہ ''مسئلہ پوچھنا دو قسم کا ہے۔ ایک تو وہ ہے کہ جس کی حاجت پڑے۔ وہ بات معلوم نہیں تو دریافت کے واسطے پوچھے تو یہ درست ہے بلکہ اس کا حکم ہے کہ دریافت کرے۔ دوسرے یہ کہ ناحق بے حاجت پوچھنا اور تنگ کرنا یہ منع ہے۔ سو اسی کو حضورِ اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ناحق بے حاجت باتیں نہ پوچھا کرو۔ شاید حلال چیز تمہارے بے فائدہ سوال سے حرام ہو جاوے اور تم گنا ہگار ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کسی حاجت کے وقت کوئی مسلمان یہ دعا مانگتا ہے تو اللہ اس کو قبول فرماتا ہے۔
(مُسندِ احمد بن حنبل وترمذی)

۷۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی شخص کو کہ اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات تین رات سے زیادہ ترک کرے۔[1]
(متفق علیہ)

۸۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اہلِ مدینہ کو مکر اور حیلہ سے دکھ دے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔
(متفق علیہ)

۹۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ کلمات کہے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا۔ (صحیح مسلم)

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ میں راضی ہوں ساتھ اللہ کے از روئے رَبّ ہونے کے اور ساتھ محمد ﷺ کے از روئے رسول ہونے کے اور ساتھ اسلام کے از رُوئے دین ہونے کے) (صحیح مسلم)

۱۰۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ ایسا اور ایسا اور پھر آپ ﷺ نے تیسری بار ایک انگلی کم کر دی۔[2] (صحیح مسلم)

---

[1] محدّثین اور شارحینِ حدیث لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا اطلاق دنیاوی معاملات میں مسلمانوں کی باہمی رنجش پر ہوتا ہے۔ اگر دین کے سبب سے ترکِ ملاقات تک نوبت پہنچی ہے تو یہ تین دن سے زیادہ بھی درست ہے چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ نے جہاد فی سبیل اللہ پر نہ جانے والوں سے طویل عرصہ تک کلام نہ فرمایا۔

[2] (۱) صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ کہ ہر ایک شخص پر وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا[1]

۱۲۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکّہ سے مدینہ کو چلے۔ جب ہم عزورا کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ سواری سے اترے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر ایک ساعت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے۔ پھر سجدہ میں گر پڑے اور بہت دیر سجدہ میں پڑے رہے پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر ایک ساعت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے اور پھر سجدہ میں گر پڑے۔ یہ کام آپ ﷺ نے تین بار کیا اور پھر فرمایا: میں نے اپنے رَبّ سے اپنی اُمّت کے لئے سوال کیا اور سفارش کی۔ میرے رَبّ نے مجھے امت کی تہائی عطا فرمائی۔ میں نے اپنے رَبّ کو شکر کا سجدہ کیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھا کر اپنی اُمّت کے لیے رَبّ سے سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر مجھے امت کی تہائی عطا فرمائی پھر میں نے اپنے رَبّ کو شکر کا سجدہ کیا۔ میں نے

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ)

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم بن پڑھی اُمّت ہیں نہ لکھنا جانیں نہ حساب جانیں مہینہ ایسا اور ایسا اور ایسا اور تیسری بار آپ نے انگوٹھا بند کرلیا اور پھر فرمایا: مہینہ ایسا اور ایسا اور ایسا یعنی پورے تیس یعنی مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔

(ب) حضور ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی دس انگلیاں اٹھا کر تین بار اشارہ کر کے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔ مسلم کی روایت میں انتیس ہیں اور بخاری کی روایت میں انتیس بھی اور تیس بھی ہیں۔ شاید بعض لوگوں نے کہا کہ رمضان کے مہینے کا روزہ ہم پر فرض ہوا اور کبھی رمضان کا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے تو چاہیے کہ پورے پورے مہینے کا تمام ثواب نہ ہو تب حضور ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور کمال تصریح سے اشارہ کر کے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں ثواب برابر ہے خواہ تیس دن کا مہینہ ہو اور خواہ انتیس دن کا ہو۔

(تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مولوی خرم علی بلہوری)

بعض صحابہؓ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جب ہر چیز مقدّر ٹھہری تو عمل اور عبادت کا کیا فائدہ۔ اس وقت حضور ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ عمل کو تقدیر کے مخالف نہ سمجھو بلکہ تمہارا یہ نیک عمل بھی تقدیر کا اثر ہے۔ (تحفۃ الاخیار)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اپنا سر اٹھایا اور اپنی اُمّت کے لئے رَبّ سے سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے باقی تہائی بھی عطا فرمائی اس پر میں نے اپنے رب کو (تیسری بار) شکر کا سجدہ کیا۔ [1]

۱۲- حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ مجھے کوئی کلام سکھایئے جو میں پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات پڑھا کرو۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ

(نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا، نہیں کوئی شریک اس کا، اللہ بڑا ہے، بہت بڑا اور تعریف واسطے اللہ کے بہت ہے اور پاکی ہے واسطے اللہ کے جو جہانوں کا پالنے والا ہے نہ گناہوں سے پھرنے کی اور نہ عبادت کی قوت ہے مگر ساتھ مدد اللہ غالب حکمت والے کے)

اعرابی نے کہا کہ یہ میرے رَبّ کے لیے ہے۔ میرے لیے کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

الٰہی مجھ کو بخش دے اور رحم کر مجھ پر اور ہدایت دے مجھ کو اور رزاق (حلال) دے مجھ کو (صحیح مسلم)

۱۴- حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تو خدا کی رضامندی کے لیے خرچ کرے گا اس کا ثواب ضرور پائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس کا بھی تجھے اجر ملے گا۔ (متفق علیہ)

۱۵- حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف چلے تو

---

[1] شارحینِ حدیث کہتے ہیں کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اُمّتِ محمدیہ ﷺ کے گناہگاروں کو مطلق عذاب نہیں ہوگا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سرورِ کائنات ﷺ کی شفاعت کی بدولت بتدریج ساری اُمّت کی مغفرت ہوگی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیؓ کو (مدینہ میں) اپنا جانشین مقرر کیا۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم راضی نہیں کہ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہو جو ہارون علیہ السّلام کو موسیٰ علیہ السّلام سے تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (صحیح بخاری)

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

مآخذ

سیرت سعدؓ بن ابی وقاص

اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

۱-	صحیح بخاری	امام بخاریؒ
۲-	صحیح مسلم	امام مسلمؒ
۳-	مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ
۴-	طبقات ابنِ سعد	(مترجمہ مولانا عبداللہ العمادی)
۵-	السیرۃ النبویہ	ابنِ ہشامؒ
۶-	اُسدُ الغابہ	ابنِ اثیرؒ
۷-	تاریخ الکامل	ابنِ اثیرؒ
۸-	الاصابہ فی تمییز الصحابہ	ابنِ حجر عسقلانیؒ
۹-	تاریخ طبری	(اَبی جعفر محمد بن جریر طبریؒ مترجمہ مولوی سیّد ابراہیم)
۱۰-	فتوح البلدان	علامہ بلاذریؒ
۱۱-	فتوح العراق	علامہ واقدیؒ
۱۲-	جامع ترمذی	امام ترمذیؒ
۱۳-	ریاض الصالحین	ابوزکریا یحییٰ بن شرف حزامیؒ
۱۴-	مشارق الانوار	رضی الدین حسنؒ بن حسن صنعانی
۱۵-	سیرۃ النبی ﷺ (جلد اوّل)	شبلی نعمانیؒ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶- اصح السیر	عبدالرؤف داناپوری مرحوم
۱۷- سیرتِ کبریٰ	ابوالقاسم رفیق دلاوری مرحوم
۱۸- سیرتِ احمدی	خان احمد حسین خان مرحوم
۱۹- الفاروق ؓ	شبلی نعمانی ؒ
۲۰- سیرتِ عمر فاروق ؓ	قاضی سراج الدین احمد مرحوم
۲۱- رسولِ اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی	ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم
۲۲- تذکرۃ الکرام	سیّد شاہ محمد کبیر ابوالعلاء داناپوری مرحوم
۲۳- تاریخِ اسلام (جلد اوّل ودوم)	اکبر شاہ خان نجیب آبادی مرحوم
۲۴- اشاعتِ اسلام	مولانا محمد حبیب الرحمٰن مرحوم
۲۵- مہاجرین (جلد اوّل ودوم)	شاہ معین الدّین احمد مرحوم
۲۶- سیر الصحابہ (جلد ہفتم)	شاہ معین الدّین احمد مرحوم
۲۷- سیر الصحابہ (جلد ہفتم)	سعید انصاری مرحوم
۲۸- سیرِ انصار (جلد اوّل ودوم)	سعید انصاری مرحوم
۲۹- اسوۂ صحابہ (جلد اوّل ودوم)	عبدالسّلام ندوی مرحوم
۳۰- بذل القوہ	مخدوم محمد ہاشم سندھی مرحوم
۳۱- داستانِ مشاہیرِ عرب	زبید احمد ایم اے
۳۲- ارمغانِ احباب	شمس العلماء مولوی محمد حسین مرحوم
۳۳- سیرتِ ابوبکر صدّیق ؓ	حبیب الرحمٰن شروانی (صدر یار جنگ) مرحوم
۳۴- ابوبکر صدّیق اکبر ؓ	محمد حسین ہیکل
۳۵- عمر فاروقِ اعظم ؓ	محمد حسین ہیکل
۳۶- حارث بن کلدہ	(مضمون مندرجہ رسالہ فاران کراچی بابت مئی ۱۹۵۱ء از حکیم محمد یوسف نیر مرحوم)
۳۷- تاریخ ملکِ قدیمہ	سید محمود اعظمی فہمی (مترجم اردو)
۳۸- تاریخِ اسلام (جلد اوّل)	شاہ معین الدّین احمد مرحوم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارہ کی مقبول مطبوعات

خُلقِ خیرِ الخلائق ﷺ

☆ خطیبوں، واعظوں اور مقرّروں کے لیے ایک تحفۂ گراں بہا

☆ طلبہ اور طالبات کے لیے مشعلِ راہ

☆ محبانِ رسول ﷺ کے لیے نشاطِ روح کا سامان

☆ آفتابِ رسالت ﷺ کے

خُلقِ عظیم

کے مختلف پہلوؤں کے زیرِ عنوان بے شمار ایمان افروز واقعات ایسے دلنشیں پیرائے میں کہ دِلوں میں عشقِ رسول کی شمع روشن ہو جائے اور اسوہ خیر البشر ﷺ کے اتباع کی تڑپ پیدا ہو جائے

سدابہار

پاکیزہ پھولوں کا ایسا گلدستہ جو مشامِ جان کو معطّر کر دیتا ہے

خود پڑھیے بچوں کو پڑھایئے

برصغیر کے نامور شعراء کی نعتوں کا لاجواب انتخاب

مَحبّت حضور ﷺ کی

مرتب: شفیق مرزا، محمد عفیف طٰہٰ — قیمت: 120 روپے

یہ انتخاب ڈیڑھ صدی کے ہر طبقۂ خیال کے شاعروں کی نمائندہ نعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اور کئی نسلوں کی عقیدتوں کا مظہر ہے اور یہ علمی و ادبی اہمیت بھی رکھتا ہے۔

طٰہٰ پبلی کیشنز

22-A ملک جلال دین (وقف) بلڈنگ چوک اُردو بازار لاہور

فون: 7231391 موبائل: 0333-4470509

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیں دُنیا پر حکمرانی کرتی ہیں

خُلقِ خیر الخلائق ﷺ
طالب الہاشمی

نبی کریم ﷺ کے عزیز و اقارب
محمد اشرف شریف ۔ ڈاکٹر اشتیاق احمد

یہ تیرے پُراسرار بندے
طالب الہاشمی

سیرت حضرت سعد بن ابی وقاص
طالب الہاشمی

سیرت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما
طالب الہاشمی

سیرت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
طالب الہاشمی

سیرت میزبانِ رسول حضرت ابوایوب انصاری
طالب الہاشمی

سلطان نورالدین محمود زنگی
طالب الہاشمی

خونیں تحریکیں
اظہر امرتسری

برصغیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
اکبر علی خان قادری

طٰہٰ پبلی کیشنز
۲۲ اے ملک جلال الدین وقف بلڈنگ چوک اردو بازار لاہور
Ph: 7221391 Mob: 0333-4470509

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
17035

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

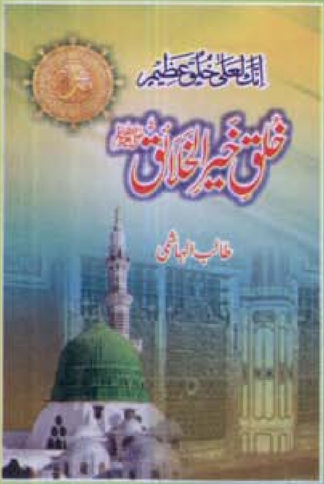

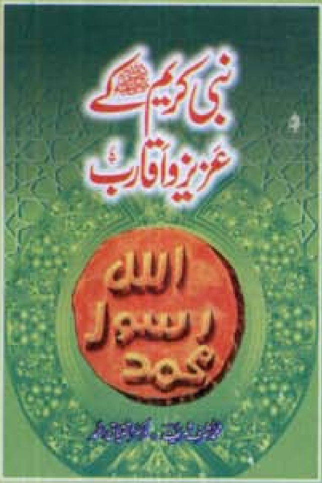

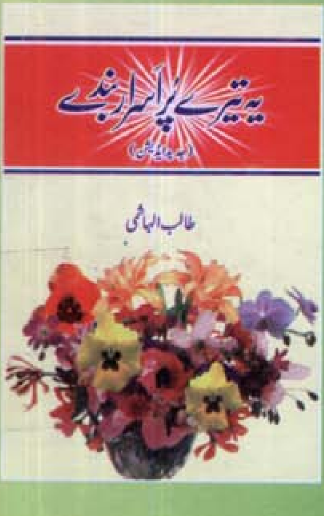

سیرت

حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ

یہ ایک تذکرہ بھی ہے اور تاریخ بھی...... حقیقت افروز اور دل آویز......

اُس مُبارک دَور کی ولولہ انگیز داستان...... جب مسلمان تاریخِ اسلام کا اولین باب لکھ رہے تھے اور شمعِ رسالتؐ کا ہر پروانہ اس تاریخ میں اپنا اپنا رنگ بھر رہا تھا!

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ:

اُردو زبان کا دامن ابھی تک اس عظیم شخصیت کی جامع سیرت سے خالی تھا

جس نے......

بدر وحُنین تک ہر معرکہ میں جذبۂ فدویت کا والہانہ مظاہرہ کیا......

جس نے......

غزوۂ اُحد میں...... اخیر تک...... حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بن کر جانبازی اور فداکاری کا حق ادا کر دیا۔

اور...... پھر جسے ایک دن چشمِ فلک نے اس سرفروش لشکر کی قیادت کرتے دیکھا۔

جس نے کسریٰ کا تخت اُلٹ کر آتش کدۂ ایران کو ہمیشہ کے لیے سرد کر دیا......

یہ تھے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص

آنے والی نسلیں جناب طالب الہاشمی کی احسان مند ہوں گی کہ اُنھوں نے...... ایسے جامع کمالات وصفات صاحبِ رسولؐ کی سیرت نگاری کا حق نہایت حُسن وخُوبی سے ادا کیا ہے۔

کہنے کو تو یہ ایک فردِ واحد کے سوانح ہیں لیکن فی الحقیقت یہ ایک ایسا رُوح پرور اور ایمان افروز مُرقّع ہے جس میں ان تمام نفوسِ قُدسی کی تصویرِ حیات ملے گی جو یکسر قرآنی سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔

اس کا مُطالعہ جہاں ایمان ویقین میں اضافہ کرے گا وہاں نیا جوشِ عمل پیدا کرنے کا باعث بھی ہوگا!

محمد عفیف طٰہٰ

ISBN 969-8810-09-9
9789698810092
طٰہٰ پبلی کیشنز
اُردو بازار لاہور فون: 7231391

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ